بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی

نماز میں خشوع وخضوع

www.KitaboSunnat.com

ابو عمار عمر فاروق سعیدی

طیبہ قرآن محل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی

نماز میں خشوع و خضوع

تالیف
ابو عمار عمر فاروق السعیدی

ناشر
طیبہ قرآن محل
مکہ سنٹر گلی نمبر 5 منشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد
041-2624007
0333-6574758

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی

باہتمام	---------------	حافظ عمر فاروق
طبع اول	---------------	جنوری 2022ء
تعداد	---------------	600
کمپوزنگ	---------------	خالد عرفان
قیمت	---------------	/-

طیبہ قرآن محل مکہ سنٹر گلی نمبر 5 منشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد
041-2624007,0345-7709626

اسٹاکسٹ

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023 ,0334-4842982
E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

الخشوع فی الصلاۃ.....نماز میں خشوع وخضوع

- پیشِ لفظ 11
- نماز میں خشوع (حضوریٔ دِل) کی اہمیت 14
- خشوع کا معنی ومفہوم 15
- خشوعِ ایمان اور خشوعِ نفاق 19
- خشوع وخضوع کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ 20
- نماز میں خشوع کے مظاہر 32
- نماز میں رکوع 41
- نماز میں سجدہ 43
- دعا میں خشوع اور حضوریِ قلب 47
- اللہ کے لیے عجز وانکساری کی فضیلت 53
- مسکینی سے مراد...... 54
- مقام عبودیت (بندگی) 57

جو میں سربسجدہ ہوا کبھی......

- اسلام، ایمان اور احسان 67
- حدیث جبریل علیہ السلام 67
- نماز کامل (خشوع والی) ہی مطلوب ہے! 74

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- پہلا پہلا حسابِ نماز 77
- نماز کے ظاہری اعمال 81
- نماز قائم کرنا یا پڑھنا 82
- افراط وتفریط 83
- نماز میں حضوریٔ قلب فرض یا مستحب؟ 85
- خشوع فی الصلاۃ، اور ائمہ کرام 88
- علماء احناف 88
- مالکیہ 90
- شافعیہ 90
- خشوعِ قلب اور مسنون وماثور دعائیں 94
- کامل آداب وخشوع سے مزیّن نماز کا اجر اور اس کے فضائل 97
- مغفرت 97
- سابقہ گناہوں کی معافی 99
- سابقہ گناہوں کا کفارہ 100
- جنت واجب ہو جاتی ہے 101
- وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایسے ہو چکا ہوتا ہے جیسے کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو! 103
- قیامت کے دن سایہ نصیب ہوگا 105
- اللہ تعالیٰ نمازی کی طرف متوجہ رہتا ہے 107
- رب کریم کے ساتھ مناجات 107
- تمغۂ ایمان 109
- نماز اس طرح پڑھو گویا یہ تمہاری آخری اور الوداعی نماز ہے 110

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو وصیت 110
- اعمال خیر کی مداومت کی فضیلت 111
- ہمارا زاویہ فکر و نظر 112
- نماز میں وسوسہ کا آنا اور وسوسہ لانا 113
- اللہ پرستی نہ کہ لذت پرستی 114
- حضوریٔ قلب کیسے حاصل ہو؟ 116
- مسنون وضو کی اہمیت 120
- اذان کہنے اور اوّلین وقت میں حاضری 123
- گھر سے نکلتے وقت کی دعا 126
- مسجد میں داخل ہونے کی دعا 126
- باطنی امور 129
- رزق حلال کا اہتمام 130
- سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ 136
- مبارک اوقاتِ 141
- تہجد کا وقت 142
- ظہر کے وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں 144
- صلاۃ وسطیٰ ....نمازِ عصر ہے 145
- نمازِ عصر کے فرائض سے پہلے چار رکعات نفل کی فضیلت 146
- مغرب کا وقت 146
- نمازِ عشاء 147
- رات کے وقت جاگ جانے پر دعا 148

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتویٰ از امام ابن تیمیہؒ

- قرآن وحدیث میں ''خشوع'' کا مفہوم 152
- نماز میں خشوع واجب ہے! 156
- خشوع کے منافی یا غیر منافی حرکات 159
- نماز میں رفع الیدین کسی طرح بھی ''أسکنوا فی الصّلاۃ'' کے منافی نہیں 162
- وساوس کی وجہ سے نماز کا اعادہ 166
- وساوس کا ازالہ 171
- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا معاملہ 175
- نماز میں حضوریٔ قلب کی فضیلت 178
- سلف صالحین کی نمازیں 179

نماز، آفاتِ نماز اور ان کا علاج

- نماز کی شرائط 181
- نماز کے اوقات 182
- نماز کی ہیئت 184
- نماز کی دعائیں 185
- نماز کی آفات 189
- کسل 190
- وسوسہ 193
- مُدّعا سے بے خبری 196
- چوری 198
- ریا 199

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الخشوع فی الصلاۃ

نماز میں خشوع وخضوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر دم خدا را یاد کن
دلہائے غمگیں شاد کن
بلبل صفت فریاد کن
مشغول شو در یادِ ھُو!

”ہر دم اپنے اللہ کو یاد کیا کرو۔ اسی سے تم اپنے غمگین اور پریشان دل کو خوش رکھ سکتے ہو۔ تمہیں بلبل کی مانند اپنے اللہ کے حضور فریاد کرتے رہنا اور اس کی یاد میں مشغول ہونا چاہیے۔“

غافلی کفرست نہاں در وُجودِ آدمی
ایں چنیں کافر شدن را حاجتِ زُنّار نیست

”غفلت ایک قسم کا کفر ہے جو آدمی کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے اور اس قسم کے کفر کے لیے کسی زُنّار پہننے کی ضرورت نہیں ہوتی۔“

خواجہ فقیر محمد چوروی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ

"انسان جب کوئی چیز لکھتا ہے تو اگلے دن کہتا ہے' اگر عبارت اس کے علاوہ کوئی اور ہوتی تو بہتر ہوتا' اگر اس میں اضافہ کر دیا جاتا تو خوب ہوتا' یہ لفظ اور جملہ مقدم کر دیا جائے تو افضل ہوتا یا اسے حذف ہی کر دیا جائے تو زیادہ خوبصورت لگے۔ بہرحال یہ بڑی عبرت انگیز بات ہے کہ بنی بشر سرتاسر نقص کی پتلی ہیں!"

قاضی عبدالرحیم بیسانی رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ہر صاحب ایمان اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ ربّ ذوالجلال کی عبادت نام ہے اس خاص محبت اور جذبہ وشوق کا جو بندے کے دل میں اپنے ربّ کے متعلق پنہاں ہوتا ہے اور اس طرح سے وہ اپنے سوزِ دروں کا اس کے سامنے اظہار کرتا ہے۔ قیام، رکوع اور سجود اس کی بہترین صورتیں ہیں۔

یوں تو سبھی عبادات سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قُرب و تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔ مگر نماز سب سے اولین، اہم ترین اور اعلیٰ ترین عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہے اور اسے دین کا ستون کہا گیا ہے۔ اگر بندے کے عمل میں نماز ہو تو فبہا، ورنہ اس کا کوئی دین نہیں۔

قرآن کریم، سنن نبویہ اور سیرت رسول ﷺ سے آگاہی رکھنے والے اور علما کی مجالس میں بیٹھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ نماز محض ظاہری طور پر اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں، جب تک کہ بندے کے دل میں وہ اخلاص وللّٰہیت اور معنویت پیدا نہ ہو جائے جسے مناجات، سرگوشی اور احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں مسجد نبوی میں اپنے انداز سے (بے وقعت سی) نماز پڑھی تو آپ نے اسے فرمایا: ''جاؤ دوبارہ نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی ہے۔'' دیکھیے ......! جب ایک صحابیٔ رسول کی نماز معمولی کمی بیشی کی وجہ سے نماز نہیں تو پھر ہمیں اپنی نمازوں کی زیادہ فکر کرنی چاہیے، کہیں ہماری نمازیں بے قاعدہ اور شرعی مطالبے کے خلاف تو نہیں!

لمحۂ فکریہ ......! جملہ افراد کار، والدین، مدارس میں اساتذہ اور مشائخ کے لیے یہ لمحۂ فکریہ ہے، اسی طرح انجمنوں، تنظیموں، جماعتوں اور جمعیتوں کے لیے بھی۔ کاش......! ہماری یہ تنظیمیں، معلّمین اور اساتذہ اپنے متعلقین میں ''دین کے اس ستون'' کے قیام اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی مسنون حفاظت کی فکر پیدا کر سکیں۔

آپ کے زیرِ نظر یہ مجموعہ اس موضوع کے چار مقالات پر مشتمل ہے۔
پہلے راقم نے خود ان سے استفادہ کیا ہے اور اب آپ کی خدمت میں پیش ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ موضوع ہمارے قارئین کرام کے لیے بھی بڑا اہم ہے۔ امید ہے اہلِ دل کو ان میں کچھ نہ کچھ مفید باتیں مل ہی جائیں گی اور مجھے دعا ملے گی۔ پہلا مقالہ حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کے رسالہ "الخشوع فی الصلاۃ" کا رواں دواں ترجمہ ہے۔ ❶ جس کی مناسب تخریج بھی کردی گئی ہے۔ دوسرا مقالہ ''میں جو سر بہ سجدہ ہوا کبھی......'' معروف حدیث، حدیثِ جبریل کی شرح میں ان احادیث کو جمع کیا ہے جن میں خشوع وخضوع سے مزین نماز کے فضائل کا ذکر آیا ہے۔ تیسرا مقالہ حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فتاویٰ سے ماخوذ ہے اور آخر میں ''نماز، آفاتِ نماز اور ان کا علاج'' جناب مولانا امین احسن اصلاحی صاحبؒ کی کتاب تزکیۂ نفس سے مستعار لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ائمہ سلف کی حسنات قبول فرمائے اور ہمیں ان کی تعلیماتِ طیبہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ یقیناً ان میں بڑی خیر ہے۔ اللہ پاک دنیا کے جملہ فتنوں سے بچائے رکھے اور آخرت میں اپنے پیارے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا ساتھ نصیب فرمادے۔

امام ابن رجب رحمہ اللہ آٹھویں صدی ہجری کے ایک جلیل القدر، عظیم الشان ربانی عالم تھے۔ جنہیں تاریخ نے الحافظ، الإمام، المحدث، الفقیہ اور الواعظ جیسے القاب سے یاد کیا ہے۔ مندرجہ ذیل عظیم شاہکار کتب آپ کی للّٰہیت اور علمیت کی شاندار یادگار ہیں:

شرح جامع الترمذی، شرح علل الترمذی، الطبقات الحنابلہ، فتح الباری شرح صحیح بخاری (مگر نامکمل)، جامع العلوم و الحکم فی شرح

❶ "مجموع رسائل الحافظ ابن رجب حنبلی" میں اس کا نام "الذلّ والإنکسار للعزیز الجبار" لکھا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خمسین حدیثا من جوامع الکلم (اربعین نودی کی شرح) اور رسالہ "الخشوع فی الصلاۃ" وغیرہ۔

امام موصوف رحمہ اللہ اپنے دور کے بہترین واعظ، مدرس اور مصنف ومؤلف تھے۔ آپ کے مواعظِ حسنہ دلوں کو جھنجھوڑتے اور انہیں نرم کرنے والے ہوتے تھے۔ معاشرے کے تمام طبقات آپ کے گرویدہ اور آپ کی مجلس وصحبت سے دین وایمان کی دولت اور علم وعمل اور عرفان کی فکر لے کر اٹھتے تھے۔

امام موصوف تاحیات دنیا داری کے امور سے حتی الامکان دور رہے، کسی بھی حکومتی عہدے دار کی حاشیہ نشینی تو کجا، اس کی صحبت ورفاقت سے بھی کوئی تعلق نہ رکھا، نہ ہی شاہی درباروں میں کسی حاضری کے روادار رہے۔ بلکہ اپنے مدرسہ، درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور وعظ وارشاد میں مشغول رہنا آپ کا معمول تھا۔

امام صاحب نے نواسی سال کی عمر پائی، اور ۷۹۵ھ میں دمشق میں فوت ہوئے۔

اس رسالہ میں کچھ روایات معیار اہل حدیث سے قدرے فروتر بھی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ ائمہ ترغیب وترہیب میں قدرے کمزور روایات بطور استیناس بیان کر دینے کے قائل وفاعل رہے ہیں نہ کہ عقائد واحکام میں، تاہم حاشیہ میں ان کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ الغرض یہ موضوع انتہائی اہم ہے اور لازمی بھی، جسے بار بار پڑھنا اور پڑھانا از حد ضروری ہے۔

عمر فاروق السعیدی

الرحمہ انسٹیٹیوٹ، وار برٹن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز میں خشوع (حضوریٔ دِل) کی اہمیت

ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور ہر قسم کی تعریفات کے لائق بھی وہی ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ تعریف اس اللہ کی جو ٹوٹنے والے دلوں کو جوڑنے والا اور اپنے فضل سے خطا کاروں کے گناہ معاف کرنے والا ہے جو اس سے معافی مانگ لیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے جس کی عبادت کی جا سکے۔ وہ ایک اکیلا ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، اور نہ ہی کوئی اس جیسا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اور آپ ﷺ کو اختیار دیا کہ چاہیں تو بادشاہ نبی بن جائیں اور چاہیں تو عبد (یعنی بندے) رسول ہوں تو آپ نے رسول ہونے کے ساتھ عبدیت کا مقام پسند فرمایا اور آپ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَأَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ)) ❶

''اے اللہ......! مجھے مسکینی کی زندگی دے، مسکینی کی حالت میں مجھے موت دے اور مسکینوں کے ساتھ ہی مجھے اٹھا۔''

کیوں کہ اللہ کے لیے مسکینی اور تواضع ایک اعلیٰ اور بلند ترین مرتبہ ومقام ہے۔ بے شمار رحمتیں ہوں آپ ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور اُن لوگوں پر جنہوں نے آپ کا دامن (دین) تھام لیا۔

---

❶ ابن ماجه، كتاب الزهد، حديث 4126۔ جامع ترمذی، كتاب الزهد، حديث 2352۔ علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے اور ''مسکین ہونے'' کی شرح آگے آرہی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خشوع کا معنی ومفہوم:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں "مُخْبِتِين" (جھکنے والوں) اور اس کی عظمت کے لیے تواضع، انکساری اور خشوع وخضوع کرنے والوں کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴾ (الانبیاء: 90/21)

"یہ حضرات (انبیاء) نیک کاموں کی طرف جلدی کیا کرتے تھے اور ہمیں امید اور خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے (بہت زیادہ) عاجزی کرنے والے تھے۔"

سورۃ الاحزاب میں مسلمان مردوں، عورتوں کی متعدد صفات میں سے "خشوع" کا بالخصوص ذکر فرمایا گیا ہے:

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب: 35/33)

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، خشوع (اور عاجزی) کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں۔ ان (سب) کے لیے اللہ نے مغفرت وبخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔"

اہل ایمان جب اپنی عظیم اور اعلیٰ ترین عبادت نماز ادا کرتے ہیں اور اس کی حفاظت اور پابندی بھی کرتے ہیں، تو اس میں ان کی صفتِ خشوع کا بالخصوص ذکر فرمایا گیا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴾

(المؤمنون : 23/1۔ 2)

''یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی، جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔''

اسی طرح دیگر اہل علم کی صفت بھی ''خشوع'' ہی ذکر فرمائی گئی ہے، بالخصوص جب وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝﴾ (بنی اسرائیل : 17/107-109)

''بلاشبہ جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے، ان کے پاس جب بھی اس کی (آیات) تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے، ہمارے رب کا وعدہ بلاشک وشبہ پورا ہو کر رہنے والا ہی ہے۔ اور وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں اور یہ (قرآن) ان کی عاجزی اور ان کے خشوع میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔''

''خشوع'' کی حقیقت اور اصلیت یہ ہے کہ دل میں کسی قسم کی سختی، شدت اور قساوت نہ رہے بلکہ اس میں رِقت اور نرمی، سکون وسکینت ہو، انکسار اور جھکاؤ ہو (جسے سوز و گداز سے تعبیر کیا جا سکتا ہے)۔ دل کی جب یہ کیفیت ہوتی ہے تو جسم کے باقی تمام اعضا و جوارح بھی از خود ''پُرسکون اور متواضع'' ہو جاتے ہیں اور ان میں کوئی اکڑفوں نہیں رہتی۔ کیونکہ جسم کے تمام اعضاء دل ہی کے تابع ہوتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((أَلَا إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)) [1]

[1] بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدينه حديث:52، مسلم: المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، حديث: 4094.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"خبردار! جسم میں ایک ٹکڑا ہے، جب وہ درست اور صحیح ہو تو سارا جسم ہی صحیح ہو جاتا ہے، اور جب وہ فاسد اور خراب ہو تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔"

دل کے خشوع (انکسار و تواضع) سے کان، آنکھ، سر، چہرہ اور ان سے صادر ہونے والے تمام افعال یہاں تک کہ اندازِ گفتگو میں بھی نرمی اور تواضع آ جاتی ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ اپنی نماز میں بالخصوص حالتِ رکوع میں یوں دعا کیا کرتے تھے:

((اللّٰهم لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ وَ مُخِّیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ قَدَمِیْ .)) ❶

"اے اللہ......! میں نے تیرے لیے اپنی کمر جھکا لی، تجھ پر ایمان لایا اور تیرا مطیع فرمان ہو گیا۔ جھک گئے تیرے سامنے میرے کان، میری آنکھیں، میری ہڈیاں اور ان کا مغز، میرے پٹھے بھی اور میرا یہ جسم اور ڈھانچا بھی جسے میرے قدم اٹھائے ہوئے ہیں۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ سلف میں سے کسی صاحب نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز کے دوران میں اپنی داڑھی سے مشغول تھا، تو انہوں نے کہا:

((لَوْ خَشَعَ قَلْبُ هٰذَا لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهٗ)) ❷

"اگر اس کا دل خاشع (اللہ کی طرف لگا ہوا) ہوتا تو اس کے اعضاء و جوارح بھی پر سکون ہوتے۔"

کیونکہ انسان کا ظاہر اس کے باطن کی نشاندہی کرتا ہے، مسعودی نے اپنی سند سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آیت کریم: ﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾ (المومنون) کی تفسیر میں فرمایا کہ: اُس سے مومنین کی دلی کیفیت، دلوں کا خشوع اور تواضع مراد ہے اور یہ کہ آپ اپنا پہلو دوسرے بھائی کے لیے نرم رکھیں اور

❶ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبی ودعائه بالليل، حديث: 1812. مسند احمد، مسند علی بن أبی طالب: 478/2.

❷ یہ قول سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور جناب سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے منقول ہے۔ (تعظيم قدر الصلاة، للامام المروزی، حديث: 150، 151.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز کے دوران میں ادھر ادھر نہ تاکیں۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ”خشوع“ اور ”خاشعون“ کی تفسیر ”خَائِفُوْنَ سَاكِنُوْنَ“ کرتے ہیں (یہ لوگ اللہ سے ڈرنے والے اور نماز وعبادت کے دوران میں پرسکون رہتے ہیں)۔

جناب حسن بصریؒ ❶ فرماتے ہیں: حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل اللہ کے لیے خشوع سے لبریز ہوتے تھے۔ جس کے اثر سے وہ نمازوں میں اپنی نظریں جھکائے رہتے تھے۔“

امام مجاہدؒ ❷ نے ”خَاشِعِيْنَ“ کا ترجمہ ”مُتَوَاضِعِيْنَ“ کیا ہے یعنی تواضع اور انکساری اختیار کرنے والے۔

زمین جب دبی ہوئی ہوتی ہے تو اس کے لیے قرآن کریم نے ”خاشعة“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔

﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ﴾ ﴿حٰمٓ السجدہ: 39/41﴾

”اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ تُو زمین کو دبی دبائی دیکھتا ہے۔ پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ تروتازہ ہو کر ابھرنے لگتی ہے۔“

جب اس پر بارش پڑتی ہے تو وہ ابھر آتی اور لہلہا اٹھتی ہے، پھر اس میں پہلے جیسا

---

❶ الحسن بن أبی الحسن یسار، شیخ الاسلام، ابوسعید البصری۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔ ان کی والدہ خیرہ اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی مولاۃ (آزاد کردہ لونڈی) تھیں۔ اُمّ المومنین نے جناب حسن کو کئی بار اپنا دودھ بھی پلایا تھا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی برکت سے آپ علم وعمل کے جامع، بڑے عابد، زاہد اور عظیم مجاہد تھے۔ 110ھ میں وفات پائی۔ (سیر أعلام النبلاء۔ تذکرۃ الحفاظ)

❷ الامام ابوالحجاج، المکی، المقرئ، المفسّر قبیلہ بنی مخزوم کے مولیٰ ہیں۔ تابعین میں سے معروف امامِ تفسیر ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اخص الخاص تلامذہ میں سے تھے۔ اور اپنے دور میں تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے۔ آپ کے متعلق کہا گیا ہے کہ اللہ کے لیے علم حاصل کرنے والے تو بس مجاہد اور طاؤس ہی تھے۔ 103ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ تذکرہ الحفاظ 92/1۔ البدایہ و النہایہ للامام ابن کثیر۔ 224/9.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''خشوع اور دبا پن'' نہیں رہتا۔ سو دل کا معاملہ بھی ایسے ہی ہے۔ جب دل میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کے احساسات نمایاں ہوں تو اس میں سوز وگداز (خشوع) آ جاتا ہے، اس کے ظاہری افعال اور باطنی جذبات پُرسکون ہو جاتے اور اس کے لایعنی قسم کے خیالات اور ارادے دب جاتے ہیں، جو سراسر ہوا و ہوس کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ پھر وہ دب کر منکسر (ٹوٹ) ہو جاتا ہے۔

اس میں تعلّی، بڑائی اور تکبر کی انگیخت لینے والے جذبات سب ختم ہو جاتے ہیں۔ اس میں سوز وگداز آ جاتا ہے اور اپنے اللہ کے لیے متواضع بن جاتا ہے، اس کے علاوہ بقیہ اعضاؤ جوارح اور ان کی حرکات میں بھی ٹھہراؤ آ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ آواز میں بھی ''پستی اور تواضع'' نمایاں ہونے لگتا ہے۔

قیامت کی ہولناکیوں کے مناظر میں جب کسی طرف کوئی آواز نہیں ہوگی (سوائے گھسر پھسر کے) اور خاموشی ہی خاموشی ہوگی تو اس کے لیے بھی یہی لفظ (خشوع) استعمال کیا گیا ہے۔

﴿وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ﴾ (طٰہٰ 108/20)

''اور اللہ رحمٰن کے سامنے تمام آوازیں پست ہو جائیں گی!''

اسی طرح کفار کے چہرے اور ان کی نظریں بھی قیامت کے دن "خاشع" ہوں گی یعنی (شرم کے مارے) جھکی ہوں گی۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ لفظ خشوع اور خاشعین میں جسم و جان اور ظاہر و باطن کی ہر طرح کی عاجزی وانکساری کا معنی ومفہوم پایا جاتا ہے۔

خشوعِ ایمان اور خشوعِ نفاق:

اگر انسان تکلف اور بناوٹ سے اپنے آپ پر اِنکساری اور تواضع طاری کرنے کی کوشش کرے جب کہ دل حقیقی انکسار اور خشوع سے عاری ہو تو اس کو ''خشوعِ نفاق'' کہتے ہیں۔ علماءِ سلف اس قسم کے خشوع سے بالخصوص اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ خشوعِ نفاق کیا ہوتا ہے؟ تو کہا: یہی کہ جسم تو متواضع ہو مگر دل اس سے خالی ہو''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ اپنا سر (زیادہ ہی) جھکائے ہوئے تھا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا:

((یَا هٰذَا! اِرْفَعْ رَأْسَكَ فَإِنَّ الْخُشُوْعَ لَا یَزِیْدُ عَلٰی مَا فِی الْقَلْبِ))

"ارے میاں! سر اٹھاؤ، خشوع (اور تواضع) دلی کیفیت سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔"

خشوع وخضوع کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟

⊛...... دل کا خشوع اور اس میں سوز و گداز، اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کی عظمت و جلال کے حقیقی تأثر اور اس کے ایقان سے ملتا ہے۔ لہٰذا جو شخص جس قدر زیادہ اپنے اللہ کو پہچاننے والا ہوگا، اسی قدر اس کے حضور خشوع (تواضع اور انکسار) سے موصوف ہوگا۔

⊛...... خشوع کی یہ کیفیت ہر دل کی مختلف ہوتی ہے۔ جس شخص کا مشاہدۂ قدرت غور و فکر جس قدر عمیق، اعلیٰ اور بلند ہوگا اسی قدر اس کا خشوع بھی زیادہ ہوگا۔

⊛...... جو شخص اپنے اللہ کے قُرب کا جس قدر زیادہ احساس رکھتا ہوگا۔ اسے اسی قدر اللہ کا حیا بھی ہوگا، اسے اپنی تمام حرکات و سکنات کے متعلق یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور وہ خوب جانتا ہے۔

⊛...... اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کمال اور صفاتِ جمال کے تصور اور یقین سے جس قدر زیادہ متمتع ہوگا، وہ اس کی محبت میں اسی قدر زیادہ مستغرق اور اس کے نظارۂ جمال اور ملاقات کا بہت زیادہ طلب گار اور شائق بھی ہوگا۔

⊛...... اور جس کا یہ ایمان و یقین ہو کہ اللہ عزوجل کی پکڑ بڑی سخت اور اس کا انتقام بڑا شدید ہے تو وہ اس سے اسی قدر خائف بھی ہوگا۔ [1]

تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے ایسے بندوں کے ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا بھی ہے۔ پھر وہ اپنے ایسے بندوں کے اور زیادہ قریب ہونے والا ہوتا ہے جو نمازوں میں اس سے سرگوشیاں

[1] سورہ البروج کی آیۂ مبارکہ ہے: ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ﴾ بلاشبہ تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مناجات کرتے ہیں۔ سجدوں میں اپنے چہروں کو اس کے حضور خاک آلود کرتے ہیں۔ جو صرف اسی کو پکارتے اور اسی کے دَر کے سوالی ہو رہتے ہیں۔ اپنی تقصیرات پر، بالخصوص سَحَر کے اوقات میں معافیاں مانگتے ہیں۔ تو وہ ان کی دعائیں سنتا اور ان کی حاجات پوری فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے قریب ہونا اور اس کی دعائیں سننا، ایک ایسا مقام ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی ٹوٹے دل کی اور کوئی دوا نہیں پائی گئی۔

امام احمدؒ اپنی کتاب "الزھد" میں بیان کرتے ہیں کہ "سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے میرے رب! میں تجھے کہاں تلاش کروں، کہاں پاؤں؟ فرمایا: مجھے ان لوگوں کے پاس تلاش کرو جن کے دل میری خاطر ٹوٹے ہوئے ہوں، ان میں کوئی تکبر اور بڑائی نہ ہو، میں ہر روز ایک باع برابر ان کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ بالکل ہی فنا ہو جائیں۔ (باع سے مراد دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کا فاصلہ ہے)۔"

جناب ابراہیم بن الجنیدؒ نے بھی اپنی کتاب "المحبہ" میں اس روایت کو دوسرے الفاظ سے یوں نقل کیا ہے کہ جعفر بن سلیمان نے اپنے شیخ مالک بن دینارؒ سے پوچھا کہ "دلوں کے منکسر لوگ" کیسے ہوتے ہیں......؟ تو انہوں نے سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا کہ: "جن کے دل اللہ عزوجل کی محبت میں ڈوبے ہوتے ہیں۔" اور صحیح احادیث سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے دلوں کے بہت قریب ہوتا ہے جو اس کی آزمائش سے منکسر اور اس کی قضاء و قدر پر راضی ہوں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا:

((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ! مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ؟ قَالَ رَبِّ كَيْفَ أَعُوْدُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْعُدْتَّهُ لَوَجَدْتَّنِيْ عِنْدَهُ۔ يَا ابْنَ آدَمَ! اِسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ، قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ، فَلَمْ تُطْعِمْهُ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَمَاعَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْأَطْعَمْتَهُ لَوَجَدتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ۔ یَا ابْنَ آدَمَ! اِسْتَسْقَیْتُكَ فَلَمْ تُسْقِنِیْ؟ قَالَ: یَارَبِّ! کَیْفَ أَسْقِیْكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ؟ قَالَ: اِسْتَسْقَاكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُسْقِهٖ أَمَاعَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْسَقَیْتَهُ، وَجَدتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ))

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں تیری کیسے عیادت کرتا حالانکہ تُو تو رب العالمین ہے...... اللہ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ کیا تجھے علم نہ تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تُو مجھے اس کے ہاں پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانے کے لیے مانگا تو تُو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھلاتا، حالانکہ تُو تو رب العٰلمین ہے......! اللہ کہے گا: کیا تجھے خبر نہ تھی کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے اسے نہیں دیا۔ کیا تجھے علم نہ تھا کہ اگر تو اسے کھانا کھلا دیتا تو وہ اب میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے مجھے نہیں پلایا؟ وہ کہے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے پلاتا جب کہ تُو تو ربّ العٰلمین ہے! اللہ کہے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے نہیں پلایا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا؟ اگر تو اسے پلا دیتا تو تُو اب میرے پاس پاتا۔'' ❶

ابونعیمؒ نے ابن شوذبؒ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اور پوچھا: ''کیا تمہیں پتا ہے کہ میں نے کس وجہ سے تمہیں دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں اپنی رسالت اور اپنے ساتھ مکالمے کے لیے منتخب کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں یا رب!

❶ صحيح مسلم، البر والصلة، حدیث: 6556. اس حدیث کی شرح میں علماء کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مرض وغیرہ کو اپنی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ اس سے مراد بندہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے اس میں بندے کا اعزاز واکرام ہے۔ اور ''مجھے اس کے پاس پاتا'' کا معنی ثواب واکرام ہے۔ اس کی دلیل حدیث کے آخری الفاظ ہیں۔ لَوَجَدتَّ ذٰلِكَ عِنْدِی۔ تو یہ چیز میرے پاس پاتا۔ یعنی ثواب۔ (شرح نووی) نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کو اپنے ماحول میں اپنے متعلقین اور احباب کے احوال سے آگاہ رہنا چاہیے۔ اور یہ آگاہی جمعہ جماعت میں شرکت اور میل ملاقات ہی سے ممکن ہوتی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: اس لیے کہ جس طرح سے تو نے میرے لیے تواضع اختیار کیا ہے، ایسا تواضع تجھ سے پہلے اور کسی نے اختیار نہیں کیا۔''

رسول اللہ ﷺ کا تواضع آپ کا ''خشوع'' ہی تھا اور دلوں کا یہ خشوع ہی درحقیقت ''علم نافع'' ہے اور یہی وہ علم ہے جو امت میں سے سب سے پہلے اٹھالیا جائے گا۔

امام نسائی رحمہ اللہ سنن کبریٰ میں حدیث لائے ہیں ❶ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا: ''ایسا وقت آیا چاہتا ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا۔'' ایک انصاری صحابی جن کا نام زیاد بن لبید تھا، نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا علم اٹھالیا جائے گا؟ حالانکہ وہ خوب قرار پکڑ چکا اور دلوں نے بھی اسے اچھی طرح یاد کرلیا ہے؟ آپ نے فرمایا: لبید! میں تو تجھے اہل مدینہ کے دانا لوگوں میں سے شمار کرتا تھا۔'' پھر آپ نے یہود ونصاریٰ کے بگاڑ اور ان کی گمراہیوں کا ذکر کیا اور فرمایا حالانکہ ان کے پاس اللہ عزوجل کی کتاب بھی موجود ہے۔ ❷

راویٔ حدیث جبیر بن نفیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں سیدنا شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ملا، اور انہیں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث سنائی، تو انہوں نے کہا: عوف نے صحیح کہا ہے۔ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سب سے پہلے کیا چیز اٹھالی جائے گی؟ میں نے کہا ضرور بتایئے......! فرمایا: وہ ''خشوع'' ہے۔ (ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ) لوگوں میں تم کسی کو صاحبِ خشوع نہیں پاؤ گے۔

سنن ترمذی میں یہ روایت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جبیر کہتے ہیں کہ پھر میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ملا، اور ان سے استفسار کیا، کیا آپ نے سنا جو آپ کے بھائی

---

❶ سنن الکبریٰ، کتاب العلم، مستدرك حاكم: 99/1۔ امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذھبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❷ یعنی اگر کتاب اللہ کے تقاضے پورے نہ کیے جائیں تو اس کے محض پڑھنے پڑھانے سے بات نہیں بنتی۔ علم حقیقتاً وہی ہوتا ہے جس پر عمل کیا جائے، ورنہ وہ معلومات تو ہوتی ہیں ''علم'' نہیں! (س)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوالدرداء بیان کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ابو الدرداء نے صحیح کہا ہے، اگر تم چاہو تو میں بیان کرسکتا ہوں کہ سب سے پہلے کون سا علم اٹھا لیا جائے گا۔ وہ "خشوع" ہوگا۔ تم ایک بڑی مسجد میں جاؤ گے مگر وہاں کسی کو صاحب خشوع نہیں پاؤ گے۔ ❶

اسی طرح سعید بن بشیر نے جناب حسن بصریؒ سے اور وہ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((أَوَّلُ مَایُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ اَلْخُشُوعُ))

"سب سے پہلے لوگوں سے (علم) خشوع اٹھا لیا جائے گا۔" ❷

علاوہ ازیں یہ روایت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی ثابت ہے۔ الغرض علم نافع وہی ہے جس کا تعلق دل سے ہو اور اس سے دل میں اطمینان وسکینت ظاہر ہو۔ بندے پر اللہ کا خوف، اس کی طرف رجوع اور تواضع وانکسار نمایاں ہو۔

اگر یہ علم جو پڑھا پڑھایا جاتا ہے، دل میں نہ گھسے اور محض زبان پر اوپری اوپری کیفیت میں رہے تو یہ ابن آدم کے خلاف اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی دلیل اور حجت ہے جو بندے کے خلاف گواہ بنے گا۔ جیسے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((اِنَّ أَقْوامًا یَقْرَءُ وْنَ الْقُرآنَ لَایُجَاوِزُتَرَاقِیَهُمْ، وَلٰكِنْ إِذَا وَقَعَ فِي الْقَلْبِ، فَرَسَخَ فِیْهِ نَفَعَ صَاحِبَهُ)) ❸

---

❶ ترمذی، ابواب العلم، حدیث: 2653، اور کہا "هذا حدیث حسن غریب" امام البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

❷ امام ہیثمی نے طبرانی کبیر کا حوالہ دیا ہے۔ اور جناب ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یوں ہیں: ((أَوَّلُ شَیْءٍ یُرْفَعُ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْخُشُوْعُ، حَتّٰی لَا تَرٰی فِیْهَا خَاشِعًا)) "اس امت میں سے سب سے پہلے اٹھائی جانے والی چیز خشوع ہے، حتیٰ کہ تم ان میں کسی کو خاشع نہیں پاؤ گے)۔ اور مزید کہا: اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ امام المنذری نے بھی ایسے ہی کہا ہے۔ 187/1.

❸ صحیح مسلم فی صلاۃ المسافرین، حدیث: 1908.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر وہ ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترتا لیکن جب وہ دل میں گھر کر جاتا ہے اور اس میں جم جاتا ہے تو نفع دیتا ہے۔"

جناب حسن بصریؒ کا قول ہے:

((اَلْعِلْمُ عِلْمَان: عِلْمٌ بِاللِّسَانِ وَعِلْمٌ بِالْقَلْبِ، فَعِلْمُ الْقَلْبِ هُوَالْعِلْمُ النَّافِعُ وَ عِلْمُ اللِّسَانِ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى ابْنِ آدَمَ)) ❶

"علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم جو محض زبان پر اور دوسرا وہ جو دل میں ہوتا ہے۔ اور یہی دل میں گھر کرنے والا علم ہی نفع بخش ہوتا ہے۔ اور جو محض زبانی حد تک ہو تو وہ بندے کے خلاف اللہ کی حجت اور دلیل ہوگا۔"

نبی ﷺ نے بھی خبر دی ہے کہ ہم سے پہلی امت اہلِ کتاب کے پاس بھی علم موجود تھا مگر وہ اس سے کسی طرح مستفید نہیں ہوئے اور نہ ہی اس سے انھوں نے کما حقہ فائدہ اٹھایا۔ کیونکہ وہ اس کا اصل مقصد کھو چکے تھے۔ وہ علم ان کے دلوں تک نہیں پہنچ پایا کہ اس سے انہیں ایمان کی حلاوت اور شیرینی حاصل ہوتی، یا اللہ کی خشیت کا باعث بنتا۔ بلکہ صرف زبانوں کی حد تک رہا جو ان کے خلاف حجت ہے۔ یہی مفہوم ہے اس کا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں علماء کی صفت بتاتے ہوئے کہا ہے کہ:

﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ (الفاطر : 28/35)

"اللہ سے ڈرنے والے تو علماء ہی ہوتے ہیں۔"

اور ان کی کیفیات کچھ اس طرح ہوتی ہیں:

﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ ﴾

(الزمر : 9/39)

---

❶ مرسل صحیح۔ جامع بیان العلم و فضلہ۔ ابن عبدالبر: 190-191 . امام منذریؒ کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"بھلا جو راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو۔ بتاؤ! کیا علم والے اور بے علم برابر کے ہیں؟"

اور اہل کتاب کے صالحین کی صفت بھی خشوع ہی بیان کی ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ۝ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝﴾ (الاسراء: 107/17- 109)

"جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ان کے پاس جب بھی اس (قرآن) کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے، ہمارے رب کا وعدہ بلاشبہ پورا ہو کر رہنے والا ہے۔ اور وہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں اور یہ (قرآن) ان کی عاجزی اور خشوع وخضوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔"

یہ مدح وتوصیف ان لوگوں کی ہے جو "کتاب اللہ کو سن کر اپنے دلوں میں خشوع و خشیت اور عاجزی پاتے ہیں"۔ اور ان کے مقابل دوسرے لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان کے دل سخت ہوتے ہیں۔

﴿فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖۗ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ﴾ (الزمر 22:39- 23)

"ہلاکت ہے ان کے لیے جن کے دل یادِ الٰہی سے (اثر نہیں لیتے بلکہ) سخت ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ سخت گمراہی میں ہیں۔ اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے، یہ ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی ہے اور بار بار دہرائی جاتی ہے، جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں، آخر کار ان کے جسم اور دل اللہ کے ذکر کی طرف نرم ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کی ہدایت ہے۔“

ان کے ”دلوں کی نرمی“ اس بات کا لازمی نتیجہ ہوتی ہے کہ ان کے دلوں کی ”سختی اور قساوت“ دور ہو چکی ہوتی ہے۔ اور جن کے دل اللہ کی کتاب پڑھنے، سننے اور اس میں تدبر و تفکر کرنے سے نرم نہیں پڑتے، ان کی اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی ہے۔

﴿ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ ﴾ (الحدید : 16/57)

”کیا اب تک ایمان والوں کے لیے ایسا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی سے اور جو حق اتر چکا ہے، اس سے نرم ہو جائیں، اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی......۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے اسلام لانے اور اس آیت کریمہ کے نزول میں جس کے ذریعے ہمیں فہمائش کی گئی، چار سال کا وقفہ تھا۔“ (مسلم) سنن نسائی میں مزید وضاحت ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر اہل ایمان نے باہم ایک دوسرے کی فہمائش کرنا اپنا معمول بنا لیا تھا۔

کئی صالح بزرگوں کے بارے میں آتا ہے کہ اس آیت کریمہ کے سننے سے ان پر بڑا عجیب اثر ہوا۔ کئی تو دل کے پھٹ جانے سے فوت ہو گئے، بعضوں نے اپنے ماضی سے منہ موڑ لیا اور سچی توبہ کر لی۔ ہم نے ایسے صالح کردار لوگوں کے بہت سے قصے اور واقعات اپنی کتاب ”الاستغناء بالقرآن“ میں ذکر کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ﴾ (الحشر 21:59)

”اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے، تو تو دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف سے پست ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاتا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جناب ابو عمران (عبدالملک بن حبیب) الجونیؒ ❶ کہا کرتے تھے: ''اللہ کی قسم! ہمارے رب نے یہ قرآن ہماری طرف نازل کیا ہے، اگر اسے پہاڑوں پر نازل کرتا تو انہیں مٹا ہی ڈالتا۔''

جناب مالک بن دینارؒ جب یہ آیت پڑھا کرتے تو اکثر فرماتے: ''میں قسم اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ جو کوئی اس قرآن پر کما حقہ ایمان لائے گا، اس کا دل پھٹ جائے گا۔'' ❷

جناب حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اے آدم زاد! اگر شیطان تجھے کسی گناہ کا وسوسہ دے یا تیرا دل اس کا خیال کرے تو اس وقت تجھے یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ نے تجھے کیسی عظیم کتاب دی ہے، اگر یہ بڑے بڑے ٹھوس پہاڑوں پر نازل ہوتی تو وہ بھی دب کر پھٹ جاتے۔ کیا سنتے نہیں ہو......

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ﴾ (الحشر 59:21)

اللہ تعالیٰ نے یہ مثالیں تمہارے غور وفکر کے لیے نازل فرمائی ہیں تاکہ تم اس کی نافرمانی سے بچے رہو۔ اے ابن آدم......! تو اس بات کا سب سے زیادہ لائق ہے کہ اللہ کا ذکر کرے اور اسی کے سامنے جھکے اور غور کرے کہ تجھے کیسی عظیم کتاب دی ہے اور اس میں تجھے کیسے کیسے حکم دیے ہیں، تجھے حساب دینا ہے اور پھر تیرا انجام جنت ہوگا یا دوزخ!''

❶ عبدالملك بن حبيب الازدى ابو عمران الجونى البصرى . بڑے صاحبِ علم وتقویٰ تھے۔ انھوں نے صحابہ کرام میں سے سیدنا عمران بن حصین اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما وغیرہ سے استفادہ کیا۔ امام ابن سعد اور ابن معین وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ان کی وفات سن 128ھ میں ہوئی۔ (تهذيب التهذيب: 389/2)

❷ السيد الكبير، الولي الشهير، صاحب ایمان وثیق، صاحب ورع وتقویٰ ومناقب اور صاحبِ سیرت جمیلہ ابو یحییٰ مالک بن دینار بڑے صاحبِ علم، زاہد اور متقی انسان تھے۔ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے (کتابتِ قرآن کا مشغلہ تھا)۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ، حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ وفات 127ھ۔ (مِرأة الجنان 270/1۔ تهذيب التهذيب: 14/10)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کی دعاؤں میں ایسے دل سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تلقین ہے جو خشوع وخشیت سے خالی اور ڈرنے والا نہ ہو۔ فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لا يُسْتَجَابُ لَهَا)) ❶

''اے اللہ......! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو جھکتا نہ ہو، ڈرتا نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہوتا ہو، اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔''

اس طرح کی اور بھی کئی دعائیں متعدد اسانید سے وارد ہیں۔

جناب کعب احبارؒ سے مروی ہے کہ ''انجیل میں ہے کہ: اے عیسیٰ (علیہ السلام)! ایسا دل جو اللہ کے ڈر سے خالی ہو، اسے اس کا علم نفع نہ دے گا، اس کی آواز سنی نہ جائے گی اور نہ اس کی دعا بلند ہوگی۔'' ❷

جناب اسد بن موسیٰؒ اپنی ''کتاب الورع'' میں بیان کرتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ نے ذکر کیا کہ: ''اہل ایمان کے پاس جب اللہ کی یہ دعوت اور پکار پہنچی تو انہوں نے اسے فوراً قبول اور تسلیم کر لیا، یقین ان کے دلوں میں اتر گیا، ان کے دل، ان کی نظریں بلکہ ان کے جسم بھی اللہ کے لیے جھک گئے۔ اللہ کی قسم! میں جب حضرات صحابہ کو دیکھتا تو ایسے لگتا تھا کہ یہ لوگ آخرت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ لوگ لایعنی بحث وتکرار کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے۔ انہیں اگر اطمینان ملتا تو اِس کتاب سے، یہ لوگ وہی کچھ کرتے جو ان

❶ صحیح مسلم (بروایت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)، حدیث: 6906.

❷ کعب بن ماتع ابو اسحاق الحمیری رحمہ اللہ (مخضرم) قبل از اسلام اہل کتاب کے بڑے علماء میں سے تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ کبار صحابہ کرام نے آپ سے استفادہ کیا اور انہوں نے صحابہ کرام سے قرآن وسنت کا علم حاصل کیا۔ اور علم کا گویا خزانہ تھے۔ 34ھ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے یمن میں ان کی وفات ہوئی۔ (تہذیب التہذیب: 439/8. تہذیب الکمال للمزی: 193/24 ترجمہ: (4980).

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے دلوں میں ہوتا تھا۔ اللہ کے احکام کی انہوں نے اپنے قول وکردار سے تصدیق کی، اسی لیے قرآن نے ان کی مدح و توصیف کی ہے:

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ ﴾ (الفرقان : 63/25)

''اور رحمن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر فروتنی اور تواضع کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں، سلام ہے۔''

حضرات صحابہ کرام بڑے حلیم اور بُردبار تھے، کسی طرح جہالت کے مرتکب نہ ہوتے تھے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرتا بھی تو یہ بڑے حلم وتحمل کا مظاہرہ کرتے۔ ان کے دن اللہ کے بندوں کے ساتھ اسی طرح گزرتے جیسے کہ راتوں کو قرآن میں سنتے پڑھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی راتوں کا کیا خوب ذکر فرمایا ہے:

﴿ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ ﴾ (الفرقان 64:25)

ان کی راتیں قیام کرتے ہوئے اور پیشانیاں اللہ کے حضور سجدوں میں اور اللہ کے خوف سے ان کے رخساروں پر آنسو بہتے ہیں۔''❶

جناب حسن بصریؒ نے کہا: ''کتنا عظیم تھا ان کا وہ مقصد جس کے لیے وہ رتجگے کاٹتے تھے اور دن کے اوقات میں بھی خشوع (وخضوع) سے رہتے تھے۔ ان کا وِرد اور دعائیں اس طرح کی ہوتی تھیں:

﴿ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ ﴾

(الفرقان : 65/25)

''اے ہمارے رب! جہنم کے عذاب کو ہم سے پھیر دے، اس کا عذاب تو چمٹ جانے والا ہے۔''

---

❶ كتاب الزهد والعبادة والورع، تاليف: لابی سعيد أسد بن موسىٰ بن ابراهيم بن عبدالملك بن مروان الأموی الملقب بأسد السنة، 132- 222ھ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عربی میں "غرام" اسی کو کہتے ہیں جو ہمیشہ کے لیے آدمی کے ، ہ چمٹ جائے۔ قسم اس ذات کی جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں! ان قدسی نفوس نے سچ کر دکھایا۔ مگر تم ہو کہ محض تمنائیں ہی باندھتے ہو۔ ایسی (خالی خولی) تمناؤں سے کیا حاصل! اللہ تم پر رحم فرمائے۔ اللہ اس دنیا میں کسی کو محض اس کی تمناؤں سے کچھ نہیں دیتا ہے تو آخرت بھی تمناؤں سے ملنے والی نہیں ہے۔'' اور کہا کرتے تھے: کس قدر عظیم ہے یہ وعظ اگر دلوں میں زندگی ہو!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز میں خشوع کے مظاہر

نماز وہ عظیم ترین اور بلند پایہ عبادت و بندگی ہے جس میں بندے کے دل کا فقر و فاقہ، اس کی مسکنت اور اس کے خشوع و خضوع کا کامل اظہار ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اہل خشوع کی جس قدر مدح و توصیف فرمائی ہے اس قدر کسی اور کی نہیں کی۔ بلکہ خشوع کو فوز و فلاح کے لیے ایک لازمی شرط قرار دیا ہے۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝﴾

(المؤمنون: 23/1-2)

”تحقیق ان مومنوں نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں۔“

اس آیت کی تفسیر و توضیح میں چند اقوال گزشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں اور کچھ مزید یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔

❀: جناب سعید بن جبیرؒ [1] کہتے ہیں کہ ”خاشعون“ سے مراد ایسے متواضع لوگ ہیں جن کو نماز میں خشوع کی وجہ سے اپنے دائیں بائیں کی خبر نہیں ہوتی، نہ وہ اِدھر اُدھر تاک

---

[1] الامام الکبیر السیّد الشهیر، العبدالصالح سعید بن جبیر الکوفی المکی۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خاص شاگردوں میں سے تھے تفسیر، فقہ اور دیگر علوم میں ائمہ اسلام میں شمار ہوتے تھے۔ اعمال صالحہ کی کثرت میں مشہور تھے۔ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کو انہوں نے دیکھا اور ان سے روایات لی ہیں۔ 95 ہجری میں حجاج نے انہیں شہید کیا جبکہ ان کی عمر انچاس برس تھی۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں: ”حجاج نے انہیں شہید کر دیا حالانکہ سب اہلِ زمین ان کے علم کے محتاج تھے۔ ان کے بعد اللہ نے حجاج کو کسی اور پر مسلط ہونے کی ہمت نہیں دی یعنی وہ چھ ماہ بعد ہی مر گیا۔“ تهذیب الکمال للمزی: 358/10 ترجمه: (2245)۔ (مرأة الجنان: 196/1، البدایة و النهایه: 98,98/9 تذکرة الحفاظ: 76/1.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جھکا لیا کرتے ہیں۔

❁: جناب مجاہد بن جبرؒ "قانتین" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اس سے مراد رکوع اور اس میں خشوع کے علاوہ نظر کا جھکا لینا اور اللہ کے خوف سے اپنے پہلو کو جھکا لینا مقصود ہے۔" اور اللہ والوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ ان میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا تو احتیاط کرتا تھا کہ کہیں اس کی نظر نہ بھٹک جائے یا اِدھر اُدھر نہ دیکھنے لگے، کنکریوں سے مشغول ہو یا کسی اور چیز سے کھیل نہ کرنے لگے، یا دنیا کے خیالات میں الجھے۔ سوائے اس کے جو بھول چوک سے ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں صحابہ کرام کی صفات میں جو آیا ہے:

﴿سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ﴾ (الفتح : 29/48)

"(کثرتِ) سجود سے ان کی پیشانیوں پر نشان ہیں۔" امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے ان کا نماز میں خشوع مراد ہے۔

❁: سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلصَّلَاةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَرْفَعُهُمَا تَشَهُّدٌ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَتَخَشُّعٌ وَ تَضَرُّعٌ، وَ تَمَسْكُنٌ وَ تُقْنِعُ يَدَيْكَ يَقُولُ: تَرْفَعُمَا اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُونِهِمَا وَتَقُولُ: يَارَبِّ يَا رَبِّ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ)) ❶

"(نفل) نماز دو دو رکعت ہے، ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے، اور اس میں اپنے رب کے حضور خشوع اور مسکینی کا اظہار ہے۔ اور یہ کہ تُو اپنے رب کے حضور اپنے ہاتھ اٹھائے اور پکارے، اے میرے رب! اے میرے رب......! اور جو ایسا نہ کرے، اس کی نماز ناقص ہے۔"

صحیح مسلم میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَامِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ، فَيُحْسِنُ وَضُوءَهَا وَ خُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ، مَالَمْ يَأْتِ كَبِيرَةً وَذٰلِكَ

❶ ترمذی، باب ماجاء فی التخشع فی الصلاة، حدیث: 385. یہ روایت سنداً اگرچہ ضعیف ہے مگر دیگر صحیح روایات اس کی مؤید ہیں۔ (بتحقیق احمد شاکر رحمہ اللہ 229/3).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الدَّهْرَ كُلَّهُ .))❶

"جس کسی مسلمان کے لیے فرض نماز کا وقت آ جائے، پھر وہ اس کے لیے خوبصورت وضو کرے (یعنی سنت کے مطابق)، اس کا خشوع خوبصورت کرے اور اس کا رکوع عمدہ بنائے۔ تو ایسی نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو گی، جب تک کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے، اور یہ فضیلت اس کے لیے رہتی دنیا تک کے لیے ہے۔"

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ ایسے تمام افعال و اعمال جن سے بندے کی عاجزی (خشوع)، زاری اور ذلّت و انکساری کا اظہار ہو، نماز کے افعال میں سے ہیں اور ان میں سے ایک عمل ہاتھ باندھنا بھی ہے۔

❀: امام احمدؒ سے خشوع کی حقیقت پوچھی گئی تو فرمایا: "هُوَ ذُلٌّ بَيْنَ يَدَى عَزِيزٍ ."
"عزیز و غالب ذات یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے (عجز و) ذلت کا اظہار (خشوع ہے)۔"

معروف واعظ علی بن محمد المصریؒ کہتے ہیں: "میں نے علم کی تعریف میں امامؒ کے اس قول سے بڑھ کر اور کوئی بہتر چیز نہیں سنی۔"

بشر حافی رحمہ اللہ ❷ سے منقول ہے، کہتے ہیں کہ، چالیس برس ہونے کو ہیں، میری چاہت رہی ہے کہ میں نماز کے دوران ہاتھ پر ہاتھ رکھوں۔ مگر ڈرتا ہوں کہ ایسا خشوع نہ ہو جو فی الواقع دل میں نہیں۔ ❸

---

❶ مسلم، کتاب الطهارة، فضل الوضوء والصلاة عقبه۔ حدیث: 228 .

❷ الشیخ الکبیر، ولی شہیر، عارف ربانی ابونصر بشر بن حارثؒ۔ انہوں نے جناب عبداللہ بن مبارکؒ اور امام مالک وغیرہ سے سماع کیا ہے۔ فقہی طور پر مذہب ثوری کے پیروکار تھے۔ عبادت، زہد، ورع وتقویٰ میں کئی ائمہ نے آپ کی مدح کی ہے۔ آپ کے مناقب وکرامات میں کئی حضرات نے کتابیں لکھی ہیں۔ موصوف کی وفات 227ھ میں ہوئی۔ آپ کے تذکرہ میں آتا ہے کہ انھوں نے اپنی کتابیں دفن کر دی تھیں۔ (مرأة الجنان 92/2 البدایہ والنہایہ: 297/10 .

❸ اس طرح کی باتیں بعض صوفیا کی انتہا پسندی تھی کہ وہ اپنے آپ کو بہت زیادہ ملامت کرتے تھے اور ملامتیہ نام کا ایک فرقہ بھی ہوا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁: امام مروزیؒ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لوگ قیامت کے دن اسی کیفیت کے مطابق اٹھائے جائیں گے جیسے کہ نماز میں ان کا معمول ہوتا تھا۔'' بعض نے اس کی وضاحت یوں کی ہے کہ ہاتھ باندھے اور سر جھکائے ہوئے جیسے کہ نماز میں ہوتے ہیں۔

جناب ابوصالح السمّانؒ ❶ نے بھی اسی طرح کہا اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر دکھایا۔ ❷

ان روایات کا حاصل یہ ہے کہ نمازی کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنی نماز کے قیام میں یہ تصور باندھے کہ وہ اپنے رب کے سامنے حساب کے لیے کھڑا ہے۔

❁: جناب ذوالنون مصریؒ ❸ مخلص بندوں کی نماز کی صورت یوں بیان کرتے ہیں کہ: ''نماز پڑھنے والا جب اپنے مصلّے پر کھڑا اپنے آقا سے ہم کلام ہو تو چاہیے کہ وہ اپنے دل میں یہ تصور جمائے کہ یہی وہ مقام (اور انداز) ہے کہ لوگ اپنے رب العٰلمین کے حضور

❶ ابوصالح السمّان ذکوان جلیل القدر تابعی اور مدنی امام ہیں۔ انہوں نے سیدنا سعد بن ابی وقاص اور ابوھریرہ رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایات لی ہیں۔ امام احمد نے ان کے بارے میں کہا ہے ''ثقة ثقة، یعنی روایتِ حدیث میں بڑے قابلِ اعتماد اور سب سے بڑھ کر ثقہ ہیں۔ 101ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

❷ ہاتھ باندھنے کی ہیئت کی حکمت یہ ہے کہ یہ صورت ایک سوالی اور عاجز بندے کی کیفیت ہوتی ہے، یہ عبث حرکات سے مانع بھی ہوتی ہے اور خشوع کے سب سے زیادہ قریب تر بھی۔ خشوع کا اس ہیئت کے ساتھ متعلق ہونا فضیلت کے طور پر ہے۔ اس لیے ہاتھ باندھنے کے عمل کو بے معنٰی و بے مقصد کہنا قطعاً جائز نہیں۔ امام شاطبیؒ کہتے ہیں: ''ہر وہ عمل جو نماز کی تکمیل کا باعث ہو بحیثیت تکملہ شرط ہوتا ہے، اور اس کے بالمقابل کوئی ایسا فعل جو باعتبار اصل قابل ترک ہو تو اسے نماز میں شرط کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔'' دیکھیے: (فتح الباری، الموافقات:13/2)

❸ مشہور عابد، زاہد اور صوفی ہیں۔ ثوبان بن ابراہیم نام ہے۔ بعض نے فیض (یا فیاض) بن احمد ابوالفیض الاخمیمی لکھا ہے اور ذوالنون لقب ہے۔ امام مالک، لیث بن سعد، ابن لھیعہ اور سفیان بن عیینہ وغیرہ کے تلمیذ اور مؤطا امام مالک کے راوی بھی ہیں۔ 345ھ میں وفات ہوئی۔ (الوافی بالوفیات)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھڑے ہوں گے۔ اس ایقان سے یقیناً اس کا دل نکل ہی پڑے گا اور عقل ماؤف ہو جائے گی۔'' (ابونعیم)

اور یہی وہ حقیقت ہے کہ بندہ اپنے اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہو، دوران نماز میں اِدھر اُدھر نہ جھانکے اور اس کی دو نوعیتیں ہیں:

ایک یہ کہ اس کا دل کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو، خواہ اس کی طرف متوجہ ہونا مباح بھی ہو، اپنے دل کو خالص اپنے رب تعالیٰ کے سامنے حاضری کے لیے فارغ رکھے۔ اس عمل کی صراحت صحیح مسلم کی مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے:

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب بندہ سنت کے مطابق عمدہ وضو بنائے، پھر:

((فَإِنْ هُوَ قَامَ وَ صَلَّى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَ مَجَّدَهُ بِالَّذِيْ هُوَلَهُ أَهْلٌ وَ فَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ إِلَّاانْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ .)) ❶

''پھر اگر وہ کھڑا ہو، نماز پڑھے، اللہ کی حمد ثنا اور بزرگی بیان کرے جو اس کے لائق ہے اور ''اپنے دل کو اللہ کے لیے فارغ کرے'' تو جب وہ نماز سے فارغ ہوگا تو اپنے گناہوں سے ایسے (پاک صاف) ہو چکا ہوگا جیسے کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو۔''

دوسری نوعیت یہ ہے کہ بندہ اپنی نظر اپنے سجدے کی جگہ پر مرکوز رکھے ❷ اور اِدھر اُدھر نہ دیکھے اور یہ خشوع کے لیے بہت ضروری ہے۔

سلف میں سے ایک صاحب نے کسی کو دیکھا کہ وہ نماز کے دوران میں اپنی داڑھی

---

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن وما یتعلق به، باب اسلام عمرو بن عبسة رضی اللہ عنہ، حدیث: 294.

❷ صحیح بخاری۔ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ إِقْبَالُهُ عَلَى حَاجَتِهٖ حَتَّى يُقْبِلَ عَلَى صَلَاتِهٖ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ'' (کتاب الأذان باب (43) إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة). سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''بندے کی دانائی یہ ہے کہ نماز سے پہلے اپنی ضروری حاجت سے فارغ ہو لے پھر نماز کی طرف آئے اس حال میں کہ اس کا دل ان مشاغل سے فارغ ہو۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے کھیل رہا تھا تو انھوں نے کہا:

((لَوْ خَشَعَ قَلْبُ هٰذَا لَخَشَعَتْ جَوَارِحُه))

''اگر اس کا دل (فی الواقع) خاشع (اور متوجہ) ہوتا تو اس کے اعضا بھی یقیناً خاشع (پرسکون) ہوتے۔''

جیسے کہ پیچھے ذکر ہوا کہ انسان کا ظاہر اس کے باطن کی نشاندہی کرتا ہے]۔

معجم طبرانی میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (شروع میں) نبی ﷺ نماز کے دوران میں اپنی نظر ادھر ادھر گھما لیا کرتے تھے۔ مگر جب یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝﴾ تو آپ نے اس پر اس طرح عمل کیا کہ دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے۔'' ❶

❶ یہ روایت مرفوعاً ضعیف مگر جناب ابن سیرینؒ کے بقول مرسل زیادہ صحیح ہے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب نماز پڑھتے تو ان کی نظریں ان کے قدموں سے آگے نہ بڑھتی تھیں، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ان کی نظریں پیشانی رکھنے کی جگہ (سجدے کی جگہ) سے آگے نہیں بڑھتی تھیں، پھر ابوبکر فوت ہو گئے اور عمر خلیفہ مقرر ہوئے تو لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ جب کوئی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا تو اس کی نگاہ قبلے کی طرف سے نہیں ہٹتی تھی، پھر سیدنا عثمان خلیفہ مقرر ہوئے (تو ان کے زمانۂ خلافت) میں فتنہ برپا ہوا اور لوگ (نماز میں) دائیں بائیں جھانکنے لگے۔ ❶

صحیح بخاری میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

❶ سنن ابن ماجہ، حدیث: 1634، یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں موسیٰ بن عبداللہ الحزومی ''مجہول'' راوی ہے۔ ترغیب: 192/1 (اور مراد یہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ لوگوں کی عبادات اور ان کے خشوع میں کمی آنے لگی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((سأَلتُ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلاۃِ، فَقَالَ: ھُوَ اخْتِلَاسٌ یَخْتَلِسُه الشَّیْطَانُ مِنْ صَلاۃِ الْعَبْدِ.)) ❶

''میں نے نبی ﷺ سے نماز میں ''اِلتفات'' کے متعلق دریافت کیا (یعنی بندہ اِدھر اُدھر نظر گھمائے......؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ''اُچکنا'' ہے، اس طرح سے شیطان بندے کی نماز میں سے کچھ اچک لیتا ہے۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَزَالُ اللّٰهُ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ فِی صَلَاتِهٖ مَا لَمْ یَلْتَفِتْ، فَإِذَا الْتَفَتَ اِنْصَرَفَ عَنْهُ)) ❷

''نماز کے دوران میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے، جب تک کہ بندہ اِدھر اُدھر نہ جھانکے۔ جب وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے رخ پھیر لیتا ہے۔''

سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا یحیٰ بن زکریا علیہ السلام کو یہ حکم دیا:

((اِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ یَحیٰی بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ أَنْ یَعْمَلَ بِھَا وَیَأْمُرَ بَنِی إِسْرَائِیلَ فَذَکَرَ مِنْھَا: وَآمُرُکُمْ بِالصَّلَاۃِ فَإِذَا صَلَّیْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ یَنْصِبُ وَجْهَهٗ لِعَبْدِهٖ مَالَمْ یَلْتَفِتْ فِیْ صَلَاتِهٖ))

''یحیٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ باتوں کو حکم دیا کہ ان پر عمل پیرا ہوں (اور بنی اسرائیل کو بھی ان کی تلقین کرو)۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے، جب نماز پڑھو تو

---

❶ بخاری، کتاب الاذان، باب الالتفات فی الصلاۃ حدیث: 751.

❷ مسند احمد: (21508)۔ سنن ابی داود، الصلاۃ، باب الالتفات فی الصلاۃ، حدیث: 909، نسائی، السھو، باب التشدید فی الالتفات فی الصلاۃ، حدیث: 1190، مستدرك حاکم: 236/1، حدیث: 862۔ اور اسے صحیح الاسناد کہا ہے اور امام ذھبی رحمہ اللہ نے ان کی توثیق کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادھر اُدھر مت جھانکو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ بندے کی طرف کیے رکھتا ہے جب تک کہ بندہ ادھر اُدھر نہ جھانکے۔''❶

---

❶ مسند احمد (17170)۔ جامع ترمذی میں اس حدیث (2863) کا سیاق کچھ اس طرح ہے:
(ترجمہ) جناب حارث اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سیدنا یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ اور قریب تھا کہ وہ اس میں کچھ ڈھیل کرتے، تب عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اللہ نے آپ کو پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو ان پر عمل کرنے کا کہیں، تو یا تو آپ انہیں حکم دیں ورنہ میں دیتا ہوں؟ تو یحییٰ علیہ السلام نے کہا: اگر آپ نے اس بارے میں مجھ سے سبقت کر لی تو مجھے اندیشہ ہے کہ مجھے زمین میں دھنسا دیا جائے یا کوئی اور عذاب آ جائے۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا اور مسجد لوگوں سے بھر گئی۔ حتیٰ کہ وہ اس کی بالکونیوں پر بھی بیٹھ گئے۔ تب یحییٰ علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ خود ان پر عمل کروں اور تمہیں بھی حکم دوں کہ تم ان پر عمل کرو۔ پہلی بات یہ ہے کہ ایک اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ۔ جو کوئی اس کے ساتھ شریک بناتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کوئی اپنے خالص مال (سونے چاندی) سے کوئی غلام خریدے اور پھر اس سے کہے کہ یہ ہے میرا گھر، تو محنت مزدوری کر اور مجھے ادائیگی کیا کر۔ چنانچہ غلام کمائی تو کرے مگر اپنے مالک کے علاوہ کسی اور کو دینے لگے۔ تو تم میں سے کون پسند کرے گا کہ اس کا غلام اس طرح کا ہو؟

(دوسری بات) اللہ نے تمہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا جب نماز پڑھو تو ادھر ادھر تانک جھانک نہ کیا کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ نماز کے دوران میں اپنے بندے کی طرف کیے رہتا ہے جب تک کہ وہ اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔

(تیسری بات) اللہ نے تمہیں روزے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ روزے کی مثال ایسے ہے جیسے کسی جماعت میں ایک آدمی کے پاس کستوری کی تھیلی ہو، وہ ان سب کو بہت بھلی لگتی ہے یا خود اسے اس کی خوشبو بہت عمدہ لگتی ہے۔ تو (اسی طرح) روزے دار (کے منہ) کی خوشبو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔

(چوتھی بات) اللہ نے تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی کو دشمن نے قید کر لیا ہو اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ کس دیے ہوں، اور وہ اسے قتل کے درپے ہوں۔ تو اس وقت وہ ان سے کہے کہ میں اپنا قلیل کثیر سب کچھ بطور فدیہ تمہیں دے دیتا ہوں۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو ان سے بچا لے۔

(پانچویں بات) اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اللہ کا ذکر کرتے رہا کرو۔ بلاشبہ اس کی مثال ایسے ⇦

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام عطاء بن ابی رباحؒ ❶ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے:

((اِذَا صَلّٰی أَحَدُکُمْ فَلَا یَلْتَفِتْ، فَاِنَّهٗ یُنَاجِیْ رَبَّهٗ، اِنَّ رَبَّهٗ أَمَامَهٗ، وَ اِنَّهٗ یُنَاجِیْهِ مَا لَمْ یَلْتَفِتْ)) ❷

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اِدھر اُدھر (نہ جھانکے) متوجہ نہ ہو، بیشک وہ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے اور اس کا رب اس کے سامنے ہوتا ہے اور وہ اس سے مناجات میں ہوتا ہے، جب تک کہ ادھر ادھر نہ جھانکے۔''

⇦ ہے جیسے کوئی دشمن کسی کا پیچھا کر رہا ہو حتیٰ کہ وہ ایک مضبوط قلعے کے پاس پہنچ جائے اور (اس میں داخل ہو کر) اپنے آپ کو ان سے بچالے۔ تو ایسے ہی بندے کی مثال ہے کہ وہ اللہ کے ذکر کے بغیر اپنے آپ کو شیطان سے کسی طرح بچا نہیں جا سکتا ہے۔

تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا مجھے اللہ نے حکم دیا ہے (۱) سمع و طاعت (۲) جہاد (۳) ہجرت (۴) اجتماعیت کا۔ بلاشبہ جس نے جماعت کو بالشت بھر بھی چھوڑا، اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال پھینکا۔ سوائے اس کے کہ وہ اس کی طرف لوٹ آئے اور (۵) جو کوئی جاہلیت کی پکار پکارے تو وہ جہنم میں گرنے والا ہے۔ ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! خواہ وہ روزے رکھتا اور نمازیں پڑھتا ہو؟ فرمایا: (ہاں) خواہ وہ نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا ہو۔''

امام ترمذیؒ کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ امام ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس عظیم الشان حدیث میں جن امور کی نشاندہی فرمائی ہے، ہر مسلمان کو چاہیے کہ انہیں سمجھے اور یاد رکھے۔ ان ہی کے ذریعے سے وہ شیطان سے محفوظ رہ سکتا ہے اور اپنی دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ امام ابن القیمؒ نے اپنی تالیف ''الوابل الصیب'' میں اس کی شرح کو تقریباً بیس صفحات میں پھیلایا ہے۔''

❶ عطاء بن ابی رباح (ابومحمد بن اسلم)، قریش کے مولیٰ تھے۔ حضرت عثمانؓ یا بروایت حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے۔ اہل مکہ کے مفتی اور عظیم الشان محدث تھے۔ امام ابوحنیفہؒ کہا کرتے تھے کہ ''میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔'' ابن جریجؒ کا بیان ہے کہ ''بیس برس تک ان کا بستر مسجد ہی میں رہا۔ نماز بڑی خوبصورت پڑھتے تھے۔ لوگ حضرت ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے مسائل پوچھتے تو کہتے ''تمہارے ہاں عطاء جو ہیں!'' رمضان 114ھ میں مکہ میں ان کی وفات ہوئی۔ (تذکرۃ الحفاظ)

❷ مصنف عبدالرزاق: 256/2، حدیث: 3270. ابوابل الصیب لابن القیم: 20/1.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جناب عطاء بن ابی رباحؒ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

((يَا ابْنَ آدَمَ إِلَى مَنْ تَلْتَفِتُ؟ أَنَا خَيْرٌ لَكَ مِمَّنْ تَلْتَفِتُ إِلَيْهِ))

''اے آدم کے بیٹے! تو کس کی طرف دیکھتا (اور متوجہ) ہوتا ہے؟ میں تمہارے لیے اس سے بہتر ہوں جدھر تو متوجہ ہوتا ہے۔''

اس روایت کو بزار وغیرہ نے مرفوعاً ذکر کیا ہے۔ ❶ مگر موقوف زیادہ صحیح ہے۔

ابو عمران الجونی رحمہ اللہ ❷ سے منقول ہے:

((أَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا قُمْتَ بَيْنَ يَدَيَّ فَقُمْ مَقَامَ الْعَبْدِ الْحَقِيرِ الذَّلِيلِ وَ ذُمَّ نَفْسَكَ فَهِيَ أَوْلَى بِالذَّمِّ وَنَاجِنِي بِقَلْبٍ وَجِلٍ وَلِسَانٍ صَادِقٍ))

''اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ جب تم میرے سامنے کھڑے ہوا کرو تو ایک حقیر و ذلیل غلام کی طرح کھڑے ہوا کرو، اور اپنے نفس کو ملامت کرو۔ یہ نفس اس لائق ہے کہ اسے ملامت کی جائے، اور ایسے دل کے ساتھ مناجات کیا کرو جو ڈر اور خوف سے لبریز ہو اور زبان صادق ہو۔''

نماز میں رکوع:

رکوع جسمانی طور پر خشوع وتذلّل کا ایک بہترین اظہار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عرب ایک دوسرے کے سامنے جھکنے کو برا جانتے اور اس سے انکار کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیعت کی تھی کہ وہ کھڑے کھڑے ہی سجدے میں جائیں گے اور رکوع

❶ ضعیف۔ امام منذریؒ نے بھی اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (ترغیب 191/1)

❷ عبد الملک بن حبیب ابو عمران بصری، تابعی۔ جناب عمران بن حصین، جندب بن عبداللہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ سے روایت بیان کرتے اور، بڑی پر حکمت باتیں بیان کیا کرتے تھے۔ 123ھ میں وفات ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کریں گے۔ حالانکہ یہ ایک مطلوب عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴾ (المرسلات : 48/77)

"جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔"

رکوع میں جھکاؤ کا کمال اور انتہا یہ ہے کہ بندے کا دل اپنے اللہ کے حضور جھک جائے، بندہ بول کر اپنی مسکنت اور ذلت کا اظہار کرے تب ہی بندہ اپنے ظاہر اور باطن کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکنے والا ہوگا۔"

آپ ﷺ رکوع میں یہ الفاظ بھی کہا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ أَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَ بَصَرِيْ وَ مُخِّيْ وَ عَظْمِيْ وَعَصَبِيْ وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ قَدَمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ)) ❶

"اے اللہ......! میں نے تیرے حضور اپنی کمر جھکا لی، تجھ پر ایمان لایا، اور تیرا مطیع فرمان ہوں، تو ہی میرا رب ہے، تیرے سامنے جھک گئے میرے کان، میری آنکھیں، میری ہڈیاں، ان کا گودا، میرے پٹھے اور میرا یہ جسم اور ڈھانچا بھی جسے میرے قدم اٹھائے ہوئے ہیں، سب اللہ رب العٰلمین کے لیے۔"

صحیح مسلم میں الفاظ یوں ہیں:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَ بَصَرِيْ وَ مُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَ عَصَبِيْ)) ❷

اس میں یہی اظہار و بیان ہے کہ اے اللہ! میرا یہ قلب و قالب تیرے سامنے جھکا ہوا ہے۔ اور دل سارے ہی جسم اور اعضا کا بادشاہ ہوتا ہے۔ جب دل جھک جاتا ہے تو باقی اعضا بھی اس کی اتباع میں جھک جاتے ہیں۔

---

❶ مسند احمد، مسند علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب: 119/1.

❷ کتاب صلاة المسافرین، باب الدعاء فی صلاة اللیل (حدیث : 1812- 201- 771).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز میں سجدہ:

سجدہ اپنی شکل وصورت میں رب العلمین کے حضور عجز و انکساری کی انتہائی انتہائی کیفیت ہے کہ بندہ اپنے جسم کا عظیم ترین، عزیز ترین حصہ ممکن حد تک جھکا دیتا ہے کہ اس سے زیادہ جھکاؤ ممکن ہو سکتا۔ بندہ جب اپنا چہرہ زمین پر رکھ کر خاک آلود کرتا ہے۔ تو اس کا دل سوز و گداز سے لبریز اور انتہائی منکسر ہو جاتا ہے اور پھر اس کی جزا بھی ایک مومن کے لیے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے انتہائی قریب کر لیتا ہے، جیسے کہ حدیث میں ہے:

((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)) ❶

"بندہ اپنے رب کے بہت زیادہ قریب اس حالت میں ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو، تو اس میں خوب خوب دعا کیا کرو۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ﴾ (العلق : 19/96)

"سجدہ کر اور قریب ہو جا۔"

سجدے کا عمل اور اس کی شکل ایسی ہے کہ بعض عرب کو اس سے اللہ کی عبادت میں بھی غیرت آتی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ: ہمیں یہ بات پسند نہیں کہ سجدہ کریں اور ہماری دُبر ہم سے اونچی ہو حتیٰ کہ ان میں سے ایک نے تو کنکریوں کی مٹھی لے کر اپنے ماتھے سے لگا لیں اور کہا کہ مجھے سجدے کی بجائے یہی کافی ہے۔ ❷

اور ابلیس کو حضور ربانیٰ سے اسی لیے راندہ گیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اب وہ جب بھی بندے کو سجدے میں دیکھتا ہے تو روتا ہے اور کہتا ہے، ہائے افسوس:

---

❶ صحیح مسلم، باب ما يقال فى الركوع والسجود۔ حدیث :1083.

❷ صحیح بخاری، كتاب التفسير، سورة والنجم حدیث: 4863۔ اور یہ شخص امیہ بن خلف تھا جو بعد میں جنگ بدر میں قتل ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بالسُّجُودِ فَفَعَلَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَعَصَيْتُ فَلِيَ النَّارُ)) ❶

''ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے کر لیا اور اس کے لیے جنت ہے مگر مجھے حکم دیا گیا تو میں نے انکار کر دیا اور میرے لیے آگ ہے۔''

رب کے حضور رکوع وسجود میں خشوع وخضوع کی معراج یہ ہے کہ اس کیفیت میں بندہ اپنے رب کی انتہائی عظمت وکبریائی اور اس کے علو کی صفات اپنی زبان پر لائے۔ گویا وہ اپنی زبان اور اپنے حال سے کہہ رہا ہوتا ہے کہ ذلت وانکساری میری حیثیت جبکہ بلندی، عظمت اور کبریائی تیری شان، تیرا وصف، تیرا مقام اور تجھے ہی زیبا ہے! اسی لیے مشروع ہے کہ بندہ اپنے رکوع میں کہے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ (پاک ہے میرا رب جو عظمت والا ہے) اور سجدے میں کہے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى (پاک ہے میرا رب جو بلندی والا ہے)۔

آپ ﷺ بعض اوقات اپنے سجدے میں یوں بھی کہتے تھے:

((سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ)) ❷

''پاک ہے وہ ذات جو زور آور ہے، عظیم الشان سلطنت کا مالک ہے، بڑائی اور عظمت والا ہے۔''

روایت ہے کہ ایک بار آپ ﷺ ساری رات حالت سجدہ میں یہ کہتے رہے:

((أَقُوْلُ كَمَا قَالَ أَخِي دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أُعَفِّرُ وَجْهِي فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِي وَحَقٌّ لَهُ أَنْ يُسْجَدَ)) ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، بیان اطلاق اسم الکفر: حدیث: 244، بروایۃ ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔

❷ مسلم، الصلاۃ، باب مایقال فی الرکوع۔ حدیث: 487۔

❸ الدر المنثور للسیوطی (۲۷/۶) میں بروایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیہقی کا حوالہ دیا ہے اور علامہ منذری اس کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ روایت عمدہ قسم کی مرسل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں بھی ویسے ہی کہتا ہوں جیسے میرے بھائی داؤد علیہ السلام نے کہا، میں اپنا چہرہ اپنے آقا کی خاطر خاک میں ملاتا ہوں اور میرے آقا ہی کا یہ حق ہے کہ اس کی خاطر سجدہ ریز ہوا جائے۔''

جناب حسن بصریؒ کا قول ہے:

((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُمْ قَانِتاً كَمَا أَمَرَكَ اللّٰهُ وَإِيَّاكَ وَالسَّهْوَ وَالْإِلْتِفَاتَ أَنْ يَنْظُرَ اللّٰهُ إِلَيْكَ وَ تَنْظُرَ إِلَى غَيْرِهِ وَتَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعُوْذُ بِهِ مِنَ النَّارِ وَقَلْبُكَ سَاهٍ لَاتَدْرِيْ ، مَا تَقُوْلُ بِلِسَانِكَ)) ❶

''تم جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو جھک کر عاجزی اور خاموشی سے کھڑے ہو جیسے کہ تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے اور اس دوران میں غافل ہونے یا اِدھر اُدھر دیکھنے سے متنبہ رہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تو تمہاری طرف متوجہ ہو اور تم کسی اور طرف دیکھ رہے ہو۔ زبان سے تو تم جنت مانگتے اور جہنم سے پناہ چاہ رہے ہو مگر دل تمہارا غافل ہو، تمہیں خبر ہی نہ ہو کہ تمہاری زبان کیا کہہ رہی ہے۔''

جناب عثمان بن دھرش کی سند سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک بار رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جس میں قرأت بلند آواز سے فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا: ''کیا میں نے قرأت میں سے کچھ کم کر دیا ہے؟ صحابہ نے کہا: ہمیں علم نہیں ہے، تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا، جی ہاں، اے اللہ کے رسول! فلاں فلاں آیت رہ گئی ہے، تو آپ نے فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ان پر اللہ کی کتاب پڑھی جاتی ہے اور انہیں خبر ہی نہیں ہوتی کہ کیا پڑھا جا رہا ہے اور کیا چھوڑا جا رہا ہے؟ بنی اسرائیل کے دلوں سے بھی اللہ کی عظمت ایسے ہی نکل گئی تھی کہ ان کے بدن تو حاضر ہوتے مگر دل غائب ہوتے تھے۔

((وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ عَبْدٍ عَمَلًا حَتّٰى يَشْهَدَ بِقَلْبِهِ مَعَ بَدَنِهِ))

''اللہ تعالیٰ بندے کا ایسا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا جس میں اس کا دل اس کے بدن کے ساتھ

---

❶ تعظیم قدر الصلاۃ، محمد بن ابی عثمان نصر المروزی رحمہ اللہ۔ کتاب الدعاء، طبرانی: 196/1، حدیث: 606، شعب الایمان بیهقی: 364/5، حدیث: 3557.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاضر نہ ہو۔“ ❶

اور اس معنی کے اور بھی بہت سے آثار ہیں۔

جناب عصام بن یوسفؒ ❷ حاتم اصمؒ ❸ کے پاس سے گزرے اور وہ اپنی مجلس میں درس دے رہے تھے، تو عصامؒ نے پوچھا: اے حاتم! کیا تم نماز اچھے طریقے سے پڑھ سکتے ہو؟ کہا، ہاں۔ پوچھا: کیسے پڑھتے ہو؟ حاتم نے کہا: حکم ربانی کے مطابق کھڑا ہوتا ہوں، ڈر کے ساتھ چلتا ہوں، نیت کے ساتھ اسے شروع کرتا اور اس میں داخل ہوتا ہوں، عظمت کے جذبات سے تکبیر کہتا ہوں۔ تلاوت ترتیل و تدبر کے ساتھ کرتا ہوں، خشوع کے ساتھ رکوع اور تواضع سے سجدہ ریز ہوتا ہوں۔ تشہد کامل پڑھتا ہوں، نیت کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ اور اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ اسے مکمل کرتا ہوں۔ اور اپنے نفس پر خوف طاری رکھتا ہوں، مجھے ڈر ہوتا ہے کہ کہیں یہ قبول ہی نہ ہوئی ہو۔ اور کوشش ہے کہ موت تک اس کی حفاظت کرتا رہوں۔ تو عصامؒ نے کہا: ہاں، درس دو تم نماز خوب پڑھتے ہو۔

---

❶ یہ روایت اگرچہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے مگر دیگر آیات واحادیث سے حضور قلبی کی اہمیت مسلم ہے۔ دیکھیے سلسلہ ضعیفہ از امام البانی رحمہ اللہ: 88/11، حدیث: 5050. مثلاً قرآن کی آیت کریم ہے: ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ﴾ ”بلاشبہ اس قرآن میں ہر صاحب دل کے لیے عبرت ہے اس کے لیے جو متوجہ ہو کر کان لگائے اور وہ حاضر ہو۔“

❷ عصام بن یوسف بن میمون بلخی صاحبِ حدیث اور روایت میں مضبوط عالم تھے۔ یہ اور ان کے بھائی دونوں ہی اپنے دور کے بے مقابلہ شیخ تھے، ان کی وفات سن 210 ہجری میں ہوئی۔ (الفوائد البهیه: 115).

❸ الشیخ الجلیل المکرّم، عارف باللہ ابوعبدالرحمٰن حاتم بن علوان الاصم، خراسان کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کیا آپ کی کوئی خواہش نہیں ہے؟ کہا: میں ایک دن کے لیے صبح سے شام تک کی عافیت (آرام وراحت) چاہتا ہوں۔ تو ان سے کہا گیا، کیا یہ شب وروز سب ہی عافیت کے نہیں ہیں؟ کہا: میرے نزدیک ”عافیت“ یہ ہے کہ ”میں اس میں اللہ کی نافرمانی نہ کروں!“ 237 ہجری آپ کا سن وفات ہے۔ (مرآة الجنان 118/2، الرسالة القشيرية: 99/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دعا میں خشوع اور حضوریِ قلب

عبادات کئی طرح کی ہیں، جن میں بندہ اپنے اللہ تعالیٰ کے لیے انتہائی عاجزی و درماندگی کا اظہار کرتا ہے۔ ان میں سے ایک عبادت ''دعا'' بھی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ﴾ (الاعراف 55/7)

''اپنے رب کو پکارو، گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔''

حضرات انبیا کرام کے خاص الخاص اوصاف میں یہ صفت بیان ہوئی ہے:

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ۝۹۰ ﴾ (الانبیاء: 90/21)

''یہ حضرات انبیاء نیک کاموں میں بہت جلدی کرتے اور ہمیں امید اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے، اور ہمارے سامنے عاجزی (اور خشوع) کرنے والے ہوتے تھے۔'' [1]

---

[1] قبولیتِ دعا کے لیے ضروری ہے کہ ان باتوں کا اہتمام کیا جائے جن کا بطور خاص یہاں ذکر کیا گیا ہے، مثلاً اِلحاح وزاری کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں دعا ومناجات، نیکی کے کاموں میں سبقت، خوف وطمع کے ملے جلے جذبات کے ساتھ رب کو پکارنا اور اس کے سامنے عاجزی اور خشوع وخضوع کا اظہار۔ (احسن البیان) بعض بدعتی صوفی حضرات کہا کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت جنت کی توقع (طمع) یا اس کے عذاب کے خوف سے کرتا ہے وہ اصلی محبت نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے اس نظریہ کو اتنا پھیلایا کہ عوام الناس بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے:

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے
او بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی یہ صفت بیان فرما رہے ہیں کہ ''وہ ہمیں توقع اور خوف سے پکارا کرتے تھے۔'' گویا اس آیت میں ایسے متصوفین کا رد موجود ہے۔ کیونکہ انبیاء سے بڑھ کر اللہ کا محب اور کون ہو سکتا ہے؟ (تفسیر تیسیرا القرآن جلد 3 از مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ) حافظ شیرازی کا ⇦⇦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خشوع وخضوع کے اظہار کا ایک ادب دعا کرتے ہوئے ہاتھوں کا اٹھانا بھی ہے۔ آپ ﷺ سے بے شمار مواقع پر ثابت ہے کہ آپ اپنی دعا میں اپنے ہاتھ بلند فرماتے تھے۔ بالخصوص استسقاء (بارش) کے لیے تو اتنے بلند کیے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نمایاں ہونے لگی۔ میدان عرفات میں آپ کی کیفیت یہ تھی جیسے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ:

((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ بِعَرَفَةَ، وَيَدَاهُ اِلٰى صَدْرِهٖ كَاسْتِطْعَامِ مِسْكِيْنٍ)) ❶

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفہ میں دیکھا کہ دعا میں آپ کے ہاتھ سینے تک اٹھے ہوئے تھے، جیسے کوئی مسکین کھانا مانگتا ہے۔''

بہت سے اسلاف کے احوال و واقعات میں آتا ہے کہ یہ حضرات بالخصوص رات کے اوقات میں سر جھکائے بیٹھے ہوتے ❷ ہاتھ اس طرح سے اٹھاتے جس طرح کوئی سوالی سوال کرنے کے لیے اٹھاتا ہے، اور یہ شکل وصورت ذلت، عاجزی ومسکینی کے اظہار میں انتہا کی ہوتی ہے۔

⇦⇦ بھی ایک شعر ہے:

تو بندگی چو گدایاں برائے مزد مکن
کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

اگر اس سے مراد محض مال و دولت اور دنیاوی عزوجاہ ہو تو معنی بالکل بجا ہے۔

❶ طبرانی اوسط: 189/3، حدیث: 2892۔ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ ضعیف راوی ہے۔ (مجمع الزوائد: 168/1)

❷ ہمارے اسلاف میں سے شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین محدث دھلوی رحمہ اللہ کے تذکرہ ''الحیاۃ بعد المماۃ'' میں ہے کہ آنجناب نصف شب کے بعد نماز تہجد کے لیے اٹھتے اور وضو طہارت کے بعد نماز میں مشغول ہو جاتے، کبھی تو تہجد کی نماز میں رات ہی بسر ہو جاتی اور کبھی فتاویٰ مشکلہ کا جواب اسی وقت تحریر فرماتے۔ صبح صادق سے پہلے مسجد میں آجاتے اور مسجد یا صحن مسجد میں چٹائی یا ٹاٹ پر احتباء کیے ہوئے سر جھکائے مختلف مضامین کے اشعار نہایت درد انگیز لہجہ میں پڑھا کرتے، جو ایک صاحب حال کو وجد میں لانے کے لیے شیخ کامل کا کام کرتے۔ (الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۲۱۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا میں کامل توجہ، دل کا انکسار و تواضع اور اس بات کا واضح شعور اور اظہار کہ انتہائی احتیاج اور فاقہ مندی ہے، یہ کیفیت جس قدر زیادہ تڑپ کی حامل ہوگی، دعا بھی اسی قدر زیادہ مقبول ہوگی۔ مسند احمد اور جامع ترمذی میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ)) ❶

”اللہ تعالیٰ غافل اور (اِدھر اُدھر) مشغول دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔“

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ بندہ (سوالی اور منگتا بن کر) اپنی زبان سے اپنی عاجزی اور بے قراری کا اظہار کرے۔ امام (عبدالرحمٰن بن عمرو) اوزاعی رحمہ اللہ ❷ فرماتے ہیں کہ سلف کہا کرتے تھے:

((أَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْإِلْحَاحُ عَلَى اللّٰهِ وَالتَّضَرُّعُ إِلَيْهِ))

”سب سے افضل دعا وہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حضور بے انتہا گریہ، زاری، بے قراری اور اپنی طلب کا اصرار کا اظہار ہو۔“

---

❶ ترمذی، الدعوات، باب جامع الدعوات، حدیث: 3479 وقال الترمذی: هذا حديث غريب لا نعرفه الا من هذا الوجه۔ وقال الألبانی : حسن۔ كتاب الدعاء للطبراني : 39/1، حديث : 62. یہ روایت اس معنی میں ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے دوسرے الفاظ سے مرفوعاً مروی ہے: "الْقُلُوْبُ أَوْعِيَةٌ وَبَعْضُهَا أَوْعَى مِنْ بَعْضٍ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ عزوجل يَا أَيُّهَا النَّاسُ! فَاسْأَلُوْهُ وَأَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ لِعَبْدٍ دَعَاهُ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ غَافِلٍ" (احمد (6655)، باسناد حسن، قاله المنذری: 277/2) (دلوں کی مثال برتنوں کی سی ہے، بعض ان میں سے دوسرے سے بڑھ کر وسعت والے اور زیادہ محفوظ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ تو اے لوگو! جب تم اللہ سے مانگو تو قبولیت کے یقین کے ساتھ مانگا کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی دعا قبول نہیں فرماتا جو غفلت اور بے پروائی کی کیفیت میں مانگے۔“

❷ امام اهل الشام الفقيه، القدوة، العلامه ابو عمرو عبدالرحمن بن عمرو الاوزاعی۔ علم و عمل میں سربرآوردہ اور عظیم مناقب کے حامل اور صاحب تحریر تھے۔ امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں، عالم تو صرف چار ہیں: ثوری، ابوحنیفہ، مالک اور اوزاعی۔ ان کی وفات ۱۵۷ ھجری میں ہوئی۔ (مرأة الجنان 333/1۔ البدايه والنهايه 116/10)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طبرانی میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی ﷺ کی وہ دعا نقل کی گئی ہے جو آپ نے عرفہ کے روز میدان عرفات میں کی تھی۔ اس میں آپ ﷺ کے الحاح وتضرع کا واضح اظہار ہے۔

((اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي، تَرَى مَكَانِي، وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِي، وَلَايَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ أَمْرِيْ، أَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ، اَلْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ، اَلْوَجِلُ الْمُشْفِقُ، اَلْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِيْنِ، وَابْتَهِلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ، وَأَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ۔ مَنْ خَشَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهُ وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهُ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا، وَكُنْ بِي رَؤُوْفًا رَّحِيْمًا، يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ)) [1]

”اے اللہ......! تو میری بات سن رہا ہے اور تجھے میری حیثیت کا بخوبی علم ہے۔ میرے معاملات میں سے کچھ بھی تجھ پر مخفی نہیں ہے اور میں بے انتہا خستہ حال اور محتاج ہوں، تیری مدد کا سوالی اور تیری امان اور پناہ کا طلب گار ہوں، بڑا ہی ڈرا ہوا، گھبرایا ہوا ہوں۔ اپنے گناہوں اور اپنی تقصیرات کا اقرار و اعتراف کرتا ہوں۔ مسکینوں کی طرح تیرے در کا سائل ہوں۔ گناہ گار، عاجز اور ذلیل بندے کی طرح گڑ گڑا رہا ہوں۔ انتہائی ڈرے ہوئے، نقصان رسیدہ کی مانند کراہ رہا ہوں، جس کی ناک تیرے سامنے خاک آلود ہے، گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی اور جسم عاجز ہے، اے اللہ......! مجھے اپنی دعا کے بارے میں بدبخت نہ بنا دینا۔ اے اللہ! میرے لیے مہربان اور رحم کرنے والا بن جا، اے بہترین مسئول (سننے والے) اور اے سب سے بڑھ کر دینے والے۔“

بعض اپنی دعا میں یوں کہا کرتے تھے: ((بِعِزَّتِكَ وَذُلِّيَ وَغِنَاكَ وَفَقْرِيْ))

[1] بقول علامہ البانی مذکور حدیث ضعیف ہے، ضعیف الجامع (1186) علامہ ہیثمی کہتے ہیں: اس کی سند میں یحییٰ بن صالح الایلی ہے۔ عقیلی کہتے ہیں کہ ان سے یحییٰ بن بکیر منکر روایات نقل کرتا ہے جبکہ باقی تمام راوی صحیح ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”تجھے تیری عزت اور میری ذلت کا واسطہ! تجھے تیرے بے پروا ہونے اور میری فقیری ومحتاجی کا واسطہ!“

طاؤس رحمہ اللہ ❶ کہتے ہیں کہ ایک رات مجھے جناب زین العابدین علی ❷ بن حسین (ابن علی بن ابی طالب) رحمہ اللہ کے حجرے میں جانے کا اتفاق ہوا۔ دیکھا کہ وہ نماز میں تھے اور حالت سجدہ میں کہہ رہے تھے:

((عُبَيْدُكَ بِفِنَائِكَ فَقِيرُكَ بِفِنَائِكَ ، مِسْكِينُكَ بِفِنَاءِ كَ سَائِلُكَ بِفِنَائِكَ)) ❸

”تیرا ایک حقیر بندہ تیرے در پر ہے، تیرا ایک فقیر تیرے صحن میں ہے، تیرا ایک عاجز تیرے دربار میں ہے، تیرا ایک منگتا اور سوالی تیری چوکھٹ پر ہے۔“

طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات یاد کر لیے اور پھر جس کسی پریشانی میں بھی ان کے ساتھ دعا کی تو اللہ نے میری وہ پریشانی دور فرما دی۔ ابن باکویہ صوفی رحمہ اللہ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ جس نے کئی حج پا پیادہ کیے تھے، ایک بار وہ طواف میں تھے اور اس دوران میں یا حبیبی! یا حبیبی! (اے میرے محبوب، اے میرے محبوب) کے الفاظ سے دعا کر رہے تھے کہ انہیں ھاتف سے ندا آئی: کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ اللہ کے دربار میں مسکین

---

❶ شیخ اہل یمن، الامام الفقیہ طاؤس بن کیسان، اہل یمن کے لیے باعث برکت ونعمت خداوندی، اور ان کے مفتی تھے۔ آپ کی شخصیت میں عبادت، زہد، علم نافع اور عمل صالح سبھی جمع تھے۔ تقریباً پچاس صحابہ کرام کی صحبت سے فیض پایا۔ عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”میں نے ان جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ سن 106 ہجری میں حج کے دوران وفات پائی۔“ (مرأة الجنان: 227/1 البدایه والنهایه: 235/9).

❷ سیدنا زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم 33ھ میں ولادت ہوئی۔ سلف (صحابہ) کی ایک بڑی جماعت سے روایات لیں۔ بقول ائمہ کرام ہم نے ان سے بڑھ کر ورع وتقویٰ والا اور افضل کوئی نہیں دیکھا گیا۔ 94ھ کے لگ بھگ ان کی وفات ہوئی۔ (مراة الجنان 189/1 التهذيب التهذيب: 304/7)

❸ الفرج بعد الشدة، ابن ابی الدنیا: 67/1، رقم: 65.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بنو، حتیٰ کہ محبوب بن جاؤ۔ چنانچہ ان پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر وہ یوں دعا کرتے تھے۔ "مِسْکِیْنُکَ، مِسْکِیْنُکَ" (تیرا مسکین و عاجز بندہ! تیرا مسکین و عاجز بندہ!)۔ اور "یا حبیبی یا حبیبی" کا لفظ کہنا چھوڑ دیا۔ ❶

❶ المجالسة و جواهر العلم للدينوري: 271/2، حديث: 415.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے لیے عجز وانکساری کی فضیلت

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی دعا میں یوں کہا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ)) ❶

"اے اللہ......! مجھے مسکینی (اور تواضع) کی زندگی دے، مسکینی کی موت دے اور میرا حشر بھی مسکینوں کے ساتھ ہو فرما!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ایسے دعا کیوں کرتے ہیں......؟ فرمایا: "(اس لیے کہ) مسکین اور متواضع لوگ اغنیا سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ اے عائشہ! کسی مسکین کو کبھی بھی اپنے دروازے سے خالی ہاتھ نہ جانے دیا کرو، خواہ آدھی کھجور ہی دو۔ اے عائشہ! مسکینوں سے محبت رکھو، اور انہیں اپنے قریب کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اپنا قرب نصیب فرمائے گا۔" ❷

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ مسکینوں سے محبت رکھوں اور ان سے قریب رہوں۔ ❸

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا ایک خواب روایت کیا ہے۔ اس میں آپ کو یہ دعا تعلیم کی گئی ہے:

---

❶ ابن ماجه، كتاب الزهد باب مجالسة الفقراء، حديث: 4126. سنن ترمذى، الزهد، باب ماجاء أن فقراء المهاجرين، حديث: 3352، قال الألبانى: صحيح۔

❷ ترمذى، ابواب الزهد، باب أن فقراء المهاجرين......، حديث: 2352. وقال: هذا حديث غريب، وقال الألبانى: صحيح۔

❸ مجمع الزوائد، الهيثمى: 263/1- المعجم للطبرانى: 157/2، حديث: 1648- اور مسند احمد کی ایک روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ تَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاكِيْنِ۔ وَأَنْ تَغْفِرَلِیْ وَ تَرْحَمَنِیْ وَإِذَا اَرَدتَّ فِتْنَةَ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ۔ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِیْ إِلٰی حُبِّكَ)) ❶

''اے اللہ......! میں تجھ سے اچھے اور نیک کاموں کی توفیق مانگتا ہوں، اور یہ کہ برائیاں مجھ سے چھوٹ جائیں اور مساکین سے محبت کروں۔ مجھے بخش دے، مجھ پر رحمت فرما اور جب تیرا ارادہ ہو قوم کو آزمانے کا تو (اے اللہ......!) مجھے فتنے سے بچا کر اپنی طرف بلا لینا۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کا اور اس شخص کی محبت کا جو تجھ سے محبت رکھتا ہو۔ اور اس عمل کی محبت کا جو تیری محبت سے قریب کر دے۔''

مسکینی سے مراد......

اس طرح کی احادیث میں جو ''مساکین'' کا ذکر آیا ہے، اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کے لیے جھکے ہوں اور ان میں تواضع ہو، ان کے ظاہر میں بھی کوئی بڑائی یا اکڑفوں نہ ہو۔ یہ کیفیت بالعموم ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو مال وزر کے لحاظ سے کم تر ہوتے ہیں کیوں کہ مال کی کثرت عام طور پر طغیان وسرکشی اور بے پروائی کا باعث بنتی ہے۔

سیدنا انس اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما کی روایت سے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْفَقْرَ فَقْرُ النَّفْسِ وَالْغِنٰی غِنَی الْقَلْبِ)) ❷

---

❶ ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة ص، حدیث : 3235 قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح۔ قال الألبانی: صحيح۔ مسند احمد : 422/39، حديث : 22109۔ ہماری نیت اس دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہونی چاہیے اور آپ کی اتباع سنت کی۔ کیونکہ آپ علیہ السلام سے بڑھ کر کون ہے جو اللہ عزوجل سے محبت رکھتا ہو؟ اور آپ کے عمل سے بڑھ کر اور کون سا عمل ہوسکتا ہے جو اللہ کی محبت کا باعث ہو؟ (س)

❷ مستدرك حاکم ٤ / ٣٢٧ میں اس روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: 'إِنَّمَا الْغِنٰی غِنَی ⇐

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

’’فقر (فقیری) درحقیقت نفس اور طبیعت کی فقیری ہے، اور غنا (مال داری) سے مراد دل کا غنا اور اس کا سیر ہونا ہے۔‘‘

صحیحین میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ’’غِنا (مال داری) مال و اسباب کی کثرت سے نہیں ہوتی، غِنا درحقیقت نفس کی بے پروائی کا نام ہے۔ (کہ آدمی لوگوں کو للچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھے۔) ❶

یہی وجہ ہے کہ امام احمد، ابن عیینہ، ابن وہب رحمہم اللہ اور دیگر کہتے ہیں کہ وہ فقیری جس سے رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی پناہ مانگی ہے، وہ نفس کا حریص اور لالچی ہونا ہے۔

لہٰذا جس شخص کا دل اللہ کے لیے مسکین اور اس کے سامنے عاجز ہو وہی حقیقتاً مسکین ہے، خواہ مالی اعتبار سے وہ غنی اور لاکھوں پتی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ دل کی مسکینی اور عاجزی ایک ایسی اعلیٰ صفت ہے جس سے اعضاء و جوارح سے بھی عجز و تواضع کا اظہار ہوتا ہے۔ مگر جو شخص ظاہری طور پر مسکین اور خاشع بنتا ہو، لیکن اس کا دل مسکینی کے مفہوم و حقائق سے خالی ہو تو وہ شخص ’’جبار اور متکبر‘‘ ہوتا ہے۔

جیسے کہ سنن نسائی میں ہے کہ ایک بار نبی ﷺ ایک رستے سے گزر رہے تھے، وہاں ایک سیاہ رنگ کی عورت بھی تھی، اس سے کہا گیا کہ ذرا رستے سے ایک جانب ہو جاؤ، تو اس نے کہا: اگر یہ چاہے تو دائیں جانب ہو جائے یا بائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’چھوڑو اسے، یہ متکبر ہے۔‘‘ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو مسکین ہے......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’(نہیں) اس کے دل میں تکبر ہے۔‘‘ (اگرچہ ظاہری طور پر شکل اور لباس

⇐ الْقَلْبِ، وَالْفَقْرُ فَقْرُ الْقَلْبِ' (غنا (حقیقت میں) دل کا غِنا ہوتا ہے اور فقیری ومحتاجی، دل کی محتاجی ہوتی ہے) امام حاکم نے اسے امام بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ مزید دیکھیے: سنن کبریٰ للنسائی: 382/10، حدیث: 11785.

❶ صحیح البخاری، الرقاق، باب الغنی غنی النفس، حدیث: 6446. و مسلم، الکسوف، باب لیس الغنی عن کثرة العرض، حدیث: 2467.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مسکینوں کا ہے)۔ ❶

جناب حسن بصریؒ کا قول ہے: ''کچھ لوگوں نے بظاہر تواضع، فقر اور مسکینی کو اپنا مظہر بنایا ہوتا ہے، مگر ان کے دل تکبر سے لبالب ہوتے ہیں۔ ان کے جبّے اور چوغے بظاہر صُوف اور اُون کے ہوتے ہیں مگر اندرون میں کسی صاحب تخت اور دھاری دار چادر والے سے بڑھ کر متکبر ہوتے ہیں۔ [اور بزعم خویش خود کو عرف میں درویش کہلاتے ہیں]۔

صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے محض اچھا لباس زیب تن یا اچھا جوتا استعمال کرنے کو تکبر نہیں کہا ہے۔ بلکہ تکبر کی تعریف یہ فرمائی کہ "بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ" (جو حق کو جھٹلائے اور دوسروں کو حقیر جانے، وہ متکبر ہے)۔ ❷

تکبر دل میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس طرح کہ بندہ حق کے سامنے جھکتا نہیں اور دوسروں کو اپنے سے حقیر اور کم تر جانتا ہے۔ خواہ اس کے کپڑے معمولی اور جوتا فقیروں کا سا ہو۔

اور جو شخص اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتے ہوئے فاخرانہ لباس چھوڑ دے کہ کہیں اس کے دل میں تکبر یا بڑائی نہ آ جائے تو اس کا یہ عمل نہایت ہی محمود ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے بھی ایک بار اپنی اونی منقش چادر اتار دی تھی۔ اور فرمایا "اِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي" (یہ مجھے ابھی اپنی نماز میں مشغول اور غافل کرنے لگی تھی)۔

---

❶ اس روایت کو علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے بھی بروایت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے اور طبرانی کبیر کا حوالہ دیا ہے۔

❷ صحیح مسلم، الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، حدیث: 265.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقام عبودیت (بندگی)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے بادشاہی کے بجائے اللہ کے حضور عبدیت اور غلام ہونے کا مقام پسند فرمایا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر ایک شخص آپ کے سامنے حاضر ہوا اور وہ کانپ رہا تھا تو آپ نے اس سے فرمایا: "هَوِّنْ عَلَيْكَ" (پرسکون ہو جاؤ) میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں اسی قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔" ❶

آپ ﷺ نے اپنے متعلق صحابہ سے فرمایا:

((لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَاأَطْرَتِ النَّصَارٰی اِبْنَ مَرْیَمَ فِاِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ)) ❷

"مجھے میرے مقام سے مت بڑھاؤ، جیسے کہ عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھا دیا ہے، میں تو محض ایک بندہ ہوں، مجھے اللہ کا بندہ ہی کہو اور اس کا رسول!"

مسند احمد میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبرائیل امین نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک فرشتہ نازل ہوا۔ تو جبریل علیہ السلام نے کہا: "یہ فرشتہ ہے کہ جب سے اس کی پیدائش ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی یہ زمین پر نہیں آیا، جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا:

((يَا مُحَمَّدُ! أَرْسَلَنِیْ اِلَيْكَ رَبُّكَ، أَفَمَلِكًا نَبِيًّا يَجْعَلُكَ أَوْعبدًا رَسُوْلًا؟ قَالَ جِبْرِيْلُ تَوَاضَعْ لِرَبِّكَ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ بَلْ عَبْدًا رَسُوْلًا)) ❸

---

❶ ابن ماجه الاطعمة، باب القديد، حديث: 3312. وقال الألبانی: صحيح۔

❷ بخاری، أحاديث الأنبياء، باب قوله "واذكر فی الكتاب مريم......، حديث: 3445.

❸ مجمع الزوائد: 18/9۔ مسند احمد: 328,327/3.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اے محمد ﷺ! آپ کے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ کیا آپ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں یا غلام اور رسول؟ تو جبریل علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کے لیے تواضع اختیار کیجیے۔ تو آپ نے فرمایا: بلکہ غلام رسول ہونا مجھے پسند ہے۔"

جناب یحییٰ بن کثیرؒ کی مراسیل میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((آكُلُ كَمَا يَاكُلُ الْعَبْدُ ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ)) ❶

"میں کھانا اسی طرح کھاتا ہوں جیسے کوئی غلام بندہ کھاتا ہے اور میں تو بس ایک بندہ ہی ہوں!"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَتَانِي مَلَكٌ (وَإِنَّ حُجزَتَهُ تُسَاوِي الْكَعْبَةَ) فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يُقْرِئُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: إِنْ شِئْتَ نَبِيًا مَلِكًا ، وَإِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْداً فَأَشَارَ إِلَيَّ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَعْ نَفْسَكَ فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا۔ قَالَتْ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ۔ لا يَأْكُلُ مُتَّكِئًا۔ وَيَقُوْلُ: آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ، وَأَجْلِسُ كَمَايَجْلِسُ الْعَبْدُ)) ❷

"میرے پاس ایک فرشتہ آیا (جب کہ اس کی کمر کعبہ کے برابر تھی) اور اس نے کہا: آپ کے رب نے آپ کو سلام کہا اور فرمایا ہے: اگر چاہو تو نبی بادشاہ بن جاؤ، اور چاہو تو نبی غلام ہو جاؤ۔ تو جبریل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ اپنے آپ کو جھکائیں اور تواضع اختیار کریں، تو میں نے کہا: نبی بندۂ غلام بننا چاہتا ہوں، سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں: پھر اس کے بعد آپ تکیہ یا ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے: میں اسی طرح کھاتا ہوں جیسے ایک بندہ غلام کھاتا ہے، اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جیسے کوئی بندہ غلام بیٹھتا ہے۔"

امام زہری رحمہ اللہ کی مراسیل میں ہے:

---

❶ شرح السنة للبغوی، حدیث: 3683، 167/3 .

❷ جمع الجوامع للسیوطی۔ باسناد صحیح: 22/1، شرح السنة للبغوی، الفضائل، باب تواضعه عليه الصلاة والسلام: 248/13۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((بَلَغَنَا أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ مَلَكٌ لَمْ يَأْتِهِ قَبْلَهَا۔ وَمَعَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ الْمَلَكُ وَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَامِتٌ: اِنَّ رَبَّكَ يُخَيِّرُكَ أَنْ تَكُوْنَ (نَبِيًّا مَلِكًا، أَوْنَبِيًّا عَبْدًا، فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَالْمُسْتَأمِرِ فَاَشَارَ اِلَيْهِ أَنْ تَوَاضَعْ؛ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بَلْ) نَبِيًّا عَبْدًا، قَالَ الزُّهْرِيِ: فَزَعَمُوْا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْكُلْ مُنْذُ قَالَهَا مُتَّكِئًا حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا)) ❶

”ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا، اور اس کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام بھی تھے، اس فرشتے نے کہا جبکہ جبرائیل خاموش تھے: بیشک آپ کا رب آپ کو اختیار دیتا ہے کہ آپ نبی بادشاہ بن جائیں یا نبی عبد (غلام) تو آپ نے جبرائیل کی طرف دیکھا گویا ان سے مشورہ لیتے ہوں، تو انہوں نے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کریں، تو رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا: بلکہ نبی غلام (ہونا پسند کرتا ہوں) امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ کا خیال ہے کہ جب سے آپ نے یہ بات کہی، اس کے بعد آپ نے کبھی تکیہ یا ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا حتیٰ کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔“

مسند احمد اور ترمذی میں ہے۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَّجْعَلَ لِيْ بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا، فَقُلْتُ: لَا يَا رَبِّ وَلٰكِنْ اَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوْعُ يَوْمًا۔ وَقَالَ ثَلَاثًا نَحْوَهٰذَا، فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَيْكَ، وَاِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ)) ❷

”میرے رب عزوجل نے مجھے پیش کش کی کہ وہ میرے لیے مکہ کی وادی کو سونے کی بنا دے

❶ الطبقات الكبرى (ابن سعد).

❷ ترمذی، ابواب الزهد، باب ماجآء فی الكفاف والصبر عليه، حديث: 2347 وقال حسن.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تو میں نے عرض کیا، نہیں یا رب! لیکن یوں ہو کہ ایک دن سیر شکم ہوں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ اس طرح تین بار کہا۔ جب بھوکا ہوں گا تو تیری طرف عاجزی کروں گا اور پیٹ بھرا ہوں گا تو تیرا شکر کروں گا۔“

اسی لیے کچھ عارفین کا یہ مقولہ ہے:

((مَنِ ادَّعیٰ الْعُبُودِیَّۃَ وَلَہٗ مُرَادٌ بَاقٍ فَھُوَ کَاذِبٌ فِی دَعْوَاہُ))

”جو شخص عبودیت کا دعویٰ کرے اور اس کی اپنی من مرضی اور خواہشات بھی باقی ہوں تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔“

عبودیت (بندگی) اسی بندے کی صحیح اور کامل ہو سکتی ہے جو اپنی شخصی چاہتیں فنا کر دے اور اپنے آقا کی چاہتوں ہی کو پیش نظر رکھے۔ تب ہی اس کا نام ”عبد، غلام، یا اس کی وہ صفت ہو سکتی ہے، جس سے اس نے اپنے آپ کو موسوم کیا ہو۔ مالک جب نام لے کر پکارے تو وہ غلام بن کر جواب دے۔ اس کا اپنا کوئی نام یا امتیاز نہ ہو سوائے آقا کی غلامی کے اور یہ اشعار کہے:

یَا عمروُ ثَارِی عِنْدَ دَھْرِی
یَعْرِفُہ السَّامِعُ وَ الرَّائِی
لَاتَدْعُنِی اِلَّا بِیَاعَبْدَھَا
فَاِنَّہٗ أَصْدَقُ اَسْمَائِی

”اے عمرو! میری طلب زمانے میں (نمایاں ہے)۔ جسے ہر سننے دیکھنے والا جانتا ہے۔ مجھے تو بس ”اس کا بندہ“ ہی کہہ کر پکارو۔ یہ نام ہی میرا صحیح سچا نام ہے۔“

ایک دوسرے عارف کے اشعار کچھ یوں ہیں:

مَالِیْ وَ لِلْفَقْرِ اِلٰی عَاجِزٍ
مِثْلِیْ لَا یَمْلِكُ اِغْنَائِی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وإنّما يَحْسُنُ فقرِيْ إلى
مَالِكِ إسْعَادِيْ أشْقَائِيْ
أتَيْتُهُ عَجَبًا بِانْتِمَائِيْ إلى
أبْوَابِهِ إذَا قُلْتُ مَوْلَائِيْ
لاتَدْعُنِيْ إلّا بِيَاعَبْدَهُ
فَإنّهُ أشْرَفُ أسْمَائِيْ

میں اور میرے جیسے کا دعوائے فقر، کیا معنی؟ میرے جیسا تو اپنا کوئی بھلا نہیں کر سکتا۔ میرے لیے یہی زیبا ہے کہ میں اپنے مالک کا فقیر ومحتاج بنوں، جو میری سعادت وشقاوت کا مالک ہے۔ میں جب "اے میرے مولا......!" کہتے ہوئے اس کے در پر آ گیا ہوں تو میری یہی نسبت میرے لیے باعث فخر ہے۔ تو بھی مجھے "اے اس کے بندے" کہہ کر ہی پکار، یہی میرا سب سے بڑھ کر عزت والا نام ہے!"

حافظ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے علقمہ بن سوید سے روایت کیا ہے کہ لقمان حکیم کے متعلق آتا ہے کہ اس نے اپنے فرزند سے کہا تھا:

"جَمَعْتُ لَكَ حِكْمَتِيْ فِيْ سِتِّ كَلِمَاتٍ:
اِعْمَلْ لِلدُّنْيَا بِمِقْدَارِ بَقَائِكَ فِيْهَا
وَاعْمَلْ لِلْآخِرَةِ بِمِقْدَارِ بَقَاءِكَ فِيْهَا
وَاعْمَلْ لِلّٰهِ بِمِقْدَارِ حَاجَتِكَ إلَيْهِ
وَاعْمَلْ مِنَ الْمَعْصِيَةِ بِمِقْدَارِ مَا تُطِيْقُ مِنَ الْعُقُوبَةِ
وَلاتَسْأَلْ إلّا مَنْ لا يَحْتَاجُ إلٰى أحَدٍ
وَإذَا أرَدتَّ أنْ تَعصَى اللّٰهَ فَاعْصِهِ فِيْ مَكَانٍ لا يَرَاهُ فِيْهِ"

"میں نے اپنی حکمت و دانائی کو تمہارے لیے چھ کلمات میں جمع کر دیا ہے
دنیا کے لیے اسی قدر کماؤ جس قدر کہ تم نے اس میں رہنا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آخرت کے لیے اتنا عمل کرو جتنا کہ تم نے اس میں رہنا ہے۔

اللہ کے لیے اتنا عمل کرو جتنی تجھے اس کی احتیاج ہے

اور نافرمانی اتنی کرو، جس قدر کہ اس کی سزا بھگت سکتے ہو۔

اور جب مانگنا ہو تو اس سے مانگو جو کسی کا محتاج نہیں۔

اور جب تمہارا ارادہ ہو کہ اللہ کی نافرمانی کرو، تو ایسی جگہ تلاش کرو جہاں وہ تمہیں دیکھتا نہ ہو۔'' ❶

جناب ابراہیم خواصؒ ❷ کا کہنا ہے: پانچ باتیں دل کی دوا ہیں:

تلاوت قرآن تفکر سے،

اپنے پیٹ کو خالی رکھنا۔

رات کا قیام کرنا۔

سحر کے وقت اللہ کے حضور تضرع اور گریہ زاری کرنا۔

اور صحبت صالحین۔

جناب ابراہیم بن ادھمؒ ❸ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المؤمن : 60/40) (مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ فرمایا:

عَرَفْتُمُ اللّٰهَ فَلَمْ تُطِيْعُوْهُ

وَقَرَأْتُمُ الْقُرْآنَ فَلَمْ تَعْمَلُوْا بِهٖ

---

❶ یہی وہ عظیم نصیحت اور وصیت ہے جو راقم الحروف کے والد (مولانا عبدالعزیز سعیدیؒ) نے مجھے دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیر والا میں داخل کروانے کے موقعہ پر لکھ کر دی تھی ــــ رحمه الله رحمة واسعة

❷ ابراہیم بن احمد بن اسماعیل، ابو اسحق الخواص۔ جناب جنید کے ہم عصر معروف صوفی ہیں۔ کھجوروں کے پتے فروخت کرتے تھے۔ اسی مناسبت سے "الخوّاص" کہلاتے ہیں۔ 291ھ (904م) میں وفات پائی۔

❸ ابراہیم بن ادھم بن منصور ــ اصل بلخ کے ہیں مگر رزق حلال کی طلب میں شام میں اقامت اختیار کرلی تھی، محمد بن زیاد (صاحب ابی ھریرۃؓ) اور ابو اسحاق السبیعی وغیرہ سے حدیث لی۔ ثوری، ابو اسحاق الفزاری اور محمد بن حمید جیسے ائمہ نے ان سے استفادہ کیا مگر انھوں نے زھد کو اختیار کرلیا تھا۔ 161ھ میں وفات پائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَعَرَفْتُمُ الشَّيْطَانَ فَوَافَقْتُمُوْهُ

وَادَّعَيْتُمْ حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكْتُمْ سُنَّتَهُ

وَادَّعَيْتُمْ حُبَّ الْجَنَّةِ وَلَمْ تَعْمَلُوْا لَهَا،

وَادَّعَيْتُمْ خَوْفَ النَّارِ وَلَمْ تَنْتَهُوْا مِنَ الذُّنُوْبِ،

وَقُلْتُمْ إِنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَلَمْ تَسْتَعِدُّوْا لَهُ،

وَاشْتَغَلْتُمْ بِعُيُوْبِ غَيْرِكُمْ، وَلَمْ تَنْظُرُوْا إِلٰى عُيُوْبِكُمْ،

وَتَأْكُلُوْنَ رِزْقَ اللّٰهِ وَلَا تَشْكُرُوْنَ،

وَتَدْفِنُوْنَ أَمْوَاتَكُمْ وَلَا تَعْتَبِرُوْنَ۔

”تم نے اللہ کو جانا پہچانا مگر اس کی مانی نہیں،

تم نے قرآن پڑھا مگر اس کے مطابق عمل نہیں کیا،

تم نے شیطان کو پہچان لیا مگر اس کی موافقت ہی کرنے لگے،

تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے محبت کے دعوے کیے مگر ان کی سنتیں چھوڑے رہے،

تم جنت سے محبت کے مدعی بنتے ہو مگر اس کے لیے کوئی جتن نہیں کرتے،

تم نے جہنم سے خوف کا دعویٰ کیا مگر گناہوں سے باز نہیں آئے،

تم کہتے ہو کہ موت برحق ہے مگر اس کے لیے تیاری نہیں کرتے،

تم دوسروں کی عیب چینیاں بہت کرتے ہو مگر اپنے گناہ نہیں دیکھتے،

تم اللہ کا رزق کھاتے ہو مگر شکر سے غافل ہو،

تم اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہو مگر عبرت نہیں پکڑتے۔“

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے ایسے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی رضا کا باعث ہوں اور ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔ بلاشبہ وہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا رب العلمین ہے۔ (آمین)

درود وسلام ہو خاتم الانبیاء ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل واولاد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پر اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر۔

اور مجھے اللہ ہی کافی ہے، اسی پر میرا اعتماد و توکل ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

تمّت الرسالة

اور راقم مترجم بھی اپنے اللہ کی حضور دست بدعا ہے:

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

"اے میرے رب! اپنا ذکر کرنے، اپنا شکر کرنے اور بہترین انداز میں اپنی عبادت کرنے کی توفیق عنایت فرما۔"

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جو سربسجدہ ہوا کبھی......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام، ایمان اور احسان

حدیث جبریل علیہ السلام:

''سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک آدمی آ گیا۔ اس کے کپڑے انتہائی اُجلے، سفید اور بال بہت سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا ایسا کوئی نشان بھی نہ تھا کہ جس سے وہ مسافر دکھائی دیتا ہو اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ بہرحال وہ آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوب قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ اپنے گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا لیے اور اپنے ہاتھ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ لیے (یا اپنی رانوں پر رکھ لیے) اور کہنے لگا:

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم......)! مجھے اسلام کے متعلق ارشاد فرمائیے؟ آپ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کر، زکوٰۃ دیا کر، رمضان کے روزے رکھا کر اور اگر بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو تو اس کا حج بھی کر۔ اس پر اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا اور پھر اس کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے متعلق بتائیے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تُو ایمان (و یقین) رکھے اللہ عزوجل پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور ایمان رکھے تقدیر کے اچھے اور برا ہونے پر۔'' اس پر بھی وہ کہنے لگا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

اس کے بعد اس نے کہا: مجھے احسان کے متعلق ارشاد فرمائیں؟ تو آپ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(احسان یہ ہے) کہ اللہ کی عبادت اس طرح سے کیا کر گویا کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اگر اسے دیکھ نہ رہا ہو تو (یہ تصور ضرور کر) کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے!

اس کے بعد اس نے سوال کیا: مجھے قیامت کے متعلق ارشاد فرمائیں؟ آپ نے فرمایا کہ جس سے پوچھ رہے ہو وہ خود سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس پر اس نے کہا: تو پھر مجھے اس کی علامات بتائیں؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ لونڈی اپنی مالکن کو جنم دینے لگے گی اور یہ کہ تم دیکھو گے کہ پاؤں سے ننگے، جسم سے ننگے، فقیر و تنگ دست، بکریوں کے چرواہے بلند و بالا عمارتیں بنانے لگیں گے۔

پھر اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ وقت گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''عمر......! جانتے ہو یہ سوال کرنے والا کون تھا؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: ''یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔'' ❶

یہ وہ عظیم الشان اور جلیل القدر حدیث ہے جس سے ہماری حدیث کی بنیادی کتاب ''مشکاۃ المصابیح'' کا آغاز ہوتا ہے۔

اس میں اسلام، ایمان، احسان کی تعریف، قیامت اور علامات قیامت کا بالخصوص اجمالی تذکرہ آیا ہے۔ بلکہ ان بنیادی باتوں کے علم و معرفت کو ''دین'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایک پُر لطف اور حکیمانہ انداز میں جبریل اُمین علیہ السلام کو ملأ اعلیٰ سے ایک سائل اور طالب علم کی شکل میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج کر ان ضروری امور کی حقیقت و اہمیت کی صحابہ کرام کو تعلیم و تلقین کی گئی، بلکہ رہتی دنیا تک کے لیے امّت کے لوگوں تک پہنچائی گئی ہے۔ علماء، اساتذہ اور طلبہ کو بالخصوص دعوتِ فکر دی گئی کہ یہی وہ اصلِ اصیل حقائق ہیں جو دین کے کوہ ہمالیہ (یا شیش محل) کی اساس اور بنیاد ہیں۔

---

❶ صحیح البخاری، تفسیر القرآن، باب قوله "ان الله عنده علم الساعة"، حدیث: 4777۔ صحیح مسلم، الایمان، باب الإیمان ماهو؟، حدیث: 8.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر شخص جانتا ہے کہ شہادت اور گواہی، زبان و عمل کے اس بیان و کردار کو کہتے ہیں جو حقیقتِ واقعہ کے مطابق ہو۔ اگر حقیقتِ واقعہ اور زبان سے کہے ہوئے بیان میں مطابقت نہ ہو تو وہ شہادت یا گواہی نہیں بلکہ جھوٹ ہوتا ہے۔ چنانچہ توحید و رسالت کی شہادت جب دل و دماغ میں گھر کر جائے تو ''ایمان اور احسان'' کا اعزاز پاتی ہے اور فی الواقع ہر مسلمان سے یہی مطالبہ بھی ہے کہ وہ درجۂ احسان حاصل کرے۔

یہ لفظ حُسن سے مشتق ہے جو ہر طرح کی خوبی، خوبصورتی اور زیبائش کے معانی کا جامع ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کے اسلام و ایمان میں حُسن و اِحسان کی صورت یہ ہونی چاہیے کہ اس کی عبادت اس انداز سے ہو گویا اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔ اور اگر یہ تصور قائم نہ ہو سکے تو کم از کم یہ ضرور ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے۔

الغرض ایک مسلمان اور مؤمن کے لیے یہ انتہائی اہم کام ہے کہ اس کی جملہ عبادات اور بالخصوص نماز دلجمعی، حضورِ قلب اور خشوع و خضوع سے لبالب ہوں، اور ان میں ربّ ذوالجلال کی صفتِ علیم، خبیر اور بصیر بلکہ جملہ اچھی صفات کا اثر نمایاں ہو۔

سورۂ احزاب میں مسلمانوں کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ بڑی تفصیل سے ہوا ہے:

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (الاحزاب : 35/33)

''بلا شبہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں، فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، (خشوع اور) عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورتیں، اپنی عصمتوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت زیادہ ذِکر کرنے والے مرد اور ذِکر کرنے والی عورتیں۔ ان سب کے لیے اللہ نے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اسلام و ایمان کے بعد اہل ایمان کیقُنوت اور خشوع کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ بلکہ اٹھارویں پارے، سورہ المومنون کی ابتدا میں اہل ایمان کی فلاح و کامرانی کی بنیاد ہی نماز میں خشوع بتائی گئی ہے جبکہ دیگر صفات کا مقام و مرتبہ اس کے بعد ہے۔

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۷﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾﴾

(المؤمنون: 23/1۔ 11)

''بلا شبہ کامیاب و کامران ہو گئے ایمان والے، جو اپنی نمازوں میں خشوع یعنی عجز و نیاز کرتے ہیں۔ بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جو اپنی عصمتوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے جو ان کی ملکیت ہوتی ہیں ان کے معاملے میں ان پر کوئی ملامت نہیں، اور جو کوئی ان کے علاوہ کے طالب ہوں وہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے نکل جانے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور عہد و اقرار کا لحاظ رکھتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہوتے ہیں، یہی لوگ وارث ہوں گے جو جنت الفردوس کے وارث بنیں گے، اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔''[1]

[1] ان آیاتِ کریمہ کا آپس میں انتہائی گہرا ربط و تعلق ہے۔ اس کا کچھ تذکرہ اس کتاب کے آخر میں ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حضرات انبیاء علیہم السلام کو جو اپنی امتوں کی سیادت و سرداری ملی اور انہیں اپنے لوگوں کے لیے اُسوہ و نمونہ بنایا گیا، ان کا وصف خاص یہی تھا کہ وہ اسلام، ایمان میں احسان کے مقام پر فائز تھے۔ سورہ الانبیاء میں فرمانِ باری ہے:

﴿ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَٰتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَٰشِعِينَ ۝ ﴾ (الانبیاء : 90/21)

''یہ حضرات نیک کاموں کی طرف بہت جلدی کرنے والے ہوتے تھے، ہمیں امید اور خوف سے پکارتے اور ہمارے سامنے بڑی عاجزی اور خشوع کرنے والے تھے۔''

بندے کے خشوع کا تعلق نماز و عبادت کے علاوہ انسان کی عام کیفیات سے بھی ہے، اللہ کے بندے اس کا احساس رکھتے ہیں۔ خشوع کی تعریف کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

"وَالْخَاشِعُ هُوَ الْحَذِرُ الَّذِیْ لَا یَنْبَسِطُ فِی الْأُمُوْرِ خَوْفًا مِنَ الْوُقُوْعِ فِی الْإِثْمِ."

''خاشع اور عاجزی کرنے والا وہ محتاط ہو اور اپنی عمومی زندگی میں عام مباح چیزوں سے بھی اپنا ہاتھ روک کر رکھے، اس ڈر سے کہ کہیں کسی گناہ میں نہ پڑ جائے۔'' (تفسیر خازن، سورۃ الأنبیاء)

اس کا نتیجہ اور اس کی برکت یہ ہوتی ہے کہ اللہ کے احکام قبول کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا صاحبِ خشوع لوگوں کے لیے بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَٰشِعِينَ ۝ ﴾

(البقرۃ : 45/2)

''صبر اور نماز سے مدد حاصل کیا کرو۔ بلاشبہ یہ نماز (اور اس کی پابندی) (عام) لوگوں کے لیے بہت بھاری ہوتی ہے سوائے ان کے جن میں خشوع (تواضع اور عاجزی) ہو۔''

حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ متکبر اور بے پروا قسم کے انسان کو اللہ کی بندگی کی توفیق نہیں ملتی اور وہ اس سے محروم ہی رہتا ہے حتیٰ کہ اسے اپنی اس محرومی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ جبکہ مخلص اور متواضع بندے کے لیے ہر طرح کی ظاہری و باطنی بندگی کی راہیں کشادہ کر دی جاتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص نماز کے لیے، جو اس کے لیے اپنے رب کے حضور معراج کا درجہ رکھتی ہے۔

اس شخص سے بڑھ کر اور کوئی جاہل نہیں ہوسکتا جو اپنے علم و ایمان کے تقاضے چھوڑ دے اور سب سے بڑھ کر عالم تو وہی ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرے بلکہ سب سے بڑھ کر فضیلت اسی شخص کی ہے جو اپنے رب کے حضور بندگی میں خاشع اور عاجزی کرنے والا ہو۔

جناب سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ معروف محدث نے عالم اور جاہل کا یہی فرق بتایا ہے:

"أَجْهَلُ النَّاسِ مَنْ تَرَكَ مَايَعْلَمُ وَأَعْلَمُ النَّاسِ مَنْ عَمِلَ بِمَا يَعْلَمُ وَأَفْضَلُ النَّاسِ أَخْشَعُهم لِلّٰهِ." ❶

قرآن کریم اور ارشاداتِ نبویہ کے مذکورہ دلائل واضح کرتے ہیں کہ خشوع وخضوع سے خالی نماز کا معاملہ اس ذوالجلال کی عدالت عالیہ میں اس کی مشیت خاصہ پر موقوف ہے، چاہے تو قبول فرمالے اور چاہے تو رد کر دے اور سزا دے۔ ❷ (اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا)۔

جبکہ دیگر عبادات میں بہت وسعت ہے۔ مثلاً روزے دار کے لیے جائز ہے کہ دل پسند بات چیت کرسکتا ہے، سونا چاہے تو سوسکتا ہے۔ اِدھر اُدھر آنے جانے اور دنیا کے ہر طرح کے مباح کام جو وہ کرنا چاہے، ان میں اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ مجاہد فی سبیل اللہ یا بیت اللہ کے حاجی کو اپنی عبادات کے دوران میں گفتگو کرنے، کھانے پینے، سونے اور کسی مباح کام کے کرنے کی کوئی ممانعت نہیں، حتیٰ کہ طواف کے دوران میں بھی مناسب گفتگو کرلینے کی اجازت ہے۔ اسی طرح زکاۃ کا معاملہ ہے کہ اس میں سوائے نیت کے بظاہر اور کوئی پابندی نہیں ہوتی۔

---

❶ سنن دارمی، باب فی فضل العلم و العالم، حدیث: 339۔ یعنی جو اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ سب سے بڑھ کر جاہل ہوتا ہے اور جو عمل کرنے والا ہو وہی "أعلم الناس" (سب سے بڑھ کر عالم) ہے اور افضل وہ ہے جو اللہ سے خوب ڈرنے والا ہو۔

❷ حدیث آگے آئے گی۔ 'وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ' (ابوداود، المحافظة علی الصلوات، حدیث: ٥٢٥)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر نماز ایک ایسا مہتم بالشان عمل ہے کہ اس میں بات چیت اور کھانا پینا تو درکنا اِدھر اُدھر دیکھنا بھی جائز نہیں سوائے نماز ہی کی اپنی حرکات کے۔ اور اسی فعل اور قراءت یا ذِکر میں تدبّر و تفکر کرے جو وہ کر رہا ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے احادیث میں ''حلاوت'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس کی بنیاد ایمان ہے۔ خالص اور حقیقی ایمان! فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا)) ❶

''اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر دل و جان سے راضی ہو۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''اگر تمہیں اپنے عمل (میں لذت نہیں آتی) دل میں انشراح نہیں آتا تو پھر تمہیں اپنے دل کا (یا اس عمل کا بھی) جائزہ لینا چاہیے۔ کیونکہ ربّ ذوالجلال تو بڑا قدردان اور ''شکور'' ہے۔ ضروری ہے کہ وہ اپنے بندے کو اس کے عمل کا اِسی دنیا میں بھی بدلہ دے۔ یعنی اس عمل کی حلاوت و شیرینی کا، دل کے انشراح اور آنکھوں کا ٹھنڈا ہونا۔ اگر یہ چیزیں حاصل نہیں ہیں تو اس عمل میں ضرور کہیں کوئی خرابی ہے جو اس محرومی کا باعث ہے!''

---

❶ صحیح مسلم، حدیث: 160.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز کامل (خشوع والی) ہی مطلوب ہے!

نماز بلکہ تمام ہی عبادات اور اذکار میں دل کی حضوری، نیت کا استحضار اور إخلاص اس قدر اہم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف پیراؤں میں اس کی تلقین فرمائی ہے۔

((مِنكُم مَنْ يُصَلِّي الصَّلاةَ كَامِلَةً وَمِنْكُمْ مَنْ يُصَلِّي النِّصْفَ وَالثُّلُثَ وَالرُّبُعَ حَتى بَلَغَ الْعُشْرَ)) ❶

"تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو پوری نماز پڑھتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو آدھی نماز پڑھتے ہیں، بعض تہائی، بعض چوتھائی اور بعض اس کا پانچواں حصہ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے دسویں حصے تک کا ذکر فرمایا۔"

سنن ابی داود میں ہے کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَاكُتِبَ لَهُ اِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهِ، تُسُعُهَا، ثُمُنُهَا، سُبُعُهَا، سُدُسُها، خُمُسُها، ثُلُثُها، نِصْفُهَا)) ❷

---

❶ مسند أحمد (الرسالة)، حديث: 15522.

❷ ابو داود، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی نقصان الصلاة، حديث: 796۔ سنن کبریٰ نسائی، احمد اور مسند ابویعلی وغیرہ میں اس حدیث کے ساتھ ایک واقعہ بھی بیان ہوا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عنمہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز پڑھی (مگر قدرے مختصر)۔ پھر وہ گوٹھ مار کر بیٹھ گئے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میں نے آج آپ کو دیکھا ہے کہ آپ نے نماز پڑھی ہے مگر اس طرح سے پہلے کبھی نہیں پڑھی؟ تو انہوں نے کہا: تو کیا میں نے اس میں کوئی کمی کی ہے؟ میں نے کہا نہیں، تو انہوں نے کہا: 'اِنِّیْ بَادَرْتُ بِهَا سَهْوَةَ الشَّيْطَانِ' (میں نے اس میں جلدی کی ہے پہلے اس سے کہ شیطان مجھے خیالات میں الجھا کر غافل کر دے) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ بندہ ⇦⇦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"بندہ اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کی نماز میں سے اس کے لیے صرف دسواں حصہ لکھا گیا ہوتا ہے یا نواں حصہ یا آٹھواں یا ساتواں یا چھٹا یا پانچواں یا چوتھا یا تیسرا یا آدھی نماز لکھی گئی ہوتی ہے۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَرُبَّ صَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ صِيَامِهِ الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ وَرُبَّ قَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ قِيَامِهِ السَّهَرُ)) ❶

"بہت سے روزہ رکھنے والوں کو بھوک پیاس کے علاوہ اور کچھ نہیں ملتا اور بہت سے قیام کرنے والوں کا حاصل محض رَت جگا ہوتا ہے۔"

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر میں ہے کہ اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتی کہ عبادت کی لازمی شرط اخلاص اور خشوع نہ ہونے کی وجہ سے ان کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ بلکہ غافل اور اِدھر اُدھر کے خیالات و وساوس میں مبتلا آدمی کی دعائیں شرفِ قبولیت نہیں پاتی ہیں۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَه رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُدْعُوا اللّٰهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ)) ❷

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ سے دعائیں کیا کرو اور قبولیت کے یقین سے کیا کرو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے دل کی دعا قبول نہیں فرماتا جو بے توجہ اور اِدھر اُدھر کے خیالات میں مشغول اور مگن ہو۔"

اور نماز و دعا میں خشوع ایک ایسی نعمت ہے جو سب سے پہلے اٹھالی جانے والی ہے۔

⇐ نماز پڑھتا ہے تو...... (پھر مذکورہ بالا حدیث بیان کی) (تعظيم قدر الصلاة، للمروزی رحمہ اللہ۔ احادیث: 152، 153، 156.

❶ مسند أحمد (الرسالة): 8856.

❷ ترمذی، الدعوات، باب ماجاء في جامع الدعوات: 3479. وقال الترمذی: هذا حديث غريب لانعرفه الامن هذا الوجه۔ وقال الألبانی: حسن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک صاحب سے کہا:

((اِنْ شِئْتَ لاُحَدِّثَنَّكَ بِأَوَّلِ عِلْمٍ يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ ، اَلْخُشُوْعُ ، يُوْشِكُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَ الْجَامِعِ فَلَاتَرَى فِيْهِ رَجُلاً خَاشِعاً)) ❶

”اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ سب سے پہلے کون سا علم اٹھا لیا جائے گا؟ وہ خشوع ہوگا۔ ایسا وقت آنے والا ہے کہ تم ایک بھری پری (جامع) مسجد میں جاؤ گے مگر تمہیں اس میں کوئی صاحبِ خشوع نظر نہیں آئے گا۔“

غور کیا جائے کہ اس حدیث میں خشوع و خضوع کو ایک مستقل علم قرار دیا گیا ہے۔ جس کی حفاظت بہت ضروری ہے، ورنہ اسے اٹھا لیا جائے گا۔

❶ ترمذی، العلم، باب ماجاء فی ذهاب العلم، حديث: 2653. وقال : هذا حديث حسن غريب۔ وقال الألبانی : صحيح۔ سنن الدارمی : 333/1۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پہلا پہلا حسابِ نماز

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ: اِنَّ أَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ النَّاسُ بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ اَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ، قَالَ یَقُولُ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِکَتِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ: اُنْظُرُوْا فِی صَلَاةِ عَبْدِیْ أَتَمَّهَا أَمْ نَقَصَهَا؟فَاِنْ کَانَتْ تَامَّةً کُتِبَتْ لَهٗ تَامَّةً، وَاِنْ کَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَیْئًا قَالَ: اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِی مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَاِنْ کَانَ لَهٗ تَطَوُّعٌ قَالَ: اَتِمُّوْا لِعَبْدِی فَرِیضَتَه مِنْ تَطَوُّعِهٖ، ثُم تُؤخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰی ذَاكَ .))❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز لوگوں اعمال میں سے سب سے پہلے ان کی نمازوں کا محاسبہ ہوگا۔ ہمارا رب ذوالجلال فرشتوں سے فرمائے گا: حالانکہ وہ (پہلے ہی) خوب جانتا ہے، میرے بندے کی نماز دیکھو، کیا اس نے اسے پورا کیا ہے یا اس میں کوئی کمی ہے؟ چنانچہ اگر وہ کامل ہوئی تو پوری پوری لکھ دی جائے گی، اور اگر اس میں کوئی کمی ہوئی تو فرمائے گا: دیکھو کیا میرے بندے کے کوئی نوافل بھی ہیں؟ اگر نوافل ہوئے تو فرمائے گا کہ میرے بندے کے فرضوں کو اس کے نوافل سے پورا کر دو۔ پھر اسی انداز سے دیگر اعمال لیے جائیں گے۔''

موطا امام مالک اور طبرانی اوسط کی روایت میں دیگر اعمال کے محاسبہ کو نماز کی کامیابی پر

---

❶ ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب قول النبی ﷺ کلّ صلاۃ لایتمّها صاحبها: حدیث: 864. وقال الألبانی: صحیح۔ ترمذی، الصلاۃ، باب ماجآء ان اول ما یحاسب به العبد، حدیث : 413، وقال حدیث أبي هریرة حدیث حسن غریب من هذا الوجه۔ وقال الألبانی : صحیح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موقوف رکھا گیا ہے۔ یعنی بندہ اگر نماز میں کامیاب رہا تو دوسرے اعمال کا محاسبہ ہوگا ورنہ ناکام ہی رہے گا۔ معلوم ہوا کہ بندے کو فرائض کے علاوہ نوافل کا بھی بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے تاکہ اس کا معاملہ اور حساب درست رہے۔ لیکن یاد رہے کہ نوافل بھی وہی مطلوب و معتبر ہیں جو خشوع و خضوع اور حضوریٔ دل سے ادا ہوں!

((عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ أَوَّلَ مَا يُنْظَرُ فِيهِ مِنْ عَمَلِ الْعَبْدِ الصَّلَاةُ، فَإِنْ قُبِلَتْ مِنْهُ نُظِرَ فِي مَابَقِيَ مِنْ عَمَلِهِ، وَإِنْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ لَمْ يُنْظَرْ فِي شَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ)) ❶

''امام مالکؒ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلا عمل جو دیکھا پرکھا جائے گا وہ اس کی نماز ہوگی، اگر وہ قبول ہوگئی تو پھر باقی اعمال دیکھے جائیں گے، اگر یہ نامنظور ہوئی تو باقی اعمال بھی نہیں دیکھے جائیں گے۔''

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ میں بڑی سخت وعید ہے، اس کے آخری الفاظ یوں ہیں:

((فَإِنْ لَمْ تَكْمُلِ الْفَرِيضَةُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ تَطَوُّعٌ أُخِذَ بِطَرَفَيْهِ فَقُذِفَ بِهِ فِي النَّارِ)) ❷

''اگر بندے کے فرائض کامل نہ ہوئے، اور اس کے ساتھ (مزید) نوافل بھی نہ ہوئے تو اس کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

((رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ يُنْظَرُ فِي صَلَاتِهِ فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَإِنْ

---

❶ مؤطا امام مالك، السهو، جامع الصلاة، حديث: 598۔ البعث والنشور للبيهقي: 336/1، حديث: 609۔

❷ تعظيم قدر الصلاة للمروزى، باب اكمال الفريضة بالنوافل، حديث: 191. للمعجم الطبرانى، حديث: 1256۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَسَدَتْ خَابَ وَ خَسِرَ)) ❶

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کی نماز کا محاسبہ ہوگا، اس کی نماز دیکھی جائے گی، اگر وہ درست ہوئی تو بندہ فلاح پا جائے گا، اگر نماز خراب ہوئی تو وہ بڑے گھاٹے اور خسارے میں رہے گا۔''

ایسی نماز جس میں بندہ محض حسب عادت ہاتھ باندھے کھڑا ہو، زبان رٹے رٹائے الفاظ دہراتی جائے مگر دل و دماغ کی توجہ اللہ کے علاوہ کہیں اور ہو تو ایسی نماز کو کسی طرح ''کامل اور صالح'' نہیں کہا جاسکتا۔

فقہاء عظام اگرچہ نماز کے ظاہری اعمال اور اشکال ہی کے متعلق بحث کرتے ہیں مگر انہوں نے "خشوع فی الصلاۃ" کو بھی بڑی اہمیت سے بیان کیا ہے۔ (آئندہ صفحات میں ائمہ کے اقوال ذکر ہوں گے)۔ اور یہ مسئلہ (خشوع فی الصلاۃ) انتہائی اہم، قابل توجہ اور مجاہدہ طلب ہے۔ نماز کوئی منتر نہیں کہ چند رٹے رٹائے الفاظ ہوا میں پھونک دیئے جائیں اور بس......! یا کوئی بھاری بوجھ نہیں کہ بھاگم بھاگ سر سے پھینکا اور چلتے بنے۔ بلکہ نماز اپنے مالک الملک کی بندگی، قرب و مناجات اور اس کے سامنے اپنے عجز و نیاز کا اظہار ہے۔

اگر انسان اللہ عزوجل کی عبادت میں محض ایک رسمی کارروائی کرنے والا، اور اس میں غفلت کا عادی بن جائے کہ نماز میں جسم تو حاضر ہو اور دل غائب رہنے لگے تو اس کی بڑی

---

❶ المعجم الأوسط للطبرانی: 101,100/3- صحیح الترغیب للألبانی، حدیث: 377، سنن الترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء أنّ اوّل مایحاسب به العبد، حدیث: 413- وقال الألبانی: صحیح، بمعناهُ وسلسلهٔ الاحادیث الصحیة للألبانی جلد: 3، حدیث 1358.

فقہی اصطلاح میں ''فاسد اور باطل'' میں یہ فرق ہے کہ اگر کسی عمل میں اس کے متعلق لازمی شروط و آداب میں کمی رہ جائے تو اسے فاسد کہتے ہیں۔ اور اس کمی کے ازالے سے وہ عمل درست ہو جاتا ہے۔ اور اگر بنیادی شروط ہی مفقود ہوں تو وہ عمل باطل ہوتا ہے یعنی اسے دوبارہ نئے سرے سے کرنا پڑتا ہے۔ جیسے وضو کے بغیر نماز باطل ہے۔ مگر دوران نماز ادھر ادھر دیکھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سخت سزا ملتی ہے۔ وہ یہ کہ دلوں سے اللہ کی ہیبت و عظمت اٹھالی جاتی ہے اور ایسی عبادت کسی طرح شرف قبولیت نہیں پاتی۔ تاہم فطری بھول چوک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو قرأت میں کچھ سہو ہو گیا۔ نماز کے بعد آپ نے لوگوں سے اس بارے میں دریافت کیا تو کسی نے کچھ نہ بتایا، سوائے جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے۔ تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَابَالُ أَقْوامٍ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ كِتَابُ اللّٰهِ ، فَلَا يَدْرُوْنَ مَايُتْلٰى مِنْهُ مِمَّاتُرِكَ ، هٰكَذَا خَرَجَتْ عَظمَةُ اللّٰهِ مِنْ قُلُوْبِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ ، فَشَهِدَتْ اَبْدَانُهُمْ وَغَابَتْ قُلُوْبُهُمْ ، وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ عَبْدٍ عَمَلاً حَتّٰى يَشْهَدَ بِقَلْبِهٖ مَعَ بَدَنِهٖ))❶

''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ان پر اللہ کی کتاب پڑھی جاتی ہے، اور انہیں خبر ہی نہیں ہوتی کہ کیا پڑھا جا رہا ہے اور کیا چھوڑا جا رہا ہے......! ایسی ہی کیفیات کی وجہ سے بنی اسرائیل کے دلوں سے اللہ کی عظمت نکل گئی تھی کہ ان کے بدن حاضر مگر دل غائب ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک کہ اس کا دل بھی اس کے بدن کے ساتھ حاضر نہ ہو!''

کفار کو اسی غفلت شعاری اور بے پروائی پر ڈانٹ پلائی گئی ہے:

﴿مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ﴾ (الانبياء : 21/2۔ 3)

''ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو بھی کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو اسے وہ کھیل کود ہی میں سنتے ہیں، ان کے دل غافل ہوتے ہیں۔''

اس میں اہل ایمان کے لیے بہت بڑی تنبیہ اور محتاط ہونے کی تلقین ہے۔

---

❶ تعظیم قدر الصلاۃ، للمروزی، 198/1 ، - حدیث: 157. سلسلة ضعیفه للألبانی : 88/11، حدیث : 5050۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نماز کے ظاہری اعمال:

(آمین، رفع الیدین اور قراءۃ حلف الامام وغیرہ) پر تو علماء امت نے بہت مناظرے کیے ہیں اور بعض اوقات نوبت مجادلے اور محاربے تک بھی پہنچ گئی۔ جو یقیناً اسی بنیاد پر ہوتے ہیں کہ ہماری نمازیں نبی ﷺ کی نماز کے مطابق ہوں۔ مگر باطنی اعمال خشوع وخضوع، کامل توجہ، دھیان اور انہماک بھی آپ ﷺ کے فرامین میں سے ہیں، جو ظاہری افعال سے کسی طرح کم اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔ بلکہ معنوی اعتبار سے زیادہ اہم ہیں کیونکہ عبادات میں ''اِحسان کا درجہ'' شرعاً مطلوب ہے اور یہ مقام ومرتبہ محنت ومجاہدہ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ)) ❶

''اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ تصور تو ضرور باندھو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

مگر اس مسئلہ کی طرف دھیان بہت کم ہوتا ہے اور علامہ اقبال کی یہ بات بسا اوقات صحیح اور سچ محسوس ہوتی ہے:

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں!

اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ ہم میں سے اکثر جو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ایک خلا اور خلل محسوس کرتے ہیں، ممکن ہے کہ اس کی ایک بڑی وجہ یہی ہو کہ ہم میں سے اکثر کی نمازیں بے حضور و بے سرور ہوتی ہیں۔ اور اللہ عزوجل کا وعدہ سچا ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ ﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ کتب تفسیر، حدیث اور فقہ میں اس موضوع سے متعلق بہت سا مواد موجود ہے اور ائمہ اسلام نے اس پر بہت لکھا ہے۔ ضرورت ہے کہ

❶ صحیح البخاری، الإیمان، باب سؤال جبریل النبی ﷺ، حدیث 50۔ :4777۔
صحیح مسلم، الایمان، باب الإیمان ماهو و بیین حصالهٗ، حدیث: 9۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصحاب محراب و منبر اپنے سامعین کے سامنے اس مسئلہ کی اہمیت اجاگر کریں۔

نماز قائم کرنا یا پڑھنا:

قرآن مجید میں جہاں بھی اہل ایمان کی مدح و توصیف کی گئی ہے وہاں ان کے عمل نماز کے لیے "إقامتِ صلاۃ" اور "حفاظتِ صلاۃ" کے الفاظ آئے ہیں۔ ﴿يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ﴾ اور ﴿عَلٰى صَلٰوتِهِمْ يُحَافِظُونَ﴾ .... ﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ﴾ وغیرہ۔ اسے محض، ادائے صلاۃ یا "يَقْرَأُوْنَ الصَّلَاةَ" نہیں کہا گیا۔ مگر ہم عام مسلمان ہیں کہ "قِرَاءَةِ صَلَاۃ" یا "نماز پڑھنے" کا عمل سرانجام دیتے ہیں کہ بس رٹے رٹائے الفاظ زبان سے ادا ہو جائیں بغیر اس فکر کے کہ ان کی گہرائی میں اترا جائے۔

جبکہ "اقامتِ صلاۃ" کی تفسیر و توضیح میں ائمہ تفسیر نے یہی لکھا ہے کہ نمازی اس کے ظاہری سنن و آداب (طہارت، اوقات، مسنون انداز) اور باطنی طور پر خشوع و خضوع، توجہ، انہماک اور پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ ان صفات کے اہتمام ہی کو "اقامتِ صلاۃ" کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ منافقین کے لیے صرف "مُصَلِّيْنَ" (نماز پڑھنے والے) کہا گیا ہے۔ انہیں "مُقِيْمِيْنَ" (قائم کرنے والے) نہیں کہا گیا۔ سورہ الماعون کے الفاظ قابل غور ہیں:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝﴾

"ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔" [1]

---

[1] تفسیر ابن کثیر میں سورہ الماعون کی تفسیر میں ہم عام مسلمانوں کے لیے ایک اطمینان کی بات بھی ہے کہ جناب عطاء بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ شکر اللہ کا کہ اس نے "الذين هم عن صلاتهم ساهون" فرمایا ہے "في صلاتهم" نہیں کہہ دیا۔ (یعنی "عن صلاتهم" کا معنی ہے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں اور نہیں پڑھتے۔ اور "في صلاتهم" کا معنی ہے جو اپنی نمازوں کے دوران میں غافل ہو جاتے ہیں۔ نماز کے دوران میں خیالات کے ہجوم پر کنٹرول کرنا یقیناً عام مسلمان کے بس کی بات نہیں۔ اگر نماز کے "دوران میں" سہو، بھول اور غفلت پر ہلاکت کی وعید ہوتی تو شاید گنتی ہی کے لوگ بچ سکتے۔ امام صاحب آگے چل کر فرماتے ہیں کہ "نماز سے غفلت" کے تین پہلو ہیں:

۱) بے وقت کر کے پڑھنا (ہمیشہ یا اکثر اوقات میں) ⇦⇦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افراط وتفریط:

بعض لوگوں میں افراط وتفریط کی ایک بڑی کمزوری ہے۔ کچھ بدعتی لوگوں نے نماز کے دوران میں دل کی کیفیات پر ضبط وکنٹرول اور بے خودی کی ایسی ایسی تعبیریں نکال ڈالی ہیں کہ ان کے نزدیک نماز اور نماز کے ظاہری مسنون افعال و اعمال کی کوئی اہمیت نہیں ۔ مثلاً کچھ نے مسنون رفع الیدین کو بھی خشوع کے خلاف سمجھا ہے۔ اور دوسری طرف کچھ ایسے ہیں جو ظاہری افعال و اَشکال میں بہت زیادہ غلو کرتے ہیں اور اس کے بالمقابل عبادت کے باطنی احوال، حضوریٔ قلب اور خشوع فی الصلاۃ گویا ان کے موضوع ہی سے خارج ہے۔ (اِلاَّ مَنْ رَّحِمَ رَبِّی)۔ ایسا افراط وتفریط کسی طرح جائز نہیں۔ بلکہ ہر معاملہ میں سنت نبوی کو پیش نظر رکھنا فرض اور واجب ہے۔ نماز کے ظاہری اور باطنی آداب کی اہمیت رسول اللہ ﷺ کے ان فرامین سے سمجھی جاسکتی ہے، جن میں آپ نے اپنے بعض صحابہ کو باوجود نماز کا ڈھانچہ اور ہیکل قائم کردینے کے، ان کی نماز کو ناقص اور نامکمل قرار دیا۔

اللہ کا ذِکر اور نماز جو حضورِ قلبی سے ہو، وہی سب سے افضل ذِکر ہے۔ اس سے بندے کو اپنے اللہ کی معرفت وعرفان کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ اس کے اندر محبتِ ربّانی جوش مارتی ہے۔ طبیعت میں (اللہ سے اور اس کے رسول کی معصیت سے) حیا اور خوف الٰہی کے جذبات بیدار ہوتے ہیں۔ اور یہ اعتقاد مضبوط ہوتا ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ بندہ نیکی اور خیر کا شائق بنتا اور اس بات سے گھبراتا ہے کہ کہیں کوئی قصور نہ ہو جائے، معاصی کے معاملے میں ڈھیلا نہیں پڑتا۔ اور اس کے بالمقابل محض لفظی وزبانی ذِکر جس میں دل حاضر نہ ہو، برکات

⇐ ۲) اس کے شرعی آداب ارکان وشروط کی ادائیگی میں غفلت کرنا۔

۳) یا اس میں خشوع اور تدبر وتفکر سے غافل رہنا۔

اور ''ساھون'' کا یہ لفظ ان تینوں پہلوؤں کو شامل ہے۔ لہذا جو کوئی ان میں سے جس پہلو میں بھی جس قدر غفلت کرتا ہے، وہ اس کا قصوروار ہے۔ اور اگر کوئی ان تینوں میں غفلت کا شکار ہو تو اس کا ''عملی نفاق'' بالکل واضح اور کامل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل نہیں ہوتیں، اگر چہ اس کے کچھ دیگر فوائد ضرور ہیں مگر مندرجہ بالا برکات کے مقابلے میں یہ فوائد بہت قلیل ہیں۔ ❶

الغرض خشوع کی بظاہر علامات یوں ہوتی ہیں کہ نمازی اپنی عبادت میں بالخصوص اپنے کپڑوں یا اپنے جسم وغیرہ سے نہ کھیلے۔ آسمان کی طرف یا دائیں بائیں نظریں نہ گھمائے۔ اللہ عزوجل کی عالی شان عظمت و جلال اور اس کی ہیبت سے سہما ہوا، انتہائی پُر سکون، سر جھکائے ہوئے، مقام سجدہ پر نظریں ٹکائے ہوئے کھڑا ہو اور دل و زبان سے اس کی حمد و ثنا کا ہدیہ بیان کرے اور اپنی چاہتیں بھی پیش کرے۔

مگر ضروری ہے کہ اس اہم ترین عبادت کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے طبعی و فطری عوارض و ضروریات سے انسان فارغ ہو چکا ہو۔ مثلاً کھانے پینے کی طلب یا قضائے حاجت وغیرہ کا مسئلہ نہ ہو۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((اذا حَضَرَتِ الْعَشَاءُ واُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَأُوْا بالعَشَاءِ)) ❷

''جب کھانا (بالخصوص افطاری کا) حاضر ہو، اور نماز کا وقت بھی ہو تو پہلے کھانا کھالو۔''

اور فرمایا:

((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ)) ❸

''کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہوتی اور نہ اس حالت میں کہ وہ بول و براز کو روکے ہوئے ہو۔''

---

❶ الوابل الصيب، ص: 110، فائده ذكر: 76.

❷ حديث صحيح، مسند أحمد: 291/6، مسند أبى يعلىٰ: 427/12، رقم: 6993، معجم كبير طبرانى: 297/23، رقم: 660.

❸ مسلم، الصلاة، باب كراهية الصلاة بحضرة الطعام، حديث: 1246. سنن أبي داود، الطهارة، باب ايصلى الرجل وهو حاقن، حديث: 89- وقال الألبانى: صحيح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز میں حضوریٔ قلب فرض یا مستحب؟

امام قرطبیؒ "سورۃ المؤمنون" کی ابتدائی آیات ﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

((اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِي الْخُشُوْعِ، هَلْ هُوَمِنْ فَرَائِضِ الصَّلَاةِ، أَوْمِنْ فَضَائِلِهَا وَمُكَمِّلَاتِهَا؟ عَلٰى قَوْلَيْنِ، وَالصَّحِيْحُ الْأَوَّلُ، وَمَحَلُّهُ الْقَلْبُ))

"علماء کرام کے اس مسئلہ (خشوع) کے بارے میں دو موقف ہیں، آیا یہ نماز کے فرائض میں سے ہے یا محض فضیلت اور نماز کے تکمیلی اعمال میں سے ہے......؟ صحیح قول پہلا ہی ہے اور اس کا مقام دل ہے۔"

امام غزالی، حافظ ابن تیمیہ، ابن القیم اور علامہ شوکانی رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ ان حضرات کا استدلال ان صریح واضح اور صحیح احادیث سے ہے جنہیں ہم نے یہاں ان صفحات میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان میں آپ دیکھیں گے کہ "خشوع" کو نماز کے لیے لازمی شرط قرار دیا گیا ہے۔

احیاء علوم الدین میں امام غزالیؒ نے اور فتاویٰ میں حافظ ابن تیمیہؒ ۔ سے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ شیخ جمال الدین القاسمیؒ "موعظة المؤمنين مِن احياء علوم الدين" میں لکھتے ہیں (جو احیاء العلوم کی ایک عمدہ تلخیص ہے):

"نماز کے باطنی شروط میں سے خشوع اور حضوریٔ قلب ایک لازمی شرط ہے۔ اس کے بہت سے دلائل ہیں: مثلاً اللہ کا فرمان ہے: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ (طٰہٰ : 14/20) "میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔" امر کے ان ظاہری الفاظ سے "ذکر و تذکر" کا وجوب ثابت ہوتا ہے جو یقیناً "غفلت" کے منافی ہے۔ اور جو کوئی اپنی نماز میں غفلت کا شکار ہو اس کی نماز "اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد'' کیونکر ہو سکتی ہے؟ اور فرمایا:

﴿وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾ (الاعراف : 205/7)

''اور ان لوگوں میں سے نہ بنو جو غفلت میں پڑے ہیں۔''

یہاں ''نہی'' ہے جو اپنے ظاہر الفاظ سے حُرمت کا معنی دیتی ہے۔

﴿حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ (النساء : 43/4)

''حتیٰ کہ تم اپنی بات سمجھنے لگو۔''

اس آیت میں نشے سے مدہوش کے لیے نماز سے دور رہنے کا یہی سبب بیان کیا گیا ہے کہ اس حالت میں اسے اپنے کہے الفاظ کی حقیقت کا کوئی شعور نہیں ہوتا جبکہ عین یہی کیفیت دنیاوی خیالات میں غلطان اور وساوس میں غرق انسان کی ہوتی ہے۔ اور اس طرح کی غفلت نشے کی کیفیت سے کسی طور کم نہیں ہوتی۔ اور فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴾ (المومنون : 1/23-3)

''تحقیق فلاح پائی مؤمنوں نے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔''

ان آیات میں ''فلاح کے مراتب'' میں سے سب سے پہلا مرتبہ ''نماز میں خشوع'' ہے۔ جسے یہ حاصل نہ ہو سکے وہ کامیابی و کامرانی سے بہت دور ہو گا اور یہی فلاح کا معنی و مقصود ہے، مسند احمد وغیرہ کی روایات میں ہے:

((اَلصَّلَاةُ .... تَضَرَّعُ وَتَخَشَّعُ وَتَسَاكَنُ ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُوْلُ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ ثَلَاثًا فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ)) ❶

''نماز تمہارے دل کی زاری، خشوع اور مسکینی کے اظہار کا نام ہے، پھر تو اپنے ہاتھ اپنے

❶ مسند احمد (الرسالة) : 1799۔ جامع ترمذی، الصلاة، باب ما جآء فی التخشع فی الصّلاة، حديث: 385، وقال الألبانی: ضعيف۔ علماء حدیث نے اس روایت کو ضعیف کیا ہے۔ الدعاء للطبرانی : 87/1، حديث : 210۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چہرے کے سامنے کر کے اپنے رب کے آگے پھیلا دے اور زبان سے بولے: اے میرے رب......! اے میرے رب......! اور جو اس طرح نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے۔"

طبرانی کبیر (11025-46/11) میں ہے:

"مَنْ لَمْ تَنْهَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ لَمْ يَزْدَدْ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا بُعْدًا"

"جس کی نماز اسے بے حیائی اور برے کاموں سے نہ روکے، وہ اللہ سے دوری ہی میں بڑھتا ہے۔"

اور فی الواقع غافل اور بے خبر آدمی کی نماز اسے بے حیائی اور برائیوں سے کیونکر روک سکتی ہے......؟۔ کچھ روایات میں اس طرح بھی بیان ہوا ہے:

((رُبَّ قَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ قِيَامِهِ السَّهَرُ وَالنَّصَبُ)) ❶

"کتنے ہی قیام کرنے والے ہوتے ہیں کہ ان کی نماز کا حاصل ان کے لیے رتجگے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔"

ان الفاظ میں ایسے لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو باوجود نماز پڑھنے کے، غفلت اور بے پروائی سے، بغیر کسی خشوع کے نماز پڑھتے ہیں۔ ایک قول میں یہ صراحت ہے کہ:

((لَيْسَ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا مَا عَقَلَ مِنْهَا)) ❷

"بندے کی نماز تو وہی ہے جو اس نے سوچ سمجھ کر پڑھی ہو۔"

حقیقت بھی یہی ہے کہ جب دل ایمان کی حلاوت اور نماز کی معنویت سے آگاہ اور سرشار ہو جاتا ہے تو ... اس کے اثرات نمایاں طور پر اعضاء و جوارح پر بھی ظاہر ہوتے ہیں

❶ مسند احمد: (الرسالة) (8856) وقال الأرنؤوط: إسناده حسن۔ ابن ماجه، الصيام، باب ماجآء فی الغيبة...... حدیث: 1690 بروایة أبی هريرة ﷺ. وقال الألبانی: صحيح بمعناه۔

❷ السلسلة الضعيفة للألبانی: 106/14، حدیث: 6941۔ وقال الألبانی: لا اصل له مرفوعًا و إنما صَحّ موقوفًا عن بعض السلف، و إنما ذكره مرفوعًا الغزالی فی "الاحياء" (159/1) و لكن لم اجده مرفوعًا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جسے ''الخضوع'' کہا جاتا ہے۔ بلکہ انسان کی زندگی ہی بدل جاتی ہے اور ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی بشارت ہے:

﴿وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ﴾ (الحج 34/22)

''اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔''

معروف حدیث ہے:

((اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اِلَا وَهِیَ الْقَلْبُ)) ❶

''خبردار! جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو سارا ہی جسم خراب ہو جاتا ہے، خبردار! وہ دل ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ ایمان کی چاشنی و شیرینی پا لینے کے بعد کوئی اس سے کسی قیمت بھی روگردانی نہیں کر سکتا۔ جیسے کہ ابوسفیان (اسلام لانے سے پہلے) اور ہرقل رومی بادشاہ کے مکالمہ میں اس حقیقت کا بیان آیا ہے۔

خشوع فی الصلاۃ، اور ائمہ کرام:

نماز کے لیے نیت سب ہی ائمہ وفقہاء کے نزدیک واجب ہے۔ قطع نظر اس اختلاف کے کہ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا سنت سے ثابت ہے یا نہیں؟ بنیاد اس مسئلے کی بہر حال یہی ہے کہ نماز کے لیے بندے کا قلب و قالب پوری طرح حاضر اور ہوشیار ہو۔ اور بندہ یہ تصور جمائے کہ اب میں دنیا کے مشاغل سے الگ ہو کر اپنے اللہ کے حضور میں حاضر ہوں۔ ذیل میں اس مسئلہ سے متعلق ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے موقف ملاحظہ ہوں:

علماء احناف:

''رد المحتار على الدر المختار'' فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہے۔ اس کی جلد دوم

❶ صحیح البخاری، الإیمان، باب فضل من استبرأ لدینه، حدیث: 52 و مسلم، الطلاق، حدیث: 1599.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب الصلاۃ میں "مطلب فی حضور القلب" کے زیر عنوان لکھا ہے:

"يَجِبُ حُضُوْرُ الْقَلْبِ عِنْدَالتَّحْرِيْمَةِ، وَقَالَ الْبِقَالِيُّ لَمْ يَنْقُصْ أَجْرُهُ إِذَا قَصَّرَ- وَقِيْلَ يَلْزَمُهُ فِيْ كُلِّ رُكْنٍ، وَلَا يُؤَاخَذُ بِالسَّهْوِ لِأَنَّهُ مَعْفُوٌّ عَنْهُ، لٰكِنَّهُ لَمْ يَسْتَحِقَّ ثَوَابًا (منيه)"❶

"تکبیر تحریمہ کے وقت حضوریٔ قلب واجب ہے۔ علامہ بقالی کہتے ہیں کہ اگر ذرا کمی بھی رہ جائے تو اجر میں کمی نہیں ہوگی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نماز کے ایک ایک رکن میں یہ استحضار لازمی ہے، تاہم بھول چوک میں مواخذہ نہیں، یہ معاف ہے مگر ثواب کا مستحق نہیں ہوگا!"

حتیٰ کہ بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ:

((لَا قِيْمَةَ لِصَلَاةِ مَنْ لَّمْ يَكُنْ قَلْبُهُ فِيْهَا مَعَهُ)).

"جس شخص کا دل اس کے ساتھ نماز میں حاضر نہ ہو اس کی نماز کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں!"

اور "حضوریٔ قلب" کی تعریف میں کہا ہے:

"وَاعْلَمْ أَنَّ حُضُوْرَ الْقَلْبِ: فَرَاغُهُ مِنْ غَيْرِ هُوَ مُلَابِسٌ لَهُ"

"حضوریٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے دل کو اس موجودہ فعل کے علاوہ اِدھر اُدھر کی سوچ بچار سے بالکل خالی اور فارغ کر لے۔"

"وَهُوَ هُنَا الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ بِالْفِعْلِ وَالْقَوْلِ الصَّادِرَيْنِ عَنِ الْمُصَلِّيْ وَهُوَ غَيْرُ التَّفَهُّمِ."❷

"اور یہاں یہ مراد ہے کہ نمازی کو اپنے قول و فعل کا علم اور استحضار ہو (یعنی مَیں اللہ کی عبادت اور اس کی جناب عالی میں حاضر ہوں) اور یہ معرفت، فہمِ معانی سے علاوہ ایک الگ چیز ہے۔"

اس میں عام لوگوں کے لیے بھی ایک بڑی تسلّی کی بات ہے کہ الفاظ کے معانی خواہ نہ بھی آتے ہوں، بہرحال بندے کو اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری کا شعور ہونا ضروری ہے۔

❶ الدر المختار و حاشية ابن عابدين : 417/1.

❷ رد المحتار باب شروط الصلاة، مطلب فى ستر العورة، حديث : 3:112.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بہت سے اَن پڑھ لوگ حضورِ قلبی کے باعث بڑے بڑے فضلاء سے فائق ہوتے ہیں۔

مالکیہ:

مالکیہ کے نزدیک نماز کے اڑتالیس (48) مندوبات ہیں۔❶ ان میں سے تیسرا "الخشوع" ہے۔اس کی توضیح انہوں نے یوں کی ہے:

((هُوَ إِسْتِحْضَارُ عَظَمَةِ اللّٰهِ تَعَالىٰ وَهَيْبَتِهٖ وَأَنَّهٗ لَا يَعْبُدُ وَلَا يَقْصِدُ سِوَاهُ، وَاسْتِحْضَارُ اِمْتِثَالِ أَمْرِهٖ بِتِلْكَ الصَّلَاةِ، وَهٰذَا هُوَ الْمَنْدُوْبُ، وَأَمَّا أَصْلُ الْخُشُوْعِ فَوَاجِبٌ))

''خشوع یہ ہے کہ بندہ اپنے دل میں اللہ عزوجل کی عظمت و ہیبت کا تصور جمائے، اور یہ کہ وہ صرف اور صرف اس کی عبادت کر رہا ہے، اس کے علاوہ اس کا اور کوئی مطلوب و مقصود نہیں ہے اور نماز اسی کا حکم تسلیم کرتے ہوئے ادا کر رہا ہے۔اس قدر نیت مندوب ہے۔البتہ اصل خشوع واجب ہے۔''

شافعیہ:

علماء شافعیہ نے نماز کے لیے تقریباً چالیس (40) سنتیں اور کیفیات بیان کی ہیں۔ مذکورہ بالا کتاب (الفقه الاسلامی و ادلته)''میں نمبر32 سے لے کر35'' تک میں خشوع کا بیان ہے۔جن کا ماحصل یہ ہے:

"اَلْخُشُوْعُ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا" ''پوری نماز میں خشوع قائم رکھنا۔''

اس سے مراد دل کی حضوری، اعضاء کا پرسکون اور متواضع ہونا ہے، یعنی بندہ یہ تصور جمائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے، اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔جیسے کہ اس کا فرمان ہے:

---

❶ الفقه الاسلامی و ادلته۔ ڈاکٹر وحبه الزحیلی۔ جلد: 2 ص: 921. ائمہ مالکیہ کے نزدیک مندوب کی تعریف یہ ہے''جس چیز کا شریعت نے مطالبہ کیا ہو مگر قطعی اور یقینی نہ ہو۔ بلکہ قدرے ہلکا اور خفیف ہو'' اس طرح کہ اس کا عامل ثواب کا مستحق اور اس کا تارک سزا اور عقاب کا مستوجب نہ ہو (الفقه الاسلامی و ادلته، 822/2) جبکہ حضرات شافعیہ سنت، مستحب اور مندوب میں حنابلہ کی طرح کوئی فرق نہیں کرتے۔(حوالہ مذکور)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ ﴾ (المؤمنون: 23/1-2)

”تحقیق اہل ایمان نے فلاح پائی، جو اپنی نمازوں میں خشوع (یعنی عاجزی) کرتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جیسے کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) ❶

”جو کوئی مسلمان وضو کرے اور عمدہ وضو کرے، پھر نماز کے لیے کھڑا ہو اور دو رکعتیں پڑھے، ایسی کہ ان میں اپنے چہرے اور اور اپنے دل کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز کے دوران داڑھی سے مشغول تھا، تو آپ نے فرمایا: ”اگر اس کا دل ”خاشع“ اور (نماز یں لگا ہوا ہوتا) تو اس کے اعضاء بھی پُر سکون ہوتے۔“ (ترمذی، مگر اس حدیث کی سند ضعیف ہے)۔

❁: قراءت میں تدبر و تفکر کرنا، کیونکہ اسی سے خشوع اور ادب حاصل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝ ﴾ (محمد: 24/47)

”کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں......!“

نمازی کے لیے مسنون یہ ہے کہ قرأت ترتیل سے کرے یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور جلدی جلدی پڑھنا مکروہ ہے۔ مسنون یہ ہے کہ بندہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر، جب رحمت کی آیت پڑھے تو اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال کرے اور اگر عذاب کی آیت پڑھے تو تعوذ کرے۔ تسبیح کی آیت پر ”سبحان اللّٰه“ کہے، جہاں کوئی مثال آئے تو اس میں تدبر کرے۔ جب سورۂ والتین پڑھے تو:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الطهارہ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء حدیث: 553۔
مؤلف کتاب ”الفقه الاسلامی“ نے اس حدیث کے الفاظ کچھ مختلف ذکر کیے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴾ پر یوں کہے: بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ "کیوں نہیں، میں بھی اس پر گواہوں میں سے ہوں۔" اور سورہ مرسلات میں: ﴿ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴾ کی تلاوت کرے تو کہے: آمَنْتُ بِاللّٰهِ. "میں اللہ پر ایمان لایا" اور سورہ المُلک میں: ﴿ فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴾ پڑھے تو کہے، "اَللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ" (اللہ تمام جہانوں کا رب ہی پانی لائے گا)۔

- دیگر مسنون ادعیہ واذکار میں بھی تدبر کرے۔ جیسے کہ قراءۃ قرآن کے آداب ہیں۔
- نماز کو نشاط (خوشی، فرحت اور چستی) سے ادا کرے اور اپنے دل کو ہر طرح کے دنیاوی افکار و مشاغل اور ہجوم سے فارغ رکھے۔ کیونکہ سستی کو منافقین کی علامت بتایا گیا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ﴾ (النساء : 142/4)

"یہ لوگ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی اور سستی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔"

دل کو دنیاوی بکھیڑوں سے خالی کرنا ہی خشوع وخضوع کے لیے ممد ومعاون ہوسکتا ہے۔

یہ بات مکروہ اور ناپسندیدہ ہے کہ بندہ نماز کے دوران دنیاوی معاملات میں سوچ بچار کرے یا کوئی علمی وفقہی مسئلہ سوچے تاہم آخرت کے امور ومعاملات میں تفکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ الغرض قرأت میں تدبر وتفکر کرنا مطلوب ہے۔ ❶

علماء حنابلہ نے نماز میں قولی وفعلی تہتر (73) سنتیں شمار کی ہیں جبکہ خشوع وخضوع سے متعلق امور درج ذیل ہیں:

- نمازی اپنے قیام میں سجدے کی جگہ پر نظر رکھے۔
- قرأۃ ترتیل سے کرے، اور امام ہونے کی صورت میں قرأت مختصر رکھے۔
- نماز میں خشوع کا اہتمام کرے، جیسے کہ گزشتہ آیت کریمہ میں بیان ہوا ہے یعنی:

---

❶ الفقه الاسلامی و أدلته جلد: 2 ح: 932-934.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾ اور حدیث بھی گزر چکی ہے کہ جو آدمی دورانِ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا... کہ اگر یہ خشوع سے نماز پڑھ رہا ہوتا تو اس کے اعضاء بھی پُرسکون ہوتے۔ اور ''خشوع'' ایک معنوی کیفیت کا نام ہے، جس کے اثر سے اعضاء و جوارح پرسکون ہو جاتے ہیں۔ ❶

❶ فقه السنه وادلّته جلد: 2 ص: 937-939.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خشوعِ قلب اور مسنون و ماثور دعائیں

دعا ایک صاحب ایمان کے لیے اس کا ہر حال میں اسلحہ ہے اور بلاشبہ ہر کام اللہ عزوجل کی جانب ہی سے سر انجام پاتا ہے۔ لہٰذا نماز و عبادت کی توفیق اور پھر اس میں حضوریٔ قلب اور خشوع و خضوع کی نعمت بھی اللہ تعالیٰ کی خاص عطا ہے۔ اس لیے اس مطلبِ عالی کے لیے اللہ کے حضور خصوصیت سے دعا کی اشد ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دعائیں جو جوامع الکلم کا بہترین نمونہ اور معانی کا ایک سمندر اپنے اندر لیے ہوئے ہیں، ان میں ہمیں قلب و قالب کے خشوع اور روحانی اصلاح کے حوالے سے بھی دعائیں ملتی ہیں۔ مثلاً

* ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَعِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا)) ❶

''اے اللہ......! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جس میں خشوع اور عاجزی نہ ہو، ایسے نفس (طبیعت) سے جو سیر نہ ہوتا ہو، ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسی دعا سے جو (تیرے حضور) مقبول و منظور نہ ہو۔''

* ((رَبِّ أَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْلِیْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِیْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِیْ، وَانْصُرْنِیْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَكَ شَكَّارًا، لَكَ ذَكَّارًا، لَكَ رَهَّابًا، لَكَ مُخْبِتًا اِلَيْكَ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب التعوذ من شرما عمل...... ، حدیث: 2722. نسائی، کتاب الاستعاذہ، باب الاستغاذۃ من العجز، حدیث: 5458. بروایت زید بن أرقم رضی اللہ عنہ۔ وقال الألبانی: صحیح۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَوَّاهًا مُنِيبًا۔ رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَاغْسِلْ حَوْبَتِي وَ أَجِبْ دَعْوَتِي وَ ثَبِّتْ حُجَّتِي وَاهْدِ قَلْبِي وَسَدِّدْ لِسَانِي وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي)) ❶

''اے اللہ......! میری مدد فرما، میرے خلاف مدد نہ کر۔ میری نصرت فرما میرے خلاف (دشمن کی) نصرت نہ کر۔ میرے لیے تدبیر فرما، میرے خلاف (دشمن کی) تدبیر نہ فرما۔ میری رہنمائی فرما اور ہدایت کو میرے لیے آسان بنا دے۔ اور جو میرا باغی ہو اس کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اے میرے رب! مجھے اپنا بہت زیادہ شکر کرنے والا، بہت زیادہ ذکر کرنے والا، اپنے سے بہت زیادہ ڈرنے والا، اپنے لیے بہت زیادہ متواضع، منکسر اور خاشع بندہ بنا دے۔ (اے اللہ......! مجھے) اپنے لیے بہت زیادہ گڑگڑانے والا (عبادت گزار) اور اپنی طرف رجوع کرنے والا بنا دے۔ اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما، میرے گناہ دھو ڈال۔ میری دعائیں قبول فرما، میری حجت اور دلیل کو مضبوط بنا، میرے دل کو ہدایت دے (اس پر ثابت قدم رکھ) میری زبان کو مستقیم رکھ اور میرے دل سے کینہ، حسد اور بغض نکال دے۔''

● ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

اس معروف ومقبول قرآنی دعا میں دنیا جہان کی سب ہی حسنات وخیر کی طلب وتمنا ہے۔ جن میں اللہ کی بندگی، نماز کی پابندی، اس میں مسنون انداز اور خشوع کی نیت بھی ضرور ہونی چاہیے۔ بلکہ مندرجہ ذیل دعا میں اسی بات کی صراحت ہے:

● ((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ)) ❷

''اے اللہ......! میری مدد فرما، اپنا (خوب) ذکر کرنے، (بہترین انداز میں) شکر کرنے اور شاندار خوبصورت انداز میں اپنی عبادت کرنے میں۔''

---

❶ (صحیح) ترمذی، الدعوات، باب فی فضل التوبة...... 3551. ابوداود، تفریع ابواب الوتر، باب مایقول الرجل اذا اسلم، حدیث: 1510. وقال الألبانی: صحیح۔

❷ سنن ابو داود، الصلاة، باب فی الاستغفار، حدیث: 1522، عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔ وقال الألبانی: صحیح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✿ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلاً مُتَقَبَّلًا)) ❶

"اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، پاکیزہ حلال رزق اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔"

اس دعا میں علم و معرفتِ حق کی طلب ہے، اس میں دل کے خشوع و خشیت جیسے اہم ترین عمل کی نیت بھی رکھنی چاہیے۔ اور احادیث میں اسے "علم" ہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

✿ ((يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ)) ❷

"اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، سب کو سنبھالنے والے! میں تیری رحمت کی مدد چاہتا ہوں۔"

اس دعا میں دل کی اصلاح، عمل کی توفیق، بالخصوص خشوع و خضوع کو پیش نظر رکھنا بتلایا گیا ہے۔

الغرض دورانِ نماز کی دعائیں ہوں یا نماز کے بعد کی، سب عبادات میں اس عظیم نعمت (خشوع و خضوع) کی نیت ہونا ضروری ہے۔

---

❶ سنن ابن ماجه، الصلاة، باب ما يقال بعد التسليم، حديث: 925. (صحيح).

❷ (صحيح) ترمذی جامع الدعوات، حديث: 3524.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کامل آداب وخشوع سے مزیّن نماز کا اجر اور اس کے فضائل

پیش آمدہ سطور میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جن میں توجہ، انہاک اور خشوع وخضوع سے پڑھی گئی نماز کے بارے میں مختلف فضائل اور خوشخبریاں آئی ہیں:

(۱) مغفرت:

((عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْءَ هُنَّ وَصَلَّا هُنَّ لِوَ قْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَلَهُ۔ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ)) ❶

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، کہ آپ نے فرمایا: پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں۔ جو شخص ان کا وضو عمدہ بنائے، انہیں بروقت ادا کرے، ان کے رکوع اور ان میں خشوع کامل رکھے تو ایسے شخص کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا اور جو یہ نہ کر سکے اس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے، چاہے تو بخش دے اور چاہے تو عذاب دے۔"

❶ ابو داؤد باب المحافظ علی الصلوات، حدیث: 425- 1420۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفر، بارش یا مرض وغیرہ کی کیفیت میں "جمع بین الصلاتین" یعنی دو نمازوں کا جمع کرنا، دورانِ سفر میں قصر اور بیماری اور عذر کی بنا پر بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے کی رخصت بھی خشوع اور استحضارِ قلبی کے لیے دی گئی ہے۔ (واللہ اعلم)

ضمناً یہاں ان عزیزوں کو توجہ کرنی چاہیے جو راہ چلتے، آپس میں گپیں ہانکتے یا گھر میں خواتین اپنے کام کاج میں مشغول ہوتی ہیں اور ساتھ ہی ریڈیو، ٹیپ یا سی ڈی وغیرہ پر تلاوت بھی لگا رکھی ہوتی ہے اور اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ گویا یہ محض ایک چسکا اور لذت ہے کہ کانوں میں کوئی نہ کوئی آواز پڑتی رہے۔ بلاشبہ یہ آواز دیگر فضولیات اور لغویات کے مقابلے میں تو یقیناً بہت بہترین ہے۔ مگر اس کے لازمی آداب میں سے ہے کہ "اسے کان لگا کر اور دلجمعی سے سنا اور پڑھا جائے"۔ حتیٰ کہ گرمی کے ایام میں نمازِ ظہر کو قدرے دیر سے ٹھنڈا کر کے پڑھنے کے بارے میں امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أَنَّ السُّنَّةَ وَرَدَتْ بِالْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ . . . وَحِكْمَةُ هَذِهِ الرُّخْصَةِ أَنَّ الصَّلَاةَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ تَمْنَعُ صَاحِبَهَا مِنَ الْخُشُوْعِ وَالْحُضُوْرِ وَيَفْعَلُ الْعِبَادَةَ بِتَكَرُّهٍ وَضَجَرٍ، فَمِنْ حِكْمَةِ الشَّارِعِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَمَرَهُمْ بِتَأْخِيْرِهَا حَتّٰى يَنْكَسِرَ الْحَرُّ، فَيُصَلِّي الْعَبْدُ بِقَلْبٍ حَاضِرٍ وَيَحْصُلُ لَهُ مَقْصُوْدُ الصَّلَاةِ مِنَ الْخُشُوْعِ وَالْإِقْبَالِ عَلَى اللّٰهِ"❶

"مسنون یہ ہے کہ نمازِ ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھی جائے..... اس کی حکمت یہ ہے کہ سخت گرمی کی

❶ الوابل الصیب، ص: 16 . امام ابن القیمؒ احکام شریعت کی عِلل اور حکمتوں کے سلسلے میں فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی تعظیم کی علامت یہ ہے کہ بندہ ہر حکم کی علت اور حکمت کی تلاش کے پیچھے نہ پڑ جائے، کہ اس کے مقابلے میں اللہ کے حکم کے لیے تسلیم و انقیاد کا پہلو کمزور اور مغلوب ہو جائے۔ بلکہ بندے کو چاہیے کہ شرعی احکام کو محض حکم الٰہی سمجھ کر عمل میں لائے، خواہ اس کی کوئی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ فی الواقع ہمارے اس دور کے بعض سیاسی اور نام نہاد دانشور نماز، روزے، زکوۃ اور حج وغیرہ کی حکمتوں کے بیان میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں کہ بعض اوقات ان کے احکام الٰہی ہونے کا پہلو ازحد مغلوب ہو جاتا ہے۔ (س)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے نمازی کو خشوع اور حضور قلبی حاصل نہیں ہوتا اور وہ اسے بے دلی سے ادا کرتا ہے۔ لہٰذا شارع ﷺ کی طرف سے اس میں تاخیر کرنے کی حکمت یہی ہے کہ گرمی کی شدت ٹوٹ جائے اور بندہ حاضر دلی اور توجہ کے ساتھ نماز پڑھے، اور اسے نماز کا اصل مقصد خشوع اور اللہ کی طرف توجہ حاصل ہو۔"

(۲) سابقہ گناہوں کی معافی:

((عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْءِ یْ هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❶

"سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کی تفصیل بیان کی اور اس کے بعد کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر کھڑا ہوا اور دو رکعتیں پڑھیں، اس طرح کہ ان میں اپنے جی سے باتیں نہ کرتا ہو تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

سنن ابن ماجہ کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا تَغْتَرُّوْا)) ❷

یعنی ان خوشخبریوں کی وجہ سے کسی دھوکے میں نہ پڑ جانا یعنی بلکہ جہاں تک ہو سکے مزید نیکیوں کا شوق رکھنا۔

((عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوَضُوْءَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يَسْهُوْفِيهِمَا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❸

❶ صحیح بخاری، کتاب الوضو، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، حدیث: 159۔ 164، صحیح مسلم، کتاب الطهاره، صفة الوضوء، حدیث:226.

❷ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول الله تعالىٰ "یاایها الناس ان وعدالله......"، حدیث: 6433۔ 159. مسند أحمد: 517/1، حدیث: 478۔

❸ (حسن) ابوداود، الصلاۃ، باب کراهية الوسوسة وحديث النفس فی الصلاۃ، حدیث: 905.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے، پھر دو رکعتیں پڑھے اس طرح کہ ان میں غفلت کا شکار نہ ہو، تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔''

تنبیہ! جب خشوع وخضوع سے ادا کیے گئے دو نفلوں کا یہ ثواب اور فضیلت ہے تو فرض نماز کا مقام اور درجہ کس قدر زیادہ ہوگا!۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

"کتاب الطهور" (از امام القاسم بن سلام) میں ہے کہ اس طرح کے فضائل کی احادیث سن کر جناب ایوب نے اپنے شیخ ابو قلابہ سے بڑے تعجب سے پوچھا کہ کیا صرف دو ہی رکعتیں؟ تو انہوں نے کہا: میاں ایسی دو رکعت کی طاقت ہی کسے ہے! (یعنی کامل آداب و شروط اور خشوع وخضوع کو کون قائم رکھ سکتا ہے؟!) جیسے کہ دیگر احادیث میں صراحت ہے کہ: " مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ " (یعنی وضو اسی طرح کرے جیسے کہ حکم دیا گیا ہے اور پھر نماز بھی اسی طرح پڑھے جیسے کہ حکم دیا گیا ہے!) ❶

(۳) سابقہ گناہوں کا کفارہ:

((أَنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَالَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَ ذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ)) ❷

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کسی مسلمان کے لیے نماز کا وقت ہو جائے، پھر وہ اس کے لیے عمدہ وضو بنائے، اس کا خشوع عمدہ رکھے، اس کے رکوع (سجود) اچھی طرح کرے، تو وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور یہ (خوش خبری) اس وقت تک کے لیے ہے جب تک کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ

---

❶ كتاب الطهور جز اول صفحه 5۔ سنن نسائی، الطهارة، ثواب من توضأ كما أمر، حديث: 144، قال الألباني: صحيح.

❷ مسلم. كتاب الطهاره، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، حديث: 228.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو اور یہ سعادت رہتی دنیا تک کے لیے ہے (یعنی ہر مسلمان کے لیے ہے)۔"

ملاحظہ: اس حدیث میں اس انعام واکرام کی ایک کڑی شرط (اللہ توفیق دے تو بڑی آسان شرط ہے) یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ بندہ جب تک کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ ہوگا تو اسے یہ فضیلت حاصل رہے گی۔

(۴) جنت واجب ہو جاتی ہے:

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَ وَجْهِهٖ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) [1]

"جناب عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی مسلمان وضو کرے اور اچھا وضو کرے، پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے اس طرح کہ وہ اپنے دل اور اپنے چہرے کے ساتھ ان ہی میں متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔"

اس کی مزید وضاحت اس طرح ہے کہ:

((ثُمَّ صَلّٰى غَيْرَ سَاهٍ وَلَا لَاهٍ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) [2]

پھر نماز پڑھے اس حال میں کہ اس میں نہ بھولے اور نہ ہی غفلت کا شکار ہو تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور یہی شرط اور بشارت اذان کا جواب دینے کے بارے میں ہے۔

((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

---

[1] صحيح مسلم، الطهاره، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، حديث : 234۔ ابوداود، الصلاة باب كراهية الوسوسة وحديث النفس فى الصلاة، حديث:907. وقال الألبانى : صحيح۔ مسند احمد (158/4) . حديث: 16806 .

[2] مسند أحمد : 652/2، حديث : 17448، الزهد لابن المبارك : 401/1، حديث : 1145، المعجم الكبير : 902/17۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَإِذَا قَالَ: أَشْهَدُأَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه، قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ . . . "مِنْ قَلْبِهِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ❶

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مؤذن اللّٰه اکبر اللّٰه اکبر کہتا ہے، اور جواب دینے والا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے: اللّٰه اکبر اللّٰه اکبر۔ جب وہ کہتا ہے: اشهد أن لا اله الا الله، اور یہ بھی کہتا ہے: أشهد أن لا اله الا اللّٰه، جب وہ کہتا ہے: اشهد أن محمداً رسول اللّٰه، اور یہ کہتا ہے: أشهد ان محمداً رسول اللّٰه۔ پھر وہ کہتا ہے حي على الصلاة، اور یہ کہتا ہے: لا حول ولا قوة إلا باللّٰه۔ پھر وہ کہتا ہے: حيّ علٰى الفلاح، اور یہ کہتا ہے: لا حول ولا قوة إلا باللّٰه۔ پھر وہ کہتا ہے: اللّٰه اكبر اللّٰه اكبر۔ اور یہ کہتا ہے: اللّٰه اكبر اللّٰه اكبر، پھر وہ کہتا ہے: لا إله الا اللّٰه، اور یہ کہتا ہے: لا إله الا اللّٰه، اور یہ سب اپنے دل کے یقین، اخلاص اور استحضار سے کہے، تو جنت میں داخل ہوگا۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دورانِ خطبہ سامعین کو نماز کے متعلق خصوصیت سے متنبہ اور متوجہ کیا کرتے تھے۔ امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کی تالیف کتاب التهجد و قيام الليل، ص: 496/1 میں ہے۔

((قَامَ عُمَرَ خَطِيْباً فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَشِيْبُ عَوَارِضُهُ، فِي الْإِسْلَامِ

❶ ابوداود، الصلاة، مايقول اذا سمع المؤذن، حديث: 527۔ قال الالبانی رحمہ اللہ: صحيح۔ صحيح الجامع الصغير حديث: 714-331.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لَا يَأْتِي اللّٰهَ بِصَلَاةٍ تَامَّةٍ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يَسْأَلُهُ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ أَنِ اجْلِسْ۔ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: اَللّٰهُمَّ لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا وَلَا خُشُوعَهَا وَلَا رَغْبَتَهَا وَلَا رَهْبَتَهَا))

"جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار خطبہ دیتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! بعض اوقات آدمی کی داڑھی اسلام میں سفید ہو جاتی ہے مگر وہ اللہ کے لیے نماز جیسے کہ چاہیے، کامل نہیں پڑھتا ہے۔ اس پر ایک آدمی نے سوال کرنا چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ بعد میں کہا کہ آدمی نماز کے رکوع سجدے درست نہیں کرتا۔ اس میں خشوع کا اظہار نہیں کرتا، نہ ہی اسے اللہ کی طرف کماحقہ رغبت ہوتی ہے اور نہ اس سے ڈر۔ (مگر اس روایت کی سند ضعیف ہے)۔

(۵) وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایسے ہو چکا ہوتا ہے جیسے کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو!

صحیح مسلم میں سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا بڑا دلچسپ واقعہ ہے۔ [1] وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں نمازوں کے اوقات کی تعلیم فرمائی اور وضو کی فضیلت بتائی۔ اس حدیث کے آخر میں ہے:

---

[1] مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب اسلام عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، حدیث: 832.

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا۔ صحیح مسلم (کتاب صلاۃ المسافرین، فضائل القرآن حدیث 1930-294-832) میں سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دورِ جاہلیت میں میں سب لوگوں کو گمراہ ہی سمجھتا تھا، اس لیے کہ وہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے سنا کہ مکہ میں ایک آدمی ہے جو کچھ (عجیب سی) باتیں بتاتا ہے۔ میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور اس کے ہاں جا پہنچا تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور چھپ چھپا کر اپنی دعوت دیتے تھے اور قوم کے لوگ آپ پر بہت ظلم و زیادتی کرتے تھے۔

میں ایک حیلے سے مکہ میں آپ تک پہنچا اور عرض کیا: آپ کیا ہیں؟ فرمایا: میں نبی ہوں، میں نے کہا: نبی کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا: اس نے آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ فرمایا: اس نے مجھے صلہ رحمی کرنے، بتوں کو توڑنے کے لیے بھیجا ہے اور یہ کہ اللہ کو ایک جانا جائے اور ⇐⇐

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⇦⇦ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ میں نے عرض کیا: اس بات پر آپ کے ساتھ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: آزاد بھی ہیں اور غلام بھی! جبکہ آپ کے ساتھ ان دنوں ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما ایمان لا چکے تھے۔ میں نے عرض کیا: میں بھی آپ کا پیروکار ہونا چاہتا ہوں......؟ آپ نے فرمایا: ان دنوں تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، تم میرا اور لوگوں کا حال دیکھ ہی رہے ہو؟ اب تم واپس اپنے اہل میں چلے جاؤ، جب میرے متعلق سنو کہ میں نے غلبہ پا لیا ہے تو میرے پاس آ جانا۔ عمرو کہتے ہیں کہ پھر میں اپنے اہل میں واپس آ گیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ میں آنجناب کی خبریں لیتا رہتا تھا۔ حتی کہ میرے پاس اہل یثرب والوں کی ایک جماعت آئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس آدمی کا کیا ہوا جو مدینہ میں آیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ لوگ اس کی طرف بڑی جلدی کر رہے ہیں۔ جبکہ اس کی قوم نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی ہے مگر کامیاب نہیں ہو سکے۔ چنانچہ میں مدینے آیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، تم وہی ہو جو مجھے مکہ میں ملے تھے۔ میں نے عرض کیا: ہاں واقعی۔ تو اے اللہ کے نبی! مجھے وہ چیز تعلیم فرمایئے جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہے اور میں اس سے جاہل ہوں۔ مجھے نماز کے متعلق ارشاد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: صبح کی نماز پڑھو، پھر کچھ رک جاؤ حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور کچھ اونچا ہو جائے، بلاشبہ یہ طلوع ہوتے وقت شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے، اور اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھو۔ بلاشبہ اس وقت نماز حاضر کی گئی ہوتی ہے (یعنی اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں) حتی کہ نیزے کا سایہ سیدھا ہو کر ٹھہر جائے (یعنی بالکل دوپہر ہو جائے) تو تم بھی نماز سے رک جاؤ۔ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔ تو جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو بلاشبہ اس وقت نماز مشہود ہوتی ہے۔ یعنی اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، حتی کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو۔ پھر رک جاؤ حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔ بلاشبہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور کافر لوگ اس وقت اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے وضو کے متعلق فرمایئے؟ تو آپ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی وضو کرتا اور اس میں کلی کرتا ہے، ناک میں پانی چڑھاتا اور اسے جھاڑتا ہے تو اس کے چہرے، منہ اور نتھنوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے جیسے کہ اللہ نے حکم دیا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی داڑھی کے اطراف سے پانی کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے بازو دھوتا ہے کہنیوں تک، تو اس کے بازوؤں کے گناہ پانی کے ساتھ اس کی انگلیوں سے گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ اس کے بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاتی ہیں۔ پھر وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے، ٹخنوں تک تو اس کے قدموں کے گناہ پانی کے ساتھ اس کی انگلیوں سے گر جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ کھڑا ہو اور نماز پڑھے، اللہ کی حمد و ثنا کہے جو اس کی شان کے ⇦⇦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((فَإِنْ هُوَ قَامَ فَيُصَلِّي فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))۔

''فرمایا کہ (سنت کے مطابق وضو کر لینے کے بعد) اگر بندہ کھڑا ہو، نماز پڑھے، اللہ کی حمد ثنا اور اس کی بزرگی بیان کرے جو اُس کے شایانِ شان ہے، اور اپنے دل کو اللہ کے لیے فارغ کر لے، تو جب وہ نماز سے فارغ ہوگا تو اپنے گناہوں سے ایسے ہو چکا ہوگا جیسے کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو۔''

(۶) قیامت کے دن سایہ نصیب ہوگا:

بندہ حضورِ قلبی اور دھیان سے نماز پڑھے یا دیگر اذکار کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں، تو ایسے بندہ کے لیے خوش خبری ہے کہ قیامت کے روز اسے عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا، جب کہ اِس دن کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ...................... وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِياً فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)) [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنا سایہ (عرش) نصیب فرمائے گا جس دن اس سائے کے علاوہ کہیں کسی کا کوئی سایہ نہ

⇐ لائق ہے اور اس کی بزرگی بیان کرے اور اپنے دل کو اللہ کے لیے فارغ کرے، تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح ہو چکا ہوتا ہے جیسے کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو۔

جناب عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث جناب ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو ابوامامہ نے کہا: اے عمرو بن عبسہ! سوچ لو کیا کہہ رہے ہو، کیا بھلا ایک ہی جگہ پر ایک آدمی کو اس قدر دے دیا جاتا ہے؟ تو عمرو نے کہا: ابو امامہ! میری عمر بڑی ہو چکی ہے، ہڈیاں بودی ہو گئی ہیں، اور موت قریب ہے تو مجھے کیا ضرورت ہے کہ اللہ پر یا اس کے رسول پر جھوٹ بولوں۔ اگر میں نے یہ بات آپ سے ایک، دو یا تین بار، حتیٰ کہ سات بار شمار کیا، سنی ہوتی تو بھی میں یہ بات بیان نہ کرتا، بلکہ میں نے یہ فرمان آپ سے اس سے زیادہ بار سنا ہے۔''

[1] بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد...... ، حدیث: 660. صحیح مسلم، الکسوف، باب فضل اخفاء الصدقة، حدیث: 1031-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگا.... ان میں سے ایک خوش نصیب وہ ہوگا کہ جس نے اکیلے میں اللہ کو یاد کیا اور پھر اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔"

یہ خوش خبری اور سعادت اللہ کا ذکر کرنے والے ہر انسان (مرد و عورت) کے لیے ہو سکتی ہے جو اللہ کے ذکر کا دلجمعی سے اہتمام کرے، خواہ نماز میں ہو یا نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا وصف بیان ہوا ہے:

((عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيْه قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَفِيْ صَدْرِهٖ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الرَّحىٰ مِنَ الْبُكَاءِ))❶

"جناب مُطرِّف اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے ایسے آواز آ رہی تھی جیسے کوئی چکی چل رہی ہو رونے کی وجہ سے۔"

سنن نسائی میں آپ کی اس کیفیت کو "ہنڈیا کے ابلنے" سے تشبیہ دی گئی ہے۔❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ہے:

((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى قَدْرِ صَنِيْعِهِمْ فِي الصَّلَاةِ))❸

"لوگ قیامت کے روز اپنی نمازوں کی کیفیات کے مطابق ہی اٹھائے جائیں گے۔"

ان احادیث کی روشنی میں کئی ائمہ نے کہا ہے کہ جو لوگ دنیا میں خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے رہے ہوں گے وہ روز محشر بھی اپنے رب کے دربار میں بڑے باادب ہاتھ باندھے حاضر ہوں گے۔ اور یہ اپنی اس کیفیت میں دوسروں سے بہت نمایاں اور ممتاز ہوں گے۔ اور یہ بدلہ ہوگا ان کے اس عمل کا جو وہ نماز کے دوران میں اختیار کیے رہتے تھے!

---

❶ سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب البکاء فی الصلاۃ، حدیث: 904. وقال الألبانی: صحیح۔

❷ سنن النسائی السھو، باب البکاء فی الصلاۃ، حدیث: 1215.

❸ تعظیم قدر الصلاۃ للمروزی، حدیث: 331. واسنادہ، حسن.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) اللہ تعالیٰ نمازی کی طرف متوجہ رہتا ہے:

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ مَالَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا الْتَفَتَ اِنْصَرَفَ عَنْهُ)) ❶

"بندہ جب تک نماز میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ برابر اس کی طرف متوجہ رہتا ہے، جب تک کہ وہ ادھر ادھر نہ جھانکے۔ جب وہ ادھر ادھر جھانکنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے منہ موڑ لیتا ہے۔"

ظاہری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا قلب و قالب دونوں ہی کو مستلزم ہے۔ اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔

(۸) رب کریم کے ساتھ مناجات!

مؤطا امام مالک میں ہے سیدنا فروہ بن عمر البیاضی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دیکھا کہ نماز کے دوران میں صحابہ کی آوازیں ایک دوسرے پر بلند ہو رہی ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُصَلِّيَ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ بِمَايُنَاجِيهِ وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ)) ❷

"نمازی اپنے رب کے ساتھ مناجات اور سرگوشی میں ہوتا ہے۔ تو اسے غور کرنا چاہیے (اور دھیان رکھنا چاہیے) کہ وہ کیا مناجات کر رہا ہے۔ قرأت کرتے ہوئے ایک دوسرے پر اپنی آوازیں بلند نہ کیا کرو۔"

---

❶ ابوداود، الصلاة، باب الالتفات فی الصلاه، حدیث: 909. وقال الألبانی: 909۔

❷ مؤطا مالك بتحقيق الأعظمی، كتاب الصلاة، العمل فی القراءة. حديث: 264، مسند احمد: 344/4، رقم: 19044. اللہ ربّ ذوالجلال کی طرف توجہ حاصل ہونا اور اس کے ساتھ مناجات کرنا انتہائی عظمت و شان اور قرب الٰہی کا مقام ہے۔ اس کی قدر وہی جان سکتا ہے جسے رب کی محبت اور اس کا عرفان حاصل ہو۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیتے تھے۔ اور صالحین اس توجہ اور قرب کے ہمیشہ متلاشی رہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں ہے:

((اِنَّ أَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَاِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهُ أَوْرَبُّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ)) ❶

"تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب کے ساتھ مناجات (سرگوشیاں) کررہا ہوتا ہے۔ یا فرمایا کہ اس کا رب اس کے اور قبلے کے درمیان میں ہوتا ہے۔"

"مناجات اور سرگوشی" وہ اہم راز کی بات ہوتی ہے جو بندہ اپنے محبوب اور قریبی کے کان میں کہتا ہے، اگر بات کرنے والا خود ہی اپنے مخاطب کی طرف متوجہ نہ ہو تو وہ سرگوشی کیا ہوئی؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پسندیدہ نمازیں پڑھنے کی توفیق دے۔

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے   دلِ مرتضٰی، سوزِ صدیق دے
جگر سے وہی تیر پار کر   تمنا کو سینوں میں بیدار کر

حضوریٔ قلب اور دھیان سے ادا کی گئی نماز ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اسے اپنے اور بندے کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کرلیا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِيْ مَاسَأَلَ۔ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ۔ وَإِذَا قَالَ: الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ۔ وَإِذَا قَالَ: مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ قَالَ مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ۔ وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ اِلَيَّ عَبْدِيْ۔ فَإِذَا قَالَ: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ قَالَ هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَاسَأَلَ۔ فَإِذَا قَالَ، إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ۔ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ)) ❷

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کرلیا

---

❶ بخاری الصلاة باب إذا بدرہ البزاق۔ حدیث: 417-416۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة حدیث: 395۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور بندے کے لیے وہی ہے جو وہ مانگتا ہے۔ چنانچہ بندہ جب "الحمد لله رب العلمين" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ اور جب وہ "الرحمن الرحيم" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ اور جب وہ "مالك يوم الدين" کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ اور ایک مرتبہ آپ نے یوں فرمایا۔ بندے نے اپنے تمام امور میرے سپرد کر دیے۔ اور جب بندہ کہتا ہے "إيّاك نعبد وإيّاك نستعين" تو اللہ فرماتا یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان (آدھوآدھ) ہے اور بندے کے لیے وہی ہے جو اس نے مانگا۔ اور جب بندہ کہتا ہے "إهدنا الصراط المستقيم" تو اللہ فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو اس نے مانگا۔"

یقیناً نماز اول تا آخر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات اور سرگوشی ہی ہے۔ علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں "اِنَّما يُنَاجِي رَبَّهٗ" کی شرح میں کہتے ہیں:

"اس میں بیان ہے کہ بندے کو چاہیے کہ اپنے اللہ سے حیا کرے، جبکہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے، اور وہ اس کے ظاہر و باطن سے بخوبی آگاہ ہے، وہ بندے سے قریب تر ہو رہا ہے، اور یہ اپنے باری تعالیٰ سے مناجات میں ہے۔ بندے کو اگر اس حقیقت کا حقیقی ادراک اور شعور ہو جائے تو وہ اپنی نماز کو یقیناً انتہائی بہترین اور خوبصورت بنانے کی کوشش کرے گا اور اس میں اپنا دل لگائے گا۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے دوسرے فرمان میں ہے: "أُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ" (اللہ کی عبادت کرو تو ایسے کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو)۔"[1]

(۹) تمغۂ ایمان:

بطور استیناس یہاں یہ روایت بھی ذکر کی جا سکتی ہے جو یقیناً اپنے معنی کے لحاظ سے سابقہ حدیث کی مؤید ہے۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((اَلْإِيْمَانُ: الصَّلَاةُ، فَمَنْ فَرَّغَ لَهَا قَلْبَهٗ وَحَافَظَ عَلَيْهَا بِحَدِّهَا وَ وَقْتِهَا

---

[1] شرح فتح الباری، ابن رجب۔ جلد: 2 ص: 358.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَسُنَنِهَا فَهُوَ مُؤْمِنٌ)) ❶

''ایمان، نماز ہے جو شخص اس کے لیے اپنا دل فارغ بنائے، اس کی حدود، اوقات اور سنن کی پابندی کرے تو ایسا آدمی ہی صاحب ایمان ہے۔''

اور ''صاحبِ ایمان'' ہونے کا تمغہ کوئی معمولی اعزاز نہیں ہے!

نماز اس طرح پڑھو گویا یہ تمہاری آخری اور الوداعی نماز ہے:

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا، اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ تعلیم فرمایئے جو مختصر ہو؟ تو آپ نے فرمایا:

((إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ۔ وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ، وَأَجْمِعِ الْيَأْسَ عَمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ)) ❷

''جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو ایسی نماز پڑھو گویا یہ تمہاری آخری اور الوداعی نماز ہو۔ اور ایسی بات مت بولو کہ اس سے تمہیں معذرت کرنی پڑے۔ اور جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے اپنے آپ کو مایوس ہی رکھو۔''

واضح رہے کہ جب بندہ اس تصور اور کیف میں ہو کہ نہ معلوم اس کے بعد مجھے اپنے اللہ کی عبادت کا موقع ملے گا یا نہیں اور میں اس دنیا میں رہوں گا یا نہیں؟ تو اس کی عبادت میں عجز و نیاز اور اخلاص اپنی انتہا کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ بندے کی ہر نماز اس کیفیت سے لبریز ہو۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو وصیت:

التمهيد (ابن عبدالبر جلد ۶ ص ۱۶۹) میں مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو درج ذیل وصیت بھی ہمارے لیے بڑی اہم ہے۔ فرماتے ہیں:

❶ تعظيم قدر الصلاة۔ للمروزی، حدیث: 337۔ اسنادہٗ ضعیف۔ اور مراد یہ ہے کہ نماز ایمان کا اولین اور اعلیٰ ترین مظہر ہے۔

❷ ابن ماجه، الزهد۔ باب الحكمة حديث: 4171۔ وقال الألبانی: حسن۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

"یَابُنَيَّ، إِنَّكَ لَنْ تَلْقٰى أَحداً هُوَ لَكَ أَنْصَحُ مِنِّیْ۔ إِذَا أَرَدْتَ اَنْ تُصَلِّیَ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَ كَ ثُمَّ صَلِّ صَلَاةً لَا تَرٰى أَنَّكَ تُصَلِّیْ بَعْدَهَا۔ وَإِيَّاكَ وَالطَّمْعَ فَإِنَّهٗ فَقْرٌ حَاضِرٌ، وَعَلَيْكَ بِالْيَأْسِ فَإِنَّهُ الْغِنٰى وَإِيَّاكَ مَا تَعْتَذِرُ مِنْهُ مِنَ الْعَمَلِ وَالْقَوْلِ، ثُمَّ اعْمَلْ مَابَدَالَكَ ."❶

"بیٹے......! تجھے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو تمہارے لیے مجھ سے بڑھ کر تمہارا خیر خواہ ہو۔ سو جب تم نماز پڑھنے لگو تو وضو خوبصورت بناؤ (یعنی عین سنت کے مطابق ہو)، پھر نماز اس تصوّر کے ساتھ پڑھو کہ اس کے بعد تمہیں نماز کا موقعہ نہیں ملے گا اور اپنے آپ کو طمع و لالچ سے دور رکھو۔ بااشبہ (لوگوں سے لالچ رکھنا، بہت بڑی) حاضر فقیری ومحتاجی ہے۔ اپنے آپ کو (لوگوں سے) ہمیشہ مایوس ہی بنائے رکھو (اور ان سے بے نیاز رہو)۔ یہ کیفیت آدمی کو سب سے بڑھ کر غنی بنا دینے والی ہے۔ اور اپنے کو ایسے قول وفعل سے دور رکھو جس سے تمہیں کوئی معذرت کرنی پڑے۔ پھر ان ہی اصولوں پر اپنے اعمال کی بنیاد رکھو۔" (انتھیٰ)

جناب مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ (ف ۱۳۱۳ھ) جنہیں مولانا وحید الزمان خانؒ صاحب نے "اتقی الزمان" کے لقب سے موسوم کیا ہے، فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص نماز کے معنی نہیں جانتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اس مسئلے میں ان کے خلاف پراصرار کرتا تو آپ اس سے مباہلے پر تیار ہو جاتے تھے۔❶

اعمال خیر کی مداومت کی فضیلت:

قرآن مجید نے اعمال خیر کی پابندی اور مداومت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝﴾

(اللیل: 92/5-7)

"جس نے اللہ کی راہ میں دیا، اور (اپنے رب سے) ڈرا، اور نیک بات (اور کام) کی تصدیق کرتا رہا، تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔"

❶ بزم ارجمنداں از۔ مولانا محمد اسحق بھٹی صاحب، ص: 209-210.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورہ المعارج میں نماز کی پابندی کو اہل ایمان کا خاص الخاص وصف بیان کیا گیا ہے:

﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ﴾ (المعارج : 23/70)

"جو اپنی نمازوں پر ہمیشگی کرنے والے ہیں۔"

اور سورۃ المؤمنون میں فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾ (المومنون : 23/9۔ 11)

"اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت (پابندی) کرتے ہیں، یہی لوگ وارث ہوں گے، جو جنت الفردوس کے وارث بنیں گے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔"

نماز اور اذکار و تسبیحات کے معانی و مفاہیم سمجھنے کے لیے آدمی کا جدوجہد کرنا بہت بڑے اجر کا کام ہے۔ اور یہ ایک بڑا مجاہدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾

"جو لوگ ہماری راہ میں پوری کوشش اور محنت کرتے ہیں، ہم انہیں یقیناً اپنی راہیں دکھا دیتے ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔" (العنکبوت: 69/29)

جہدِ مسلسل سے گوہر مقصود حاصل ہوسکتا ہے، اگرچہ ابتدائی طور پر اس میں کچھ تکلّف کرنا پڑے، اور طلبِ علم امتِ مسلمہ کے ہر ہر فرد (حضرات و خواتین) کے لیے اہم اور اولین فریضہ ہے۔

ہمارا زاویۂ فکر و نظر

دنیاوی افکار اگرچہ فطری سہی مگر عبادت کو اللہ کے ہاں کم درجہ بنا دیتے ہیں جبکہ میزانِ عدل میں نماز کامل اور تام ہی مطلوب ہے۔ معیاری اور مقبول عبادت کے لیے شرط ہے کہ بندہ ان خیالات سے حتی الامکان خالی الذہن ہو۔

اگرچہ خشوع کے بغیر والی نماز اور اس کی پابندی کا فائدہ اس قدر ضرور ہوتا ہے کہ آدمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"بے نماز" ہونے کی تہمت سے بچ جاتا ہے، اور تارکِ نماز نہیں کہلاتا۔ بہرحال ایک عامی آدمی کو یقین رکھنا چاہیے کہ اِن شاء اللہ اس عملِ خیر کی پابندی اور برکت سے اسے نماز کی حقیقت بھی بہت جلد حاصل ہو جائے گی۔

نماز میں خشوع حاصل نہ ہونے کا ایک بنیادی اور بڑا سبب ہمارے لوگوں کے لیے ان کا عجمی ہونا بھی ہے کہ وہ عربی زبان سے آگاہ نہیں، اور علم دین کے لیے کوشش بھی نہیں کرتے اور اس سے بڑھ کر ایسے صاحبِ حکمت اور ربانی علماء کا فقدان بھی ہے جو ہمیں دین اور ارکانِ ایمان اور نماز کی حقیقت سے آشنائی دیں۔

تاہم ایک مسلمان کے لیے جسے اسلام کے متعلق گہرے معارف اور قرآن وحدیث کا کوئی زیادہ علم نہیں، اس کے لیے نماز کے ظاہری اعمال، مسجد کے ساتھ تعلق اور یہ نسبت بھی بڑی خیر کی چیز ہے۔ اگر آدمی ان کی پابندی اور مداومت رکھے اور اہلُ اللہ اور ربانی علماء سے رابطہ رکھے تو یقیناً ایمان کی حقیقت اور نماز وعبادت کی حلاوت سے بہرہ مند بھی ہو جائے گا۔ جیسے کہ دنیا کے بے شمار کام آدمی ابتدائی طور پر محض دوسروں کی دیکھا دیکھی شروع کرتا اور ان کی نقالی کرتا ہے، ایک وقت کے بعد جب اس کے شعور میں پختگی آتی ہے تو انہی افعال و اعمال میں اسے لطف ولذت بھی آنے لگتی ہے۔ عبادات کے معاملات کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے اور ربانی علماء کی صحبت بالخصوص خطبات جمعہ اور اصلاحی دروس وخطابات میں شوق سے حاضر ہونا چاہیے۔ اسی طرح اگر عربی زبان سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے محنت کی جائے تو یہ مشکل بہت جلد حل ہو سکتی ہے۔

نماز میں وسوسہ کا آنا اور وسوسہ لانا:

نمازی پر دورانِ نماز حملہ آور ہونے والے شیطان کا نام "خِنزِب" ہے۔ جو یقیناً اپنے کام سے غافل نہیں ہے۔ یہ اللہ کی حکمت ہے کہ انسانی دماغ کسی وقت بھی سوچ وفکر سے خالی نہیں رہتا اور نہ ہی رہ سکتا ہے۔ اس میں نماز بھی شامل ہے۔

فضیلۃ الشیخ مولانا ارشاد الحق اثری صاحب ﷾ نے اس بارے میں کیا خوب لکھا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یاد رہے کہ (خیالات اور) وساوس کا آنا اور وسوسہ لانا، دونوں میں بڑا فرق ہے۔ وسوسہ آنا غیر اختیاری ہے۔ انسان اس میں مجبور ہے، چنانچہ اسے چاہیے کہ جب وسوسہ آئے تو اس کے پیچھے نہ لگ جائے۔ بلکہ اس کی طرف سے توجہ ہٹا کر اپنی نماز کی طرف توجہ کرے۔ انسان کے دل کی مثال جرنیلی سڑک کی ہے جس پر ہر قسم کی ٹریفک رواں دواں ہے، پیدل چلنے والے بھی، سائیکل، موٹر سائیکل والے بھی، کار اور ہیوی ٹریفک والے بھی آ جا رہے ہیں۔ ایک سمجھدار، عقلمند اور ہوشیار انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا سفر جاری رکھے، اپنی سمت سیدھی رکھے، جو گاڑیاں آ جا رہی ہیں ان کے بارے میں غور و تأمل نہ کرے، نظر ان پر پڑے تو وہ اسے دیکھتا ہی نہ رہ جائے، بس آئی اور گئی، ورنہ خطرہ ہے کہ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔ بالکل اسی طرح دل میں وسوسہ آئے تو اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے۔ فوراً اس سے توجہ ہٹا کر نماز کی طرف کر لینی چاہیے اور اپنا سفر جاری و ساری رکھنا چاہیے۔ راہ چلتے ہوئے کسی رکاوٹ پر رک جانا یا راستہ روکنے والے سے الجھنا منزل مراد پر پہنچنے سے روک دے گا۔“

اللہ پرستی نہ کہ لذت پرستی:

نماز میں اطمینان نصیب ہو، دلجمعی پیدا ہو، لذت و لطف حاصل ہو۔ ایسی نماز ہی آنکھ کی ٹھنڈک، دل کا نور اور روح کے سرور کا باعث ہے۔ لیکن اگر لذت نہ آئے تو اس سے قطعاً دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیے۔ نماز اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر پڑھنی چاہیے، لذت آئے یا نہ آئے۔ لذت کے لیے نماز پڑھنا، اور لذت نہ آئے تو نماز چھوڑ دینا، یہ تو لذت پرستی ہوئی اللہ پرستی نہ ہوئی۔ اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے نماز پڑھنی چاہیے، لذت اور لطف کے لیے نہیں۔“ انتہی [1]

صحیح بخاری میں ”ابواب العمل فی الصَّلاۃ“ (نماز کے دوران میں کوئی عمل کرنا) کا مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ کچھ اعمال جو ظاہری اعضا سے ادا کیے جاتے ہیں، جائز ہیں اور کچھ ناجائز۔ جبکہ ”فکری اعمال“ میں انسان مجبور ہے۔ مثلاً: سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز عصر پڑھی۔ سلام کے بعد

[1] ماخوذ از فلاح کی راہیں ص: 37.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آپ بڑی جلدی سے گھر تشریف لے گئے اور پھر جلد ہی واپس آ گئے، آپ نے لوگوں کے چہرے دیکھے جو آپ کی اس جلدی پر تعجب کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: ''نماز کے دوران میں مجھے یاد آیا کہ ہمارے ہاں سونے کی ایک ڈلی رکھی ہے، تو مجھے یہ بات ناپسند لگی کہ وہ رات بھر ہمارے گھر میں پڑی رہے'' سو اب میں اسے تقسیم کرنے کا حکم دے کر آیا ہوں۔'' ❶

اس کے علاوہ ایک واقعہ اور ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد ظہر کی سنتیں (بطور قضا) پڑھ رہے تھے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی خادمہ کے ذریعے آپ سے یہ مسئلہ پچھوایا اور آپ کو نماز کے دوران میں ہی کہا گیا کہ آپ اس وقت نماز سے منع فرماتے ہیں جبکہ خود پڑھ رہے ہیں؟ تو رسول اللہ نے اشارہ فرمایا، اور سلام کے بعد اس کا جواب دیا کہ میں ظہر کے بعد مشغول ہو گیا تھا، تو یہ وہی سنتیں ہیں۔ ❷

اسی طرح ایک باب ہے: "إِذَا قِيْلَ لِلْمُصَلِّي تَقَدَّمْ أَوِانْتَظِرْ فَانْتَظَرَ فَلا بَأْسَ" (نمازی سے اگر کہہ دیا جائے کہ آگے ہو جاؤ۔ یا ذرا انتظار کر لو (رکعت لمبی کر لو) اور وہ انتظار کرے، تو اس میں کوئی حرج نہیں)۔ ❸

الغرض نماز کے دوران میں کسی خیر و بھلائی کے خیالات سے نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی ہے۔ اور خیالات آنا، اور خیالات لانا، دونوں میں بڑا واضح فرق ہے۔ خیالات آ جانا فطری بات ہے بشرطیکہ ان کے پیچھے نہ پڑا جائے۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ.

---

❶ صحیح البخاری، کتاب العمل فی الصلاة، باب تفکر الرجل الشیٔ فی الصلاة، حدیث: 1221.

❷ صحیح البخاری السهو، باب اذا کلم وهو یصلی فأشار بیده واستمع، حدیث: 1233.

❸ حدیث: 1215. وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضوریٔ قلب کیسے حاصل ہو؟

نماز کو عربی میں ''صَلَاۃ'' کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ:

((اِنَّھَاتَکُوْنُ صِلَۃً بَیْنَ اللّٰہِ وَعَبْدِہٖ))

''نماز اللہ اور بندے کے درمیان ایک ربط و تعلق کا ذریعہ ہے۔''

اس عظیم عبادت میں لذت و شیرینی کا حاصل ہو جانا ایک عظیم نعمت ہے۔ اس کے لیے محنت اور کوشش کرنا ایک بڑا مجاہدہ ہے۔ جس سے کوئی بھی فکر مند و عقلمند مسلمان غافل نہیں رہ سکتا۔ جناب جعفر بن محمد بن علی بن حسین رحمہ اللہ کا قول ہے:

"أَوْفَرُ النَّاسِ عَقْلاً أَقَلُّھُمْ نِسْیَانًا لِاَمْرِ آخِرَتِہٖ"[1]

''سب سے بڑھ کر دانا آدمی وہی ہے جو اپنی آخرت کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور کسی طرح بھولے نہیں۔''

اور یہ بندے کے لیے ممکن ہے، اسی لیے وہ اس کا مکلّف ہے۔ ورنہ اسے مشروع ہی نہ کیا جاتا۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرۃ: 286/2)

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو (اسی چیز کا مکلف بناتا ہے) جو اس کی وسعت میں ہو۔''

نماز میں حضورِ قلب کے کئی ایک ظاہری و باطنی اسباب ہیں، جنہیں حاصل کر کے بندہ اپنی نماز کو اپنے لیے معراج اور قُرَّۃُ العینِ (آنکھوں کی ٹھنڈک) بنا سکتا ہے۔

❁ سب سے پہلے تو یہ ایمان و یقین اور استحضار از حد ضروری ہے کہ ہم بحیثیت بندے اور غلام ہونے کے ہر لحظہ اپنے رب تعالیٰ کی نظر میں ہیں۔ بالخصوص نماز کے موقعہ پر اس کی

---

[1] التمھید، لابن عبدالبر: 388/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندگی کے لیے اس کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے ہیں۔ اس فکر سے ہمارے اسلام اور ایمان کا اظہار ہوتا ہے۔ ہمارا کوئی بھی عمل ظاہری ہو یا باطنی، اُس سے ہرگز پوشیدہ نہیں اور عمل وہی مقبول و منظور ہوگا جو اس کے مطلوب معیار کے مطابق ہوا۔ حدیث جبریل علیہ السلام کے یہ الفاظ ہمیشہ پیش نظر رہنے چاہئیں: ((أُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ))

''اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔''

اگر یہ تصور قائم نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو ضرور ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ مزید فرمایا:

﴿وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ﴾ (البقرة : 198/2)

''اور اللہ کو اس طرح یاد کرو جیسے اس نے ہدایت کی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) [1] ''نماز اس طرح سے پڑھو جیسے کہ مجھے دیکھتے ہو۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ﴾ (الملك : 2/67)

''وہ ذات جس نے موت و حیات کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون بہترین عمل والا ہے۔''

یہ نہیں فرمایا کہ کون ''زیادہ عمل'' کرتا ہے۔ بلکہ وہ دیکھنا یہ چاہتا ہے کہ ''احسن اور بہترین عمل'' کون کرتا ہے......؟ اور ''اَحْسَنُ عمل'' کی دو ہی بنیادی شرطیں ہیں ایک یہ کہ عمل خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لیے کیا جائے اور دوسری یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی ثابت شدہ سنت کے مطابق ہو۔ اور نماز میں آپ ﷺ روتے تھے۔ سینے سے اس طرح آواز آتی تھی جیسے ہنڈیا ابلتی ہو۔

❁ عمل کرتے وقت انسان ہر وقت خلوت میں نہیں ہوتا ہے۔ بے شمار کام جلوت میں ہوتے ہیں، تو چاہیے کہ آدمی اپنی عبادت کے وقت میں دیکھنے والوں کی طرف قطعاً متوجہ نہ

[1] صحیح البخاری، الأذان، باب الاذان لمسافر اذا کانوا جماعة ....، حدیث: 631.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ بلکہ اللہ کی طرف متوجہ رہے۔ جناب صالح بن خالدؒ کا قول ہے کہ:

"إِذَا أَرَدتَّ أَنْ تَعْمَلَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا فَأَنْزِلِ النَّاسِ مَنْزِلَةَ الْبَقَرِ إِلَّا أَنَّكَ لَا تَحْقِرْهُمْ"

"جب تم کوئی خیر کا کام کرنا چاہو تو لوگوں کے دیکھنے کو ایسے سمجھو گویا تمہیں کوئی بیل دیکھ رہا ہے۔ یعنی ان کی مدح و ستائش کی امید نہیں رکھنی چاہیے جیسے آدمی کسی حیوان کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر انہیں حقیر بھی نہ جانو۔"

اور جہاں اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت اور قبولیت کی امید ہو وہاں اس کی عظمت و جلال اور ہیبت بھی پیش نظر رہے۔ سلف صالحین کی سیرتیں دیکھنے پڑھنے کے لائق ہیں۔ جناب جعفر بن محمد بن علیؒ جو اہل بیت نبوی کے جلیل القدر فرزند ہیں، ان کے متعلق امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ بڑے زاہد اور اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ ایک بار میں نے ان کی معیت میں حج کیا۔ جب ہم ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے اور احرام باندھنے لگے اور تلبیہ پکارنے کا وقت آیا تو میں نے دیکھا کہ قریب ہے کہ انہیں غش آ جائے۔ بعد میں میں نے اس کے متعلق دریافت کیا......؟ تو فرمانے لگے:

"يَا ابْنَ أَبِي عَامِرٍ! إِنِّي أَخْشَىٰ أَنْ أَقُوْلَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، فَيَقُوْلُ لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ"

"اے ابن ابی عامر (مالک)! مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تو "لبيك اللّٰهمّ لبّيكَ" کہوں اور اللہ کی طرف سے جواب آئے۔ "لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ" (تیری حاضری قبول نہیں)۔"

امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ یہی کیفیت ان کے دادا جناب علی بن الحسین (زین العابدینؒ) کی تھی، بلکہ ان پر غشی طاری ہوگئی، وہ اپنی اونٹنی سے گر گئے اور ان کا چہرہ زخمی ہوگیا۔ [1]

❁ یہ تصور اور یقین کہ "نماز" اللہ کے حضور قربت کا اہم ترین اور سب سے بڑھ کر

[1] التمهيد لابن عبدالبر جلد: 1 ص: 388.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پسندیدہ عمل ہے۔ اس کے ذریعے بندہ اپنے ربّ سے مناجات اور سرگوشیاں کرتا ہے۔ اس کے حضور اپنی حاجات پیش کرتا ہے۔ اور اللہ بھی اپنے بندے سے بے انتہا قریب ہوتا ہے۔

❁ نماز کی طرف کھڑے ہونے سے پہلے طبعی عوارض کھانے پینے کی لازمی ضرورت پوری کر لینی چاہیے، بشرطیکہ کھانا حاضر اور تیار ہو جیسے کہ عموی طور پر رمضان میں افطاری کے وقت ہوتا ہے۔ اسی طرح قضائے حاجت کا مسئلہ ہے۔

علماء کا کہنا ہے کہ جسم روح کی سواری ہے۔ جس طرح سواری سے کام لینے کے لیے ضروری ہے کہ اسے مطمئن رکھا جائے، اسی طرح انسانی جسم اور روح کا معاملہ ہے، اگر جسم کی فطری اور طبعی ضرورتیں پوری نہ کی جائیں تو طبیعت نماز اور دیگر عبادات میں یکسو نہیں رہ سکتی۔

چنانچہ کھانے کے سلسلے میں امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب یہ قول بڑا دلچسپ ہے:

"لَأَنْ أَجْعَلَ طَعَامِيْ كُلَّهُ صَلَاةً خَيْرٌ مِنْ أَنْ أَجْعَلَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا طَعَامًا."

''میں اپنے کھانے کو سراسر نماز بنالوں یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ اپنی ساری نماز کو کھانا بنائے رہوں۔''

یعنی کھانے کے دوران میں یہی فکر دامن گیر رہے کہ اس سے جلد جلد فارغ ہو کر تسلی سے نماز پڑھوں، یہ بہت بہتر ہے اس فکر سے کہ پوری نماز میں کھانے ہی کی طرف دھیان لگا رہے۔

ملاحظہ:

کھانے پینے کی طبعی ضرورت پوری کرنا بجا ہے مگر اس میں احتیاط از حد ضروری ہے کہ پُرخوری ایک بری عادت ہے۔ حد سے زیادہ شکم سیری طبیعت میں توانائی کی بجائے سستی اور کاہلی لاتی ہے۔ آدمی معمول کے عام کاموں میں بھی سست ہو جاتا ہے۔ جبکہ عبادت اور ذکر اذکار کا معاملہ اور بھی اہم اور حساس ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ اور سلف صالحین کی زندگیاں اس سلسلہ میں بہترین نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ اگر چاہیں تو سرزمین مکہ کو آپ کی خاطر سونے کی بنا دیا جائے۔ تو آپ نے فرمایا: ''نہیں'' اے میرے اللہ! میں ایک دن شکم سیر رہوں کہ تیرا شکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروں اور ایک دن بھوکا رہوں کہ تیرے سامنے عاجزی کروں (یہ بہتر ہے)۔ ❶

❀ فرضی روزوں کے علاوہ نفلی روزوں کی ترغیب میں بھی یہی حکمت پوشیدہ ہے کہ پیٹ خالی رہنے سے طبیعت میں صفائی اور دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔ پُر خور آدمی عبادت میں بہت زیادہ کسل مندی کا شکار ہوتا ہے۔ اگر وہ عبادت کرتا بھی ہے تو بغیر کسی خشوع خضوع کے کرتا ہے۔ حالانکہ عبادت کی اصل اصیل یہی خشوع ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانِ ہمیشہ پیش نظر رہے:

"مَامَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرّاً مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَ ثُلُثٌ لِنَفَسِهِ." ❷

''آدمی نے پیٹ سے بڑھ کر برا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں۔ اگر ضروری ہی ہو تو پیٹ کا تیسرا حصہ کھانے کے لیے، تیسرا حصہ پینے کے لیے اور تیسرا حصہ سانس کے لیے ہونا چاہیے۔''

مسنون وضو کی اہمیت:

وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اگر فرامینِ نبوی ﷺ کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ "خشوع فی الصلاۃ" کا اولین مرحلہ یہیں وضو اور طہارت سے شروع ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھاتے ہوئے قرأت میں کچھ خلط ملط ہو گیا تو آپ نے نماز کے بعد فرمایا:

((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُوْنَ الطُّهُوْرَ، فَإِنَّمَا يُلَبِّسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ أُولٰئِكَ)) ❸

---

❶ جامع ترمذی، الزهد، باب ما جآء فی الكفاف والصبر علیه وقال: هذا حديث حسن۔ وقال الألباني: ضعيف جدًا، انظر: ضعيف الجامع، حديث: 2704۔

❷ (صحيح) ترمذی، الزهد، باب فی كراهية كثرة الأكل، حديث: 2380۔

❸ النسائی، افتتاح الصلاة، باب القراءة فی الصبح بالرّوم، حديث: 948، وقال الألباني: ضعيف۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، مگر وضو درست نہیں کرتے......! یہی لوگ ہمارے قرآن میں خلط کا باعث بنتے ہیں۔"

جب ایک نمازی کے وضو کی خرابی، امام اور دوسرے لوگوں کی نماز میں خلل کا باعث ہو سکتی ہے تو پھر اس کی اپنی نماز کا کیا حال ہوگا؟ اسی طرح وضو کرتے ہوئے، اعضاء کو تین بار سے زیادہ دھونا یا پانی کا اِسراف اور حد سے زیادہ استعمال غفلت اور کوتاہی ہی نہیں، ایک بڑا گناہ بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ وضو کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: "یہ کیا اِسراف ہے؟" تو انہوں نے عرض کی کہ کیا وضو میں بھی اسراف ہے......؟ آپ نے فرمایا: ہاں، خواہ تم کسی چلتی نہر/دریا کے کنارے پر بھی ہو۔ ❶

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس بارے میں از حد احتیاط برتنی چاہیے۔

وضو اور نماز کے لیے مسواک کرنے کی بے انتہا تلقین و فضیلت آئی ہے۔ ❷

---

❶ ابن ماجہ/السلسلہ الصحیحہ، حدیث: 3292. مسند أحمد : 221/2، سنن ابن ماجہ، الطهارة، باب ما جاء فی القصد...... ، حدیث : 425۔

❷ معروف حدیث ہے، 'السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ. (مسواک منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے) [بخاری تعلیقاً باب السواك الرطب واليابس للصائم] اور فرمایا: لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. (متفق علیہ) "اگر میری امت کے لیے مشقت نہ ہوتی تو میں انہیں حکم دے دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کیا کریں"۔ اور اس کی فضیلت میں یہ روایت ہے کہ "فَضْلُ الصَّلَاةِ الَّتِي يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِينَ ضِعْفًا۔" (احمد ابن خزیمہ، حاکم، دار قطنی وغیرہ) "وہ نماز جس کے لیے مسواک کی گئی ہو، بغیر مسواک کے نماز سے ستر گنا فضیلت رکھتی ہے"۔ ضعیف روایت ہے۔ اگرچہ امام حاکم نے اسے صحیح علی شرط مسلم کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ بہرحال مسواک کی اہمیت اور فضیلت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ صرف متعین ثواب کی فضیلت صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ (سلسلة الاحاديث الضعيفة، حدیث: 1503)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے نماز کی فضیلت اور درجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ شیخ شوکانیؒ فرماتے ہیں:

''چونکہ نماز میں ذِکر کا عمل ''زبان'' سے ادا ہوتا ہے۔ اس لیے اسے بالخصوص نظیف رکھنے کی تلقین آئی ہے۔ جبکہ آپ نے ایک بار محض سلام کا جواب وَعَلَيْكُمُ السَّلَامْ کہنے کے لیے تیمم کیا تھا۔ اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ((كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ اِلَّا عَلٰى طُهْرٍ)) ❶ ''مجھے یہ بات ناپسند ہوئی کہ میں اللہ کا ذِکر غیر طاہر کیفیت میں کروں۔''

اس کے مقابل نماز کا عمل بہت ہی اہم ہے اور مسواک خشوع کے لیے بھی از حد مدد معاون ہے۔ ❷

نماز کے لیے پاکیزہ لباس، پاکیزہ جگہ اور پر سکون ماحول اختیار کرنا لازمی اور خشوع کے لیے انتہائی ناگزیر ہے۔

❀ مرد حضرات کو فرض نمازوں کے لیے مسجد میں آنا لازمی ہے۔ البتہ نوافل کے لیے اور خواتین کے لیے گھر کا وہ حصہ ہونا چاہیے جہاں لایعنی شور وشغب نہ ہو۔ وہاں تصویریں یا ایسی چیزیں نہ ہوں جن کی طرف کشش ہو سکتی ہو۔ اسی لیے منقش مصلّے اور جا نمازیں نامناسب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو بالخصوص اور ساری امت کے لیے بھی یہی حکم ہے:

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝﴾ (المدثر : 4/74- 5)

''اپنے لباس کو پاکیزہ رکھیے اور ناپاکی سے دور رہیے۔''

❀ نماز کے لیے لباس پاک، صاف، ساتر اور مسنون انداز میں خوبصورت ہو۔ یہ چیزیں نماز، تلاوت، ذِکر اور دعائیں تدبر، تفکر، استحضار اور خشوع کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ اور آپ ﷺ خوشبو بھی بہت استعمال کیا کرتے تھے اور قرآن حکیم کا حکم بھی ہے:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف : 31/7)

''اے اولادِ آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو (لباس سے) آراستہ کر لیا کرو۔''

---

❶ أبوداود، الطهارة، باب أيرد السلام وهو يبول، حديث: 17، قال الالبانی، صحیح.

❷ تحفه الذاكرين.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج کل تقلیدِ مغرب میں جس طرح کے لباسوں کا چلن عام ہو رہا ہے، یہ ایک طرف شرعی ستر کے تقاضے پورے نہیں کرتے تو دوسری جانب ان پر عجیب طرح کے نقش و نگار بھی بنے ہوتے ہیں، اور کہیں ان پر بہت کچھ لکھا بھی ہوتا ہے۔ پھر لوگ اسی لباس میں مسجد میں آ جاتے اور دوسروں کے لیے تشویش اور انتشارِ فکری کا باعث بنتے ہیں۔

اذان کہنے اور اوّلین وقت میں حاضری:

ہر طرح کی نیکی اور خیر میں اوّلیت حاصل کرنا اور اس کا ذوق و شوق ایک بہت بڑا انعام ہے، جو عظیم لوگوں کے حصے میں آتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ ﴾

"اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں۔ وہی اللہ کے مقرب ہوں گے، نعمتوں بھری بہشتوں میں۔" (الواقعۃ: 56/10۔12)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوْا لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا إِلَيْهِ)) ❶

"اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان کہنے اور صف اول میں کیا کچھ فضیلت اور اجر و ثواب ہے......! (تو اس کے لیے سب ہی ٹوٹ پڑیں) پھر اس کے لیے قرعہ اندازی کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہو تو قرعہ اندازی ہی کریں۔ اسی طرح اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ نماز کے لیے اولین وقت میں آنے کا اجر و ثواب اور اس کی کیا فضیلت ہے تو لوگ ضرور ہی اس کی طرف جلدی سے آئیں۔"

اور ظاہر ہے کہ جو آدمی اپنے کام کاج میں انتہائی مصروف ہو اور وہ بڑی مشکل سے بھاگم بھاگ نماز کے لیے آئے، اس کا دل و دماغ لازمی طور پر ان بکھیڑوں ہی میں الجھا ہوا ہو گا جن سے وہ نکل کر گیا اور پھر جلدی سے اس کی طرف آنا چاہتا ہو۔ بمقابلہ اس کے جو

❶ بخاری۔ کتاب الاذان، باب الاستهام فی الأذان، حدیث: 615.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فراغ ذہنی کے ساتھ حاضر ہو وہ یقیناً پہلے آدمی سے افضل و اعلیٰ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بھلائی کی طرف سبقت کے اس جذبے اور عمل کی وجہ سے آدمی کو ''خشوع فی الصلاۃ'' کا انعام مل سکتا ہے۔

اور کجاوہ جو فیس بک، ٹی وی اور وی سی آر وغیرہ کی آفتوں میں لتھڑا ہوا ہو اور سکرین کی تصویریں اس کے دماغ میں نقش ہوں...... تو نماز میں اس کا دل کیسے لگے گا؟...... اور علماء و مفکرین بتاتے ہیں کہ تصویروں کا نقش بہت دیر تک لوحِ دماغ پر حاوی رہتا ہے...... اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تصویروں کی اس قدر زیادہ حوصلہ شکنی فرمائی ہے۔

❁ نماز شروع کرنے کے لیے: ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین) اور ہاتھ باندھنا بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی بندہ عام دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ اس عمل کی محبوبیت اور بندے کی سائلانہ حالت اور فقیری کا یہ مظہر ایسا ہوتا ہے کہ فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِيْ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ))[1]

''اللہ تعالیٰ بڑا حیادار اور سخی ہے۔ اسے حیا آتی ہے کہ بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے تو وہ انہیں خالی اور محروم لوٹا دے۔''

دوسرے الفاظ ان سے بھی بڑھ کر ہیں:

((إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَضَعُ فِيهِمَا خَيْرًا))[2]

''اللہ تعالیٰ بڑا ہی رحیم، حیادار اور کریم ہے، اسے اپنے بندے سے حیا آتی ہے کہ بندہ اس کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے اور وہ ان میں کوئی خیر نہ رکھ دے۔''

❁ نماز کے تمام اذکار، تسبیحات، تکبیرات، ثناء، تعوّذ، الحمد، قراءۃ قرآن، تسبیحاتِ

---

[1] الترمذی، الدعوات، حدیث: 3556، أبو داود۔ الوتر۔ باب الدعا۔ حدیث: ١٤٨٨

[2] مستدرك حاكم، كتاب الدعا والتكبير۔ حديث: 1876.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکوع و سجود، قومہ، سجدوں کے درمیان، کلمات تشہد، درود و سلام اور آخر میں دعائیں، سب معنی و مفہوم پر غور اور توجہ سے پڑھے جائیں، جب اِن اذکار کو گاہے بگاہے بدل کر پڑھا جائے تو ان کی معنویت بہت پُر لطف اور پُر تاثیر ہو جاتی ہے۔

قرأت سے پہلے تعوذ تو بڑی توجہ و انہماک سے پڑھنا چاہیے۔ سنن ابی داود وغیرہ میں اس کے الفاظ میں قدرے تفصیل ہے:

((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ)) ❶

''میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، جو خوب سننے والا، جاننے والا ہے، شیطان مردود کے شر سے، اس کے وسوسوں سے، اس کی (تکبر آمیز) پھونک سے اور اس کی ایسی پھونک سے جو غلط شعر و شاعری کی طرف آمادہ کر دے۔''

یہ دعا شیطانی وساوس اور نماز میں فضول قسم کے خیالات سے تحفظ و بچاؤ کا اولین رُقیہ اور دم ہے۔ اگر نماز کے دوران میں آدمی کسی وقت لایعنی خیالات میں الجھ جائے تو فوراً ''أعوذ باللّٰه'' پڑھ کر اپنی بائیں جانب پھونک لے۔ چنانچہ صحیح احادیث میں اس کا یہی علاج بیان کیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((أَنَّ عُثْمَانَ بْنِ أَبِيْ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَلَاتِيْ وَبَيْنَ قِرَاءَ تِيْ يُلَبِّسُهَا عَلَيَّ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهٗ خِنْزَبٌ، فَإِذَا أَحْسَسْتَهٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، وَاتْفُلْ عَلٰى يَسَارِكَ ثَلَاثًا۔ قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّيْ)) ❷

---

❶ سنن أبي داود، الصلاة، باب من رأى الاستفتاح......، حديث: 775. سنن ترمذی، ابواب الصلاة، باب مایقول عند افتتاح الصلاة، حدیث: 242۔

❷ مسلم۔ کتاب الاداب، باب التعوذ من شيطان الوسوسة، حديث: 2203، مستدرك حاكم: 244/4، حديث: 7514، وقال الذهبي: صحيح.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"جناب عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! شیطان میرے اور میری نماز وقرأت میں حائل ہو جاتا اور خلط ملط کر دیتا ہے......؟ آپ نے فرمایا: یہ ایک شیطان ہے جس کا نام "خِنزِب" ہے۔ جب تو اسے محسوس کرے تو "أعوذ باللّٰہ" پڑھ کر اپنی بائیں جانب تھتکار دیا کر۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ نے اس کو مجھ سے دور کر دیا۔"

❁ اسی طرح اگر آدمی صبح شام کے تمام مسنون اذکار اور تعوذات اپنا معمول بنا لے تو ان کی ظاہری و باطنی بڑی برکات وعظیم فوائد ہیں۔ خاص طور پر نماز وعبادت میں خشوع اور شیرینی و چاشنی حاصل ہوتی ہے۔ چند اذکار نافعہ یہ ہیں:

گھر سے نکلتے وقت کی دعا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی اپنے گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ))

"اللہ کے نام سے، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا ہر خرابی سے بچاؤ اور ہر خیر اور بھلائی کی طاقت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔" تو اسے کہا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت ملی، تیری کفایت ہوگئی اور تو بچا لیا گیا اور شیطان اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ تو دوسرا شیطان کہتا ہے: تیرا داؤ اس پر کیسے چل سکتا ہے جسے (اس کے اللہ کی طرف سے) ہدایت مل گئی ہے، اس کی کفایت کی گئی ہے اور اسے تحفظ اور بچاؤ حاصل ہے۔ ❶

مسجد میں داخل ہونے کی دعا:

مسجد میں داخل ہونے کی دعا کی برکات ملاحظہ فرمائیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

---

❶ أبوداود، الادب، باب مایقول إذا خرج من بیته، حدیث: 5090، وقال الألباني: صحیح۔ ترمذی، ابواب الدعوات، باب مایقول اذا خرج من بیته، حدیث: 3426، قال الألباني: صحیح.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ))

''میں شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، جو انتہائی عظمت والا ہے، میں اس کے انتہائی محترم چہرے کی پناہ میں آتا ہوں اور اس کے سلطانِ قدیم کی پناہ لیتا ہوں۔''

آپ نے فرمایا: ''جب بندہ یہ کہہ لیتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ یہ (شخص) تو آج سارا دن مجھ سے (میرے شر سے) محفوظ ہو گیا۔'' ❶

امام ابراہیم بن عبدالواحد المقدسیؒ جو حافظ عبدالغنی مقدسیؒ کے بھائی اور بڑے ہی عابد، زاہد اور متقی انسان تھے، ان کا معمول تھا کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ابتدا ہی میں تکبیر تحریمہ سے پہلے تعوذ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرتے تھے۔ ❷

❁ معانی کا فہم یا ان کا کامل ادراک اگر چہ ہر انسان کے بس کی بات نہیں، لیکن ایک عامی انسان کے لیے یہ یقین ہی کافی ہے کہ یہ کلمات طیبات اللہ تعالیٰ کی رضا و قربت کا عظیم ترین سبب اور رسول اللہ ﷺ کے فرمودہ اور پسندیدہ ہیں۔ جیسے کہ حضرت سفیان ثوریؒ کا یہ قول بیان ہو چکا ہے کہ بندہ یہ تصور جمائے کہ وہ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہے۔

خیال رہے کہ بعض جاہل قسم کے صوفیا لوگ نماز کے کلمات کو بس اپنے دل میں تصور کر لینا ہی کافی سمجھتے ہیں، اور وہ اپنے ہونٹوں کو حرکت نہیں دیتے۔ اس طرح کرنا خلافِ سنت ہے۔ آپ ﷺ کا عمل اور تلقین یہ ہے کہ نماز کے تمام اذکار و تسبیحات کو زبان سے بول کر ادا کرنا اور ہونٹوں کو حرکت دینا ضروری ہے۔ اور ہر کلمہ کی ادائیگی پر اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔

احادیث میں نماز کے اذکار و تسبیحات کئی طرح کے آئے ہیں۔ آدمی کو چاہیے کہ انہیں حفظ کرے، اپنے عمل میں لائے اور موقعہ بموقعہ حسب حال بدل بدل کر پڑھے اور دہرائے۔ کیونکہ محض ایک ہی ذِکر یا تسبیح یا ایک سورۃ یا پھر ایک ہی مقام کی تلاوت پر مداومت سے زبان اس کی عادی ہو جاتی ہے اور پھر بسا اوقات اس سے دل بھر سا جاتا ہے اور رٹے رٹائے الفاظ

❶ سنن أبی داود، الصلاة، حدیث: 446، قال الألبانی: صحیح.

❷ ذیل طبقات الحنابلہ۔ لابن رجب جلد: 2 ص: 98، بحوالہ "فلاح کی راہیں"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں آدمی کوئی زیادہ توجہ نہیں کرتا۔ اس لیے اذکار وتسبیحات بدل بدل کر پڑھنی چاہییں۔ یہ چیز تدبر آیات اور خشوع میں بہت مدد ومعاون ہے، جیسے کہ صالحین کا تجربہ ہے۔ اور حسب حال و احوال کسی آیت یا تسبیح وذکر کا بکثرت تکرار بھی جائز ہے اور خشوع کا باعث بھی۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے کہ آپ ایک بار اس آیت کریمہ ہی کا تکرار کرتے رہے:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴾ (المائدۃ : 118/5)

''اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں، اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بیشک تو سب سے بڑھ کر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔''

❁ بلکہ خشوع اور تضرع کے لیے اگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے فہم سے نوازا ہو تو بہت ضروری ہے کہ بندہ ان آیات اور ان کے احکام ومضامین کو اپنی ذات پر منطبق کرے اور بار بار دہرائے۔ اس سے بھی ایک عجیب کیف وسرور حاصل ہوتا ہے۔

علامہ اقبال کے متعلق آتا ہے کہ ان کے والد صاحب انہیں آیات قرآنیہ کو اپنے احوال پر منطبق کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ اور علامہ صاحب کا یہ شعر فی الواقع بہت عظیم ہے:

نہ ہو جب تک ترے دل پر نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے رازی نہ صاحبِ کشاف!

❁ سنن ظاہرہ مثلاً رفع الیدین، ہاتھ باندھنا، نظروں کا سجدے کی جگہ پر مرکوز رکھنا، رکوع، قومہ، سجدہ اور قعدہ وتشہد وغیرہ بالکل سنت کے مطابق اطمینان، سکون اور ٹھہراؤ سے ادا کرنا اور تشہد میں موقع بموقعہ انگلی سے اشارہ کرنا، ایسے اعمال ہیں جو یقیناً ایک صاحبِ ایمان کے لیے اس کی عبادت میں کیف پیدا کرتے اور خشوع کا باعث بنتے ہیں۔ بالخصوص جب بندہ اس نیت سے ان پر عمل پیرا ہوتا ہے کہ یہ اعمال اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے پوری زندگی کے معمولات رہے ہیں۔

علامہ سیوطیؒ نے امام ابن عبدالبرؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ نماز میں معروف مواقع پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رفع الیدین کا عمل اللہ تعالیٰ کی تعظیم، اس کی عبادت، اس کے سامنے گڑگڑانے، جھکنے اور زاری و عاجزی سے تعبیر ہے۔ اور اس میں سنتِ مصطفیٰ ﷺ کی اتباع ہے۔

طبرانی میں بسندِ حسن سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نمازی کا ہر اشارہ جو وہ نماز میں کرتا ہے، اور ہر انگلی کے اٹھائے جانے پر ایک نیکی یا ایک درجہ بڑھایا جاتا ہے۔" ❶

آدمی اگر اکیلا اور کسی اکیلی جگہ پر نماز پڑھ رہا ہو تو اپنی قراءت تسبیحات اور دعاؤں کو مناسب حد تک بلند آواز سے پڑھ سکتا ہے۔ اور یہ کیفیت سنت سے ثابت ہے اور خشوع کے لیے بہت حد تک مدد و معاون بھی ہے۔ جیسے کہ آپ ﷺ کا معمول تھا۔ ❷ بلکہ آپ نے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی تلقین بھی فرمائی تھی۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس کیفیت میں ریا کاری کا اندیشہ نہ ہو یا ساتھ کے دوسرے لوگوں کو کوئی تشویش نہ ہوتی ہو۔ بالخصوص باجماعت نماز میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

❁ بندے کو اپنی یا اپنے امام کی قراءت کے معانی کا فہم حاصل ہو تو سنت کے مطابق آیات کا جواب دے، رحمت کا سوال اور استغفار بھی اسی میں شامل ہے۔

❁ نماز کے دوران میں لغو حرکات سے احتراز بہت ضروری ہے مثلاً فضول کھجلی یا خارش، انگلیاں چٹخانا، پاؤں ہلاتے رہنا اور کھانسی کو کنٹرول نہ کرنا یا جمائیاں لیتے رہنا، بالوں کا سنوارنا، کپڑے درست کرنا یا مکھیاں اڑاتے رہنا۔ اسی طرح اِدھر اُدھر جھانکنا اور بالخصوص آسمان کی طرف دیکھنا تو صراحت سے منع ہے۔ یہ سب چیزیں آدابِ نماز کے منافی اور عدمِ خشوع کی علامت ہوتے ہیں۔

باطنی امور:

ان اعمال و اہتمام کے علاوہ بہت سے باطنی امور ہیں جن کا اہتمام انسان کی عبادت کو

---

❶ تنویر الحوالك شرح مؤطا إمام مالك، باب ماجاء فی افتتاح الصلاة.

❷ ابوداود، باب رفع الصوت بالقراءة حدیث: 1331. اور باب فی الجنب یؤخر الغسل۔ حدیث: 226.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے ہاں مقبول اور بندے کے لیے لذیذ و شیریں بناتے ہیں۔ مثلاً:

رزق حلال کا اہتمام:

کیونکہ حرام رزق بلکہ مشکوک رزق سے بھی دل کی دنیا سُونی ہو جاتی ہے۔ اور انسان سے عبادت اور ذکر و فکر کی لذت چھین لی جاتی ہے اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ صحیح مسلم کی معروف حدیث ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا ، اِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ فَقَالَ: ﴿يَا اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ (المؤمنون: 51/23) وَقَالَ: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنَ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ (البقره: 172/2) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ ، اَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ ، يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَ مَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ)) [1]

"اے لوگو! اللہ عزوجل پاک ہے اور وہ طیب اور پاکیزہ اعمال (چیزیں) ہی قبول فرماتا ہے۔ اس نے اہل ایمان کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ انہیں فرمایا ہے: اے رسولو! پاکیزہ اور حلال کھاؤ اور صالح اعمال اپناؤ، میں تمہارا ہر ہر عمل جو بھی تم کرتے ہو، اسے بخوبی جانتا ہوں۔ اور فرمایا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کھاؤ پاکیزہ طیب چیزیں جو ہم نے تمہیں دی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی جو لمبے سفر میں ہو، اس کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہوں، وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے اور کہے: اے میرے رب! اے میرے رب! مگر اس کا کھانا حرام کا ہو، پینا حرام کا ہو، لباس حرام کا ہو اور حرام سے غذا پائی ہو، تو اس کی دعا کیونکر قبول ہو؟"

اس کیفیت میں بندے کا ظاہری خشوع اور الحاح و تضرّع خواہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو، اس کی دعا کے لیے قبولیت کا باعث نہیں بن سکتا۔

[1] مسلم، كتاب الكسوف، باب قبول الصدقه۔ حديث: 1015۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں صحابہ کرام، تابعین عظام اور دیگر بزرگان دین کے مستجاب الدعوات ہونے کے بے شمار واقعات ملتے ہیں کہ ان کی دعائیں قبول ہوتیں اور ان کے دم جھاڑ میں بھی فوری اثر ہوتا تھا۔ اس کی حقیقت یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ربطِ کامل اور یقینِ راسخ رکھتے اور حرام کے شائبہ تک سے بچنے والے تھے۔

امام بخاریؒ کی سیرت میں بڑی خصوصیت کے ساتھ یہ واقعہ ذکر ہوا ہے کہ اُن کے والد محترم جناب اسمٰعیلؒ نے اپنی اولاد کے لیے جو مال چھوڑا اس کے متعلق انہوں نے بیان کیا کہ اس میں ایک درہم بھی مشکوک نہیں ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اللہ عزوجل نے ان کے فرزند ارجمند کو امیر المؤمنین فی الحدیث کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا۔ اور امام صاحب کی والدہ محترمہ کی عبادت اور دعاؤں میں جو عجز وتضرع تھا، وہ بھی مشہور ومعروف ہے کہ امام بخاریؒ بچپن میں نابینا ہو گئے تھے۔ تو اللہ نے والدہ کی دعا سے بیٹے کی بینائی لوٹا دی۔

اسی طرح جن نفوس قدسیہ کے ذکر ہائے خیر ہمارے لیے تزکیہ اور سکینت کا باعث ہیں اور ان کی مبارک تالیفات وتصنیفات کو اللہ پاک نے قبول عام بخشا ہے، اس کی بنیاد ان حضرات کی للّٰہیت وتقویٰ اور باطنی پاکیزگی اور رزقِ حلال سے مزین ہونا تھا۔

سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات جو ہمارے مقالے کا موضوع اور محور ہیں۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝﴾

''یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی، جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔''

ان آیات کریمہ میں جہاں نماز میں خشوع وخضوع پر فوز وفلاح اور آخرت میں جنت الفردوس کی وراثت کی خوشخبری دی گئی ہے، وہاں تیسری آیت اور اس کے بعد چھ ایسے امور ذکر کیے گئے ہیں جو اسلامی معاشرے اور انفرادی طور پر اہل ایمان کا امتیازی وصف ہیں۔ ان آیات کا سیاق اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا اہتمام بندے کے لیے عبادت میں لذت اور خشوع بلکہ کامیاب زندگی کا یقینی سبب ہیں۔ امام رازیؒ نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ امور یہ ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴾

"اور وہ جو (ہر طرح کی) لغویات سے منہ موڑے رہتے ہیں۔"

اس آیت میں لایعنی گفتگو اور ایسے تمام اعمال و مشاغل سے اجتناب کا بیان ہے، جن کا دین و دنیا میں کوئی فائدہ نہ ہو اور یہ امور یقیناً دل و دماغ کی روحانیت کو مردہ بنا دیتے ہیں۔ مثلاً موسیقی، ناچ گانے، بیہودہ مناظر، لغو کھیل اور ڈرامے دیکھنا اور فضول ناول اور ڈائجسٹوں کا چسکا، ایسے امور ہیں کہ یہ وقت کے ضیاع کے علاوہ دل کی دنیا کو اللہ و رسول اور ان کی دعوت سے غافل کرنے کا بھی سبب ہیں، اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی اس قسم کی مجلس اور محفل سے اٹھ کر مسجد میں آئے یا اپنے مصلے پر کھڑا ہو تو اس کے دل و دماغ پر یہی فضولیات مسلط رہیں گی، تو اس کے بعد نماز، قرأت اور ذکر و فکر میں اس کا دل کیونکر لگے گا؟ اللہ کا فرمان ہے:

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ﴾ (الاحزاب: 4/33)

"اور اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں رکھے ہیں۔"

یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک دل میں اللہ کی محبت اور ساتھ غیر کی محبت بھی جمع ہو۔ اس طرح کے لغویات کے ساتھ نماز اور ذکر و فکر میں دل لگے، یہ محال ہے......!

اس لیے جس صاحبِ ایمان کا شوق ہوتا ہے کہ اس کی نماز رسول اللہ ﷺ اور صالحین کی سی نماز ہو، اور اسے نماز میں خشوع و لذت حاصل ہو، تو اسے لغویات سے کنارہ کشی اختیار کرنا پڑے گی۔ تب ہی اسے یہ گوہر مقصود حاصل ہو سکے گا۔ واللہ هو الموفق

خیال رہے کہ مناسب حد تک بامقصد کھیل، تفریح اور بامقصد مطالعہ کسی صورت لغویات میں سے نہیں ہے۔ بلکہ "اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا" ❶ (تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے) کے تحت جسم کو تفریح دینا از حد ضروری ہے۔

ٹی وی، وی سی آر، انٹرنیٹ اور فیس بک وغیرہ کے آزادانہ فحش مناظر و مشاغل، قلب و نظر پر بری طرح حاوی ہو جاتے ہیں۔ اس بارے میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا یہ استنباط

❶ صحيح البخاري، الصوم، باب حق الجسم، حديث: 1975.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کس قدر نفیس اور قابلِ قدر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس گھر میں تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔''

لہٰذا دل کا یہ گھروندہ اگر لغویات کا صنم خانہ بنا ہوا ہو تو وہاں فرشتوں کی آمد، رحمتوں کا نزول اور اللہ کی طرف کشش اور اعمال میں حلاوت و شیرینی کیونکر آئے؟

تیرا دل تو ہے صنم آشنا
تجھے کیا ملے گا نماز میں

اور جنت، جو تمام اہل ایمان کا منتہائے نظر اور اللہ کا اپنے بندوں کے لیے سچا وعدہ ہے، اس کی صفات میں بالخصوص یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے ماحول اور فضاؤں میں ''لغو'' کا کہیں کوئی گزر نہ ہوگا۔

﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذّٰبًا ﴾ (النبا : 35/78)

''جنتی جنت میں کوئی لغو اور جھوٹ اور گناہ کی بات نہیں سنیں گے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلٰمًا﴾ (مریم : 62/19)

''وہ وہاں سوائے سلام اور سلامتی کے کسی طرح کی لغویات نہیں سنیں گے۔''

اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بات کس قدر عظیم ہے، وہ فرماتے ہیں:

''إِنَّ فِي الدُّنْيَا جَنَّةً مَنْ لَمْ يَدْخُلْهَا لَمْ يَدخُل جَنَّةَ الْآخِرَةِ''

''دنیا میں بھی ایک جنت ہے، جو اس میں داخل نہیں ہوتا وہ آخرت والی جنت میں بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔''

شیخ الاسلام نے کس قدر عظیم بات کہی ہے!

❀ ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُونَ ﴾ ''اور وہ جو زکوۃ دیتے ہیں۔''

دل کی دنیا ویران ہونے کا ایک بہت بڑا سبب مال کی حد سے بڑھی ہوئی محبت ہے۔ اور نماز میں خیالات و وساوس آنے کی سب سے بڑی وجہ اور سبب بھی یہی چیز ہے۔ کوئی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دکاندار ہو یا تاجر، کارخانہ دار، کاشت کار، یا عام مزدور بھی۔ خواتین اور ان کے امور خانہ داری، سبھی اس مرض کا شکار ہیں۔ لہٰذا جب تک اس تعلق کو اعتدال پر نہ لایا جائے، اللہ سے ربط وضبط مضبوط نہیں ہوسکتا۔ عبادت میں خشوع نہیں آ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے نماز اور زکاۃ کو ملا کر بیان فرمایا ہے۔ سورۃ المومنون میں فلاح پانے والوں کے اَوصاف میں اسی بات کا ذکر ہے کہ صدقہ وزکاۃ عبادت میں خشوع کے لیے ایک بہترین مؤثر عامل ہے۔

سورۂ المنافقون کے آخر میں ''لَھْو'' کی ہلاکت خیزیوں سے تحفظ کے لیے اِنفاق فی سبیل اللہ کا ذکر اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ صدقہ وزکاۃ اور دیگر اِنفاقات خیر انسان کو معراجِ انسانی تک لے جانے والے اعمال ہیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝﴾ (المنافقون : 63/9، 10)

''اے ایمان والو! تمھیں تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں! جس نے ایسے کیا تو ایسے لوگ ہی خسارہ پانے والے ہیں۔ جو ہم نے تمہیں دیا ہے، موت کے آنے سے پہلے پہلے اس میں سے خرچ کرلو، ورنہ بندہ کہے گا: اے میرے رب! ایسے کیوں نہ ہوا کہ تو نے مجھے تھوڑی مہلت دی ہوتی تو میں صدقہ کرتا اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا۔''

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات و ارشادات میں سے ہے کہ ''اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ''❶ ''آگ سے بچ جاؤ خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دینے سے ہو'' تب بھی اس سے دریغ نہ کرو۔

سورہ المؤمنون میں یہ فرمان مبارک اس سے پہلے ذکر کیے گئے عمل کا عظیم ترین سبب ہے۔ یعنی زکاۃ وصدقات دینے سے انسان بہت سے لغو کاموں سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ

---

❶ صحیح البخاري، الزکوة، باب اتقوا النار......، حدیث : 1417 صحیح مسلم، الکسوف، بیا الحث علی الصدقة، حدیث : 1016 .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب بندہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا بن جائے تو لامحالہ لغویات میں خرچ کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں بچتا۔ اور اگر کوئی لغویات میں اپنا مال کرے گا تو صدقہ و زکاۃ کے لیے اس کا ہاتھ اور دل تنگ ہوگا۔ "وَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ"

الغرض صدقہ و خیرات انسان کو لغو سے بچاتا اور "خشوع فی الصلاۃ" اور حلاوتِ ایمان و عمل سے سرشار ہونے کا بہترین سبب ہے۔ اور قساوتِ قلبی (دل کی سختی) کے ازالے کے لیے یقیناً اکسیر ہے۔

سیدنا ابولدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے دل کی قساوت اور سختی کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتُحِبُّ أَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ وَ تُدْرِكَ حَاجَتَكَ؟ اِرْحَمِ الْيَتِيْمَ ، وَامْسَحْ رَأْسَهُ وَأَطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِكَ يَلِنْ قَلْبُكَ وَتُدْرِكْ حَاجَتَكَ)) [1]

"کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے اور تمہاری مقاصد پورے ہوں؟ یتیم پر رحم کیا کرو، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور اپنے کھانے میں سے اسے کھلایا کرو، تمہارا دل نرم ہو جائے گا اور تمہارے کام بھی بن جایا کریں گے۔"

لہو ولعب ایک ایسی مہلک بیماری ہے جس سے نامی گرامی حسب ونسب والے ہلاک ہو کر نشانِ عبرت بن جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے سیدنا ابراہیم و یعقوب علیہم السلام کی معزز نسل کے بارے میں بالخصوص ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۟ۙ ﴾ (مریم : 59/19)

"پھر ان کے بعد ایسے ناخلف (برے جانشین) ہوئے کہ انہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔"

---

[1] حديث صحيح، السلسلة الصحيحة، حديث: 854. صحيح الجامع للألباني، حديث: 80۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوموں کی تاریخِ عروج وزوال بھی اسی حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ اتباع شہوات (ہواؤ ہوس اور وقتی لذات) سے نمازیں ضائع ہوئیں، پھر رفتہ رفتہ وہ دین وایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے اور بالآخر نشانِ عبرت بن گئے۔ (ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ) اللہ رحم فرمائے ہماری قوم کا حال بھی ان کے مستقبل کی نشاندہی کر رہا ہے۔

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

صحابہ کرام میں سے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہمارے لیے بڑا سبق آموز ہے کہ ایک بار وہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی اثنا میں ان کی نظر ایک فاختہ پر پڑی جو ان کے گھنے باغ میں سے نکلنے کے لیے ادھر ادھر اڑ رہی تھی اور اسے کوئی راہ نہیں مل رہی تھی۔ جناب ابوطلحہ اسے دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ نماز کی رکعات بھول گئے۔ اس کے بعد انہیں اس کا بہت افسوس ہوا اور کہا کہ یہ باغ تو میرے لیے فتنہ ہی بن گیا ہے۔ تب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی نماز میں اس مشغولیت اور فتنے کا ذکر کیا اور عرض کیا۔ کہ اے اللہ کے رسول! یہ باغ اللہ کے لیے صدقہ ہے، جہاں مناسب ہو آپ اسے خرچ فرما دیں۔ دیکھیے! آنجناب رضی اللہ عنہ نے نماز میں فکری انتشار کو ایک بڑا فتنہ جانا اور پھر اس کا علاج بھی تجویز کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔

- جبکہ اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی رونما ہوا کہ ایک انصاری وادئ قُف میں اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ باغ پھلوں سے لدا ہوا تھا۔ نماز کے دوران میں جوان کی نظر پھلوں پر پڑی تو طبیعت میں بڑی خوشی آئی اور پھر اسی میں الجھ کر رہ گئے اور نماز بھول گئے۔ بعد میں انہیں اس کا بہت افسوس ہوا اور کہنے لگے: یہ مال تو میرے لیے فتنہ ہے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اپنا واقعہ کہہ سنایا، اور کہا یہ مال اللہ کے لیے صدقہ ہے، آپ اسے کسی بھی خیر میں خرچ کر لیجیے۔ چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے پچاس ہزار میں فروخت کر دیا۔ بعدازاں اس مال کو "خَمسُون" کہا جانے لگا۔ [1]

[1] مؤطا مالک۔ کتاب الصلاۃ، باب النظر فی الصلاۃ اِلٰی مایُشغلك عنها.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے لیے بھی اپنی نمازوں میں حلاوت وشیرینی اور لذت حاصل کرنے کا ایک قابلِ عمل حل کثرت کے ساتھ صدقہ وخیرات کرنا ہے۔ اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔

❁ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴾ ''جو اپنی عصمتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔''

انسان کے طبعی وجنسی معاملات، امیر غریب، عالم جاہل، شہری دیہاتی اور مرد وعورت کے فرق کے بغیر ہر نوجوان کے اندرون کو اتھل پتھل کیے رہتے ہیں۔ اسلام نے ان کے فطری تقاضوں کی تسکین کے لیے حلال اور پاکیزہ راہ بتائی ہے یعنی شرعی نکاح اور متاہل زندگی۔ بندہ اسے اپنا کر خود کو شیطان کے حملہ سے بہت حد تک محفوظ کر لیتا ہے۔ بالخصوص عبادت میں پر سکون اور طبیعت کو خشوع وخضوع حاصل ہو سکتا ہے۔ احادیث میں غسلِ جمعہ کے مسائل میں اس کے کچھ اشارات ملتے ہیں۔

یہ تعلیم بھی سابقہ آیات سے معنوی طور پر شاندار ربط رکھتی ہے کہ جو بھی صاحبِ ایمان پاک دامن اور اپنے اہل خانہ ہی تک محدود رہے، مال کی زکوٰۃ دیتا ہو، اسے لغویات کے لیے وقت ہی کہاں ملے گا؟ اور اس کے پاس ایسا مال نہیں بچے گا جسے وہ فضولیات پر خرچ کر سکے۔ تو اس صدقہ کی برکت سے وہ ''خشوع فی الصلاۃ'' کے انعام سے بھی یقیناً بہرہ ور ہو کر دنیا وآخرت میں فوز وفلاح سے ہمکنار ہوگا۔

❁: اسی طرح امانت داری اور عہد (وعدہ ومعاہدہ) کی پاسداری بھی ایمان داروں کا امتیازی اور نمایاں وصف ہے۔ ان اوصاف کا تعلق انسان کی معاشرتی زندگی میں لوگوں کے مال ومنال سے تو ہے ہی، لیکن معنوی اعتبار سے ان کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے یعنی وہ امانت جو اللہ تعالیٰ نے دین وایمان کے احکام کی صورت میں بندے کو عطا کی ہوئی ہے اور بندہ بھی ہر روز کم از کم پانچ بار اس معاہدہ کی پاسداری کا اعادہ کرتا اور کہتا ہے:

((رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلاً وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا))

''میں اللہ کے رب ہونے، محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔''

اس عہد وپیمان اور امانت کی حفاظت کا لازمی نتیجہ سابقہ امور کی بخیر وخوبی انجام دہی کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صورت میں حاصل ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر "خشوع فی الصلاۃ" اور دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے سرفراز ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝﴾

"اور جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔"

ان تمام تعلیمات کی ابتدا نماز سے ہے تو انتہا حفاظت نماز پر ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یہ ایک مسلسل ریاضت و مجاہدہ، اور نفس امارہ کے خلاف جہاد ہے۔ اگر بندہ مسلسل اس پر عمل پیرا رہے تو اِن شاء اللہ مذکورہ بالا تمام فضائل اور بالخصوص خشوع فی الصلاۃ کا انعام پالے گا۔ اور اس کا نفس، نفس مطمئنہ بن جائے گا۔ اور نماز جب اس فکر کے ساتھ ادا کی جائے کہ نہ معلوم اس کے بعد کسی اور نیکی کا موقعہ ملے گا یا نہیں؟ اور ممکن ہے یہ میری آخری نماز ہو؟ تو اس طرح کے تصورات سے بندے کو ایک قابل قدر اخلاص اور خشوع و خضوع حاصل ہوگا۔ یہ حدیث جو پہلے بھی گزر چکی ہے اس بارے میں بہترین رہنما ہے:

((إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ)) [1]

"جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو ایسی نماز پڑھو گویا یہ تمہاری آخری الوداعی نماز ہے۔"

اس مضمون کو قرآن مجید میں سورہ اَنفال اور توبہ میں بھی ذکر کیا گیا، فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝﴾ (الانفال 8: 1-4)

"مومن تو وہ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں، اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں، اور وہ اپنے رب پر (کامل) توکل کرتے ہیں۔ جو نمازیں قائم کرتے اور جو ہم نے انہیں دیا ہے

[1] سنن ابن ماجه، الزهد، باب الحكمة، حديث: 4171. قال الألباني حسن.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے مؤمن ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے ہاں درجات ہیں، مغفرت ہے اور عزت والا رزق۔"

ان آیات کریمہ میں بھی ایک صاحبِ ایمان کے لیے دل کی نرمی اور خشوع کو کمالِ ایمان کی لازمی صفت قرار دیا گیا ہے۔ اور آیات کا سیاق وسباق ایسے اسباب و ذرائع کی نشاندہی کر رہا ہے جن سے دل کی سختی دور ہوتی ہے اور اس میں اللہ کا ڈر، اس کے لیے نرمی اور خشوع پیدا ہوتا ہے اور وہ ہیں:

- آیاتُ اللہ یعنی قرآن حکیم کی بلاناغہ تلاوت اور ان میں تدبر و تفکر کرنا۔
- اپنے تمام دینی و دنیاوی امور میں اللہ عزوجل پر کامل توکل کرنا۔
- نمازوں کی پابندی کرنا۔
- اور اِنفاق فی سبیل اللہ۔

یہ سب ایسے اعمال ہیں جن سے ایک بندۂ مومن کا ایمان بڑھتا اور اس کے دل میں خوف وخشیت اور خشوع وخضوع پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر ایسے ہی بندوں سے درجاتِ عالیہ، مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ ہے۔

علاوہ ازیں اس سورۃ میں اللہ کی راہ میں ہجرت فی سبیل اللہ، جہاد کی تیاری، اللہ کے وعدوں کا یقین، احقاقِ حق اور اِبطالِ باطل کو اپنا شعار بنانا، ہر معاملے میں اللہ سے مدد چاہنا، شعائر اللہ کی تعظیم، حج وعمرہ اور قربانی وغیرہ سبھی اعمال بندے کو کامل ایمان والا بناتے ہیں۔ اس کے ایمان کو بڑھاتے ہیں اور اس کے دل کو اللہ کے لیے خاشع بھی بناتے ہیں، جو نماز کے افضل ہونے اور جنت الفردوس میں فوز وفلاح کے درجات کی ضامن ہے۔ اور پھر ایسا ہی بندہ اس زمین پر اللہ کی برہان ہے۔

- "کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا۔" دل کی سختی دور کرنے، اس میں نرمی لانے اور خشوع پیدا کرنے کا تیر بہدف مسنون نسخہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ، وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِیْ))❶

''اللہ کے ذکر کے علاوہ باتیں زیادہ نہ کیا کرو۔ ذکر اللہ کے علاوہ زیادہ باتیں کرنا قساوت قلبی کا باعث ہے اور لوگوں میں سے سخت دل والا ہی سب سے بڑھ کر اللہ سے دور ہوتا ہے۔''

رب ذوالجلال کا بھی اپنے بندوں کو یہی حکم ہے۔

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (الجمعة : 10/62)

''اور اللہ کا ذِکر بہت زیادہ کیا کرو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔'' اور فرمایا:

﴿وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾ (الاحزاب : 35/33)

''اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

اور اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی تلقین فرمائی ہے:

((أَكْثِرُو ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ))❷

''لذتوں کو توڑ پھوڑ دینے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔''

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کو خطوط لکھتے وقت فرمایا کرتے تھے:

((حَاسِبُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوْا وَتَزَيَّنُوا لِلْعَرْضِ الْأَكْبَرِ))❸

''اپنا حساب کیے جانے سے پہلے خود اپنا محاسبہ کر لو، اور (اللہ کے حضور) بہت بڑی پیشی کے لیے بن سنور جاؤ۔''

دوسری روایت یوں ہے:

---

❶ جامع الترمذی، ابواب الزهد، حدیث: 2411، قال الألبانی ضعیف.

❷ ترمذی، ابواب الزهد، باب فی ذکر الموت، حدیث: 2307، قال الألبانی، حسن صحیح. مسند أحمد: 310/13، حدیث: 4925۔

❸ جامع ترمذی، ابواب الرقاق، حدیث: 2459، قال الألبانی: ضعیف.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((وَ زِنُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُوْزَنُوْا)) ❶

"وزن کیے جانے سے پہلے خود اپنا اپنا وزن کرلو۔"

اللہ کا ذکر، کثرت سے موت کی یاد اور اپنا محاسبہ کرنا دل کی سختی کو دور کرنے کا لازمی اور یقینی نسخہ ہے۔

مبارک اوقات:

بعض اوقات بندے کے دل میں اچانک یہ خیال اور شوق جوش کر آتا ہے کہ میں اللہ سے دعا کروں۔ یہ لمحہ بڑا ہی قیمتی اور مبارک ہوتا ہے اور قبولیت کی ساعت بھی۔ لہٰذا اس میں ضرور دعا کرنی چاہیے۔ علاوہ ازیں دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کچھ اوقات اللہ تعالیٰ نے ایسے بھی رکھے ہیں کہ ان میں عبادت اور دعا میں خشوع اور اللہ کے ہاں قبولیت کی توقع بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر بندہ ان اوقات میں دعا و عبادت میں مشغول ہو تو یقیناً طبیعت میں استحضار ہوگا۔ مثلاً:

❁ اذان اور اقامت کے درمیان کے اوقات

((عَنْ سَهْلِ بنِ سعدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ.قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ سَاعَتَانِ تُفْتَحُ فِيهِمَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَقَلَّمَا تُرَدُّ عَلٰى دَاعٍ دَعْوَتُهٗ عِنْدَ حُضُوْرِ النِّدَاءِ وَالصَّفِّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) ❷

"سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "دو اوقات ایسے ہیں کہ ان میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور بہت کم ہوتا ہے کہ ان میں کسی دعا کرنے والے کی دعا رد کی جائے۔ (ایک) اذان کے وقت اور (دوسرا) جب جہاد کی صفیں تیار ہو رہی ہوں۔"

❶ شرح السنه، ابن ابی شیبه: 96/7، حدیث: 34459، کتاب الزهد لابن المبارك: 103/1، حدیث: 306.

❷ صحيح الترغيب والترعيب، حدیث: 266۔ صحيح الجامع الصغير حديث: 3587.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ)) ❶

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اذان اور اقامت کے درمیان میں دعا رد نہیں کی جاتی۔''

❀ نزولِ بارش کا وقت بھی قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے:

((عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ ثِنْتَانِ مَاتُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَتَحْتَ الْمَطَرِ)) ❷

''جناب سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو اوقات کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں، ایک اذان کے وقت اور دوسری بارش میں۔''

تہجد کا وقت:

نماز فجر اور اس سے پہلے تہجد کا وقت نزولِ رحمت اور فرشتوں کی آمد کا وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل : 78/17)

''اور فجر کے وقت قرآن پڑھا کرو، یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔''

(یعنی اس وقت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں)

اللہ عزوجل آسمانِ دنیا پر تشریف لاتا اور ندا دیتا ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ، مَن يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ، مَنْ

---

❶ ابو داود، الصلاة، الدعا بين الأذان والإقامة، حديث: 521. وقال الألباني: صحيح۔

❷ مستدرك حاكم: 124/2، حديث: 2534۔ وقال الذهبي: صحيح۔ صحيح الجامع الصغير: 3087.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَلَهُ۔ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ...... ثُمَّ يَبْسُطُ يَدَيْهِ وَيَقُولُ: مَنْ يُقْرِضُ غَيْرَ عَدُومٍ وَلَا ظَلُومٍ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ)) ❶

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات جب اس کا آخری تہائی حصہ باقی ہوتا ہے، آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا اور ندا دیتا ہے... کون ہے جو مجھے پکارے؟ میں اس کی قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے؟ اور میں اس کو دوں۔ کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے؟ اور میں اس کو معاف کروں۔

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے... پھر اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ پھیلا دیتا اور فرماتا ہے کون ہے جو اس ذات کو قرض دے (یعنی مال خرچ کرے) جسے افلاس کا ڈر نہیں اور وہ کسی طرح سے ظالم نہیں اور یہ ندا ہوتی رہتی ہے حتیٰ فجر (صادق) طلوع ہو جاتی ہے۔"

اس وقت کی فضیلت اور مقبولیت کی احادیث بہت مشہور و معروف ہیں۔ اللہ کے بندے اس مبارک وقت سے کسی طور غافل نہیں رہتے، اللہ کے حضور نماز اور دعا و استغفار میں مشغول ہوتے ہیں۔ ذرا چرند و پرند ہی کو دیکھیے وہ بھی سحر کے وقت کس قدر چہچہاتے اور اپنے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں؟ مگر افسوس کہ یہ حضرتِ انسان خوابِ غفلت میں پڑا کس قدر نقصان کر لیتا ہے۔

❁ نمازِ فجر اور نمازِ عصر کا وقت فرشتوں کے نزول اور اجتماع کا اہم ترین وقت ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِي

---

❶ صحيح البخاري، الجمعة، باب الدعاء في الصلاة من آخر الليل، حديث: 1145۔ صحيح مسلم، صلاة المسافرين...... باب الترغيب في الدعاء، حديث : 758. صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء، حديث : 757۔ بحواله مشكاة المصابيح۔ باب التحريض على قيام الليل حديث: 1223 .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْافِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ، وَهُوَأَعْلَمُ بِهِمْ، كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ))۔ ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دن اور رات کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے ہیں، نمازِ فجر اور نمازِ عصر میں ان کا اکٹھ ہوتا ہے۔ رات کے فرشتے جب تمہارے پاس سے اوپر جاتے ہیں تو ان سے ان کا رب دریافت فرماتا ہے، حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق پہلے ہی بخوبی آگاہ ہوتا ہے: تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم انہیں نماز پڑھتے چھوڑ کر آئے ہیں اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔"

بندے کو جب یہ ایمان و یقین حاصل ہو جائے کہ اللہ کی نورانی مخلوق فرشتے اس کے حق میں گواہی دیں گے تو یقیناً بندۂ مومن کو اپنی نماز اور دعا میں بہت زیادہ خشوع حاصل ہو گا اور قبولیت کا یقین بھی۔

ظہر کے وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں:

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بِنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ اَرْبَعاً بَعْدَ أَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَقَالَ، اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ فَأُحِبُّ أَنْ يَّصْعَدَلِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ)) ❷

"سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھل جانے کے

---

❶ متفق علیه، صحیح بخاری، مواقیت الصلاة، باب فضل صلاة العصر، حدیث: 555، صحیح مسلم، مواضع الصلاة، باب فضل صلاتی الصبح والعصر......، حدیث: 1432.

❷ سنن الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجآء فی الصلاة عند الزوال، حدیث: 478، وقال حدیث حسن غریب، وقال الألباني صحیح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا کوئی صالح عمل اوپر (اللہ کی بارگاہ میں) جائے۔"

ایسے وقت میں جب کہ لوگ اپنے کام کاج سے تھکے ماندے آرام اور قیلولہ کر رہے ہوتے ہیں لیکن ایک صاحبِ ایمان کے لیے اپنے اللہ کے ہاں درجات حاصل کرنے کا بہترین وقت ہوتا ہے کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل رہے ہوتے ہیں۔

صلاۃ وسطیٰ.... نمازِ عصر ہے:

حصولِ رحمت کا ایک بہترین اور مبارک وقت نمازِ عصر ہے، [1] جسے قرآن کریم نے صلاۃ وسطیٰ (افضل نماز) قرار دیا ہے اور اس کی محافظت کی بالخصوص تلقین فرمائی ہے۔

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ﴾ (البقرۃ: 238/2)

"تم نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیانی نماز کی۔"

نمازِ عصر کا ضیاع بندے کے گھربار کے برباد ہونے سے بھی بڑھ کر ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلَّذِیْ تَفُوْتُہٗ صَلَاۃُ الْعَصْرِ فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَھْلَہٗ وَ مَالَہٗ)) [2]

"جس کی عصر کی نماز ضائع ہوگئی گویا اس کا اہل اور اس کا مال لٹ گیا۔"

---

[1] بعض حضرات نے یہ نکتہ نکالا ہے کہ لفظ "عصر"۔ "عصّارہ" سے ماخوذ ہے۔ یعنی نچوڑ اور خلاصہ۔ اور اللہ کی برکت کے حصول کے لیے دن کے اوقات میں سے یہ وقت بڑا اہم ہوتا ہے جبکہ دنیا دار اپنے اپنے دھندوں میں مشغول ہوتے ہیں۔

[2] صحیح البخاري، مواقیت الصلاۃ، باب اثم من فاتته العصر، حدیث: 552۔ صحیح مسلم، المساجد و مواضع الصلاۃ، باب التغلیظ فی تفویت صلاۃ العصر، حدیث: 626.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمازِ عصر کے فرائض سے پہلے چار رکعات نفل کی فضیلت:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَءً ا صَلَّی قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا)) ❶

''رحم فرمائے اللہ اس بندے پر، جو عصر سے پہلے چار رکعات پڑھتا ہے۔''

جب نوافل کا یہ درجہ ہے تو فرائض کا کیا مقام ہوگا......؟ اور معروف ہے کہ اس وقت میں دن کے فرشتے اوپر چڑھتے اور رات والے نیچے اترتے ہیں اور مؤمنوں کے اس مبارک عمل کا تذکرہ بارگاہِ صمدانی میں بالخصوص ہوتا ہے۔

مغرب کا وقت:

نظام کائنات میں ایک عظیم تبدیلی کا وقت ہوتا ہے کہ چمکتا سورج غروب ہو رہا ہوتا ہے۔ اللہ کے بندے اپنے دن کے سارے شور وشغب سمیٹ لیتے ہیں، مخلوقات کے لیے آرام وراحت کا وقت آ جاتا ہے۔ اسی طرح اس کائنات کی بساط بھی ایک وقت میں لپیٹ لی جائے گی۔ اس لیے اسی وقت میں اللہ رب ذوالجلال کی عبادت مطلوب ومرغوب عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ ﴾ (بنی اسرائیل : 78/17)

''نماز قائم کرو سورج ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی چھانے تک۔''

یہ وقت شیاطین کے نکلنے کا بھی ہوتا ہے۔ انسان اس شرارتی مخلوق کی شرارت سے اپنے رب کی پناہ حاصل کرتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ

❶ احمد، ترمذی، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی الاربع قبل العصر، وقال : هذا حديث حسن غريب، وقال الألبانی : حسن۔ : 430، .وسنده حسن، ابو داود، الصلاة، باب الصلاة، قبل العصر حديث: 1271، قال الألبانی، حسن.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَأَغْلِقُوْا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَ أَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرِضُوْا عَلَيْهِ شَيْئًا وَأَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ)) ❶

”جب رات کی تاریکی ہونے لگے، یا فرمایا جب شام ہونے لگے تو اپنے بچوں کو (باہر نکلنے سے) روک لیا کرو، بلاشبہ اس وقت شیطان پھیلتے ہیں۔ جب رات کا ایک حصہ گزر جائے تب انہیں (آنے جانے کی) اجازت دیا کرو۔ (اور رات کو) اپنے دروازے بند کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا کرو۔ بلاشبہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔ اپنے مشکیزوں کے تسمے باندھ دیا کرو اور اللہ کا نام لیا کرو، اپنے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھا کرو اور اللہ کا نام لیا کرو۔ خواہ ان پر ویسے ہی کوئی چیز رکھ دو اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔“

ایک مسلمان جب ان احادیثِ نبویہ کو اپنے دل و دماغ میں مستحضر رکھے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تعوذ میں یقیناً لذت محسوس کرے گا۔

نمازِ عشاء:

سونے سے پہلے نمازِ عشاء امتِ مسلمہ کا امتیازی وصف ہے، پہلی امتوں میں یہ نماز نہیں تھی۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَعْتِمُوْا بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ فَإِنَّكُمْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلٰى سَائِرِ الْأُمَمِ وَلَمْ تُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ)) ❷

”(عشاء کی) یہ نماز اندھیرے میں پڑھا کرو۔ بلاشبہ تمہیں اس میں باقی تمام امتوں پر

❶ صحيح البخاری، الاشربة، باب تغطية الإناء، حديث: 5623، صحيح مسلم، الأشربة، باب الأمر بتغطية الاناء......، حديث: 6012.

❷ سنن أبي داود، الصلاة، باب فى وقت العشآء الآخرة، حديث: 421 وقال الألبانی: صحيح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضیلت دی گئی ہے۔تم سے پہلے کسی امت نے اسے نہیں پڑھا۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَبْشِرُوْا إِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ)) [1]

تمہیں خوشخبری ہو، یہ نماز تم پر اللہ کا بہت بڑا انعام ہے۔تمہارے علاوہ اور کوئی (امت) نہیں جو اس وقت میں نماز پڑھتی ہو۔"

الغرض اعزاز و شرف کا ہر عمل انسان کے عزت و شرف میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ دنیا کی عارضی اور ناپائیدار عزت کے لیے انسان کتنی کتنی مشقیں جھیلتا ہے۔تو اس کے مقابلے میں اللہ کے ہاں جو عمل حقیقی طور پر شرف کا باعث ہے، اس پر عمل پیرا ہونے کا اہتمام تو سب سے بڑھ کر ہونا چاہیے۔فرض نمازوں کے تمام اوقات اللہ عزوجل کے حضور قرب و تقرب کے اوقات ہیں۔ جب ذہن میں یہ بات رہے تو نماز اور اس میں پڑھے جانے والے تمام اذکار میں، نمازی کا خشوع و خضوع یقیناً دوگنا ہوگا۔

رات کے وقت جاگ جانے پر دعا:

اگر رات کو سوتے میں کسی وقت کروٹ بدلتے ہوئے یا اتفاقاً آنکھ کھل جائے تو اس وقت کی جانے والی دعا بھی اللہ کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔ اور نماز بھی قبول ہوتی ہے۔ قبولیت کے اوقات، ان کے مواقع کا احساس اور تصور بندے کی دعا اور نماز کو بہت خشوع والا بنا دیتے ہیں۔ رات کے وقت میں دعا کی حکمت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو اپنے بندے کی یہ ادا بہت پسند آتی ہے کہ دن تو دن، رات کے وقت نیند کی حالت میں بھی یہ اپنے رب سے غافل نہیں۔ بلکہ اس کی طرف پلٹنے والا، اس کا سائل اور محتاج ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی

---

[1] بخاری، المواقیت، باب فضل العشاء، حدیث: 567. مسلم، المساجد، باب وقت العشاء، حدیث: 1483.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا کو قبول فرماتا ہے۔

((عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، أَوْدَعَا اُسْتُجِيْبَ، فَاِنْ تَوَضَّأَ وَصَلّٰى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ))

''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کی رات کو اتفاقاً آنکھ کھل جائے اور وہ یوں کہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" اور پھر کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، یا کوئی اور دعا کرے تو قبول ہو جاتی ہے اور اگر وضو کر کے نماز بھی پڑھ لے تو نماز مقبول ہو جاتی ہے۔'' ❶

نماز اللہ کی بندگی اور نمازی کے لیے دنیا و آخرت میں ہر طرح کے اعزاز و تعظیم کی ضمانت ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس میں دلجمعی، استحضار اور خشوع و خضوع کی ظاہری و باطنی صفات کو حتی الامکان جمع کر کے ہر طرح کی حسنات سمیٹ لی جائیں۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

یہ ایک عظیم المرتبت موضوع ہے، مجھ جیسے ناچیز نے اپنی بے بضاعتی اور فکر و نظر میں منتشر مواد کو نوک قلم کر دیا ہے۔ درحقیقت یہ مضمون کسی صاحبِ حال کے بیان اور تحریر کا منتظر ہے کہ وہ اس پر قلم اٹھائے تا کہ ہماری نمازیں سنور جائیں اور اللہ کو پسند آ جائیں۔ راقم کی

❶ بخاری، التهجد، باب فضل من تعارّ من الليل فصلّى حديث 1154.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریر میں اگر کوئی خیر ہے تو وہ سراسر اللہ عزوجل کا فضل وکرم ہے اور خطا میری طرف سے ہے۔ اور میں اللہ عزوجل سے عفوو درگزر کا خواستگار ہوں۔ اہل علم وفضل سے بھی اصلاح برائے اصلاح کا متمنی ہوں۔ واللہ الموفق۔

وصلى الله على النبي محمد وعلىٰ آله وأصحابه أجمعين

سوادکار

العبد

عمر فاروق بن عبد العزیز السعیدی السلفی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتویٰ امام ابن تیمیہؒ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استفادہ از فتاویٰ

امام ابن تیمیہؒ [1]

سوال

الف: قرآن وحدیث کی روشنی میں خشوع کا مفہوم کیا ہے؟

ب: کیا نماز میں خشوع واجب ہے؟

ج: نماز میں کون سی حرکات خشوع کے منافی ہیں اور کن کی اجازت ہے؟

د: وسوسہ کیا ہے، کیا وساوس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے؟

ھ: وساوس کا ازالہ کیسے ممکن ہے؟

و: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کیا مفہوم ہے کہ "میں نماز میں ہوتے ہوئے لشکر تیار کر رہا ہوتا ہوں" کیا ان خیالات کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کی نماز کامل ہوتی تھی؟

ز: نماز میں حضوریٔ قلب کی کیا فضیلت ہے؟

جواب

(ا) قرآن وحدیث میں "خشوع" کا مفہوم:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ﴾ (حم السجدۃ : 39/41)

[1] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہؒ، جلد 22 میں "باب ما یکرہ فی الصلاۃ" کے ضمن میں یہ مسئلہ تفصیل سے بیان ہوا ہے، عناوین اور ترتیب راقم مترجم کی طرف سے ہے۔ (س)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ تو زمین کو دبی دبائی دیکھتا ہے۔ پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ تروتازہ ہو کر ابھرنے لگتی ہے۔"

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ زمین اپنے "خشوع" (یعنی دبے ہوئے ہونے) کے بعد لہلہانے لگتی اور ابھرنے لگتی ہے۔ معلوم ہوا کہ "خشوع" کے لغوی معنیٰ سکون اور جھکاؤ کے ہیں۔ نبی ﷺ اپنے رکوع میں کہتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ اَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي)) ❶

"اے اللہ! میں نے تیرے لیے اپنی کمر جھکا لی، میں تجھ پر ایمان لایا، تیرا مطیع فرمان ہوا، میرے کان، میری آنکھیں، میرا دماغ اور میرے اعصاب اور پٹھے سب تیرے لیے جھک گئے۔"

آپ ﷺ نے حالت رکوع میں اپنے آپ کو "خاشع ہونا" عرض کیا ہے۔ کیوں کہ رکوع کرنے والا بہت ہی جھکا ہوا اور متواضع ہوتا ہے۔ سورہ المومنون کی آیت: "اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ" کی بھی یہی تفسیر ہے۔ مشہور تفسیر والبی ❷ کے علاوہ ابی بکر بن المنذر، ابن جریر طبری وغیرہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت مبارکہ کا ترجمہ "خَائِفُوْنَ، سَاكِنُوْنَ" کیا گیا ہے۔ یعنی "اہل ایمان اپنی نمازوں میں ڈرنے والے اور پرسکون ہوتے ہیں۔"

- امام مجاہد بن جبرؒ سے "السُّكُوْنُ فِيْهَا" "نمازوں میں سکون کرنے والے" منقول ہوا ہے:
- امام ضحاکؒ نے اس کا مفہوم "الرَّهْبَةُ لِلّٰهِ" "اللہ کے لیے ڈرنا" بیان کیا ہے۔

---

❶ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء فى صلاة الليل و قيامة، حديث: 771- سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة……، حديث: 760- وقال الألباني: صحيح-

❷ غالباً اس سے مراد علي بن أبى طلحه الوالبیؒ ہیں، جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر کے راوی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- امام حسن بصریؒ سے (خَائِفُوْنَ) "ڈرنے والے" منقول ہے۔
- ابوسنانؒ کہتے ہیں کہ "خشوع دل میں ہوتا ہے، اور یہ کہ بندہ اپنا پہلو اپنے مسلمان بھائی کے لیے نرم بنائے اور نماز کے دوران میں ادھر ادھر نہ جھانکے۔"
- امام قتادہ بن دعامہؒ سے مروی ہے کہ (اَلْخُشُوْعُ فِي الْقَلْبِ، وَالْخَوْفُ وَغَضُّ الْبَصَرِ فِي الصَّلَاةِ) "خشوع دل میں ہوتا ہے یوں کہ بندہ ڈرتا ہو، اور نماز کے دوران نظریں جھکائے رکھے۔"
- مختار القرآن (ابوعبید معمر بن المثنیٰ) میں ہے کہ (لَا تَطْمَحُ اَبْصَارُهُمْ وَلَا يَلْتَفِتُوْنَ) "ان کی نظریں ادھر ادھر نہیں اٹھتیں اور نہ وہ تانک جھانک کرتے ہیں۔
- الناسخ و المنسوخ (امام احمدؒ)، تفسیر اسحٰق بن راھویہ اور تفسیر ابن المنذر میں امام ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ ابتدا میں نبی ﷺ (نماز میں) اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھا لیا کرتے تھے، بعد میں آپ کو "خشوع" کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ اپنی نظر سجدے کی جگہ پر رکھنے لگے۔
- قتادہؒ فرماتے ہیں کہ "الخشوع فی القلب" "خشوع دل میں ہوتا ہے اور آنکھوں کا جھکاؤ بھی "خشوع" ہی کا حصہ ہے، جو ادھر ادھر دیکھنے کے برعکس ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝﴾ (القمر : 54/6۔ 8)

"پس (اے نبی!) آپ ان سے اعراض کیجئے۔ جس دن ایک پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف پکارے گا۔ یہ جھکی آنکھوں کے ساتھ قبروں سے اس کی طرف نکل کھڑے ہوں گے گویا وہ پھیلا ہوا ٹڈی دَل ہو۔ پکارنے والے کی طرف دوڑتے ہوں گے اور کافر کہیں گے یہ دن تو بہت سخت ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝ ﴾

(المعارج: 70/43- 44)

"جس دن وہ قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے، گویا کہ ہدف کی طرف تیز تیز جا رہے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی اور ان پر ذلت چھا رہی ہوگی، یہی ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔"

ان آیتوں میں روزِ محشر کا منظر بیان ہوا ہے کہ لوگ تیزی سے دوڑتے ہوئے جا رہے ہوں گے تو نظریں "خاشع" (یعنی جھکی ہوئی) ہوں گی۔ اور نماز والی آیت میں مجموعی طور پر عملِ نماز کو "خاشعین" کا عمل کہا گیا ہے۔ جیسے کہ سورہ بقرہ میں ہے:

﴿ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝ ﴾ (البقرة: 2/45)

"نماز لوگوں کے لیے ایک بھاری عمل ہے مگر خاشعین (عاجزی کرنے والوں) کے لیے۔"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ ﴾ (القلم: 68/42- 43)

"جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی، اور یہ لوگ سجدے کے لیے بلائے جائیں گے تو (کفار) سجدہ نہ کر سکیں گے، ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی اور ان پر ذلت و خواری چھا رہی ہوگی۔"

آوازوں کا پست ہونا اور دب جانا بھی خشوع میں سے ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ ﴾ (طٰه: 20/108)

"اور تمام آوازیں رحمٰن کے سامنے پست ہو جائیں گی۔"

خشوع کی حقیقت اس طرح بھی بیان کی گئی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۚ وَ تَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ﴾

(الشوریٰ : 42/44۔ 45)

''اور تُو دیکھے گا کہ ظالم لوگ عذاب کو دیکھ رہے ہوں گے کہ کیا واپس جانے کی کوئی راہ ہے؟ اور تُو انہیں دیکھے گا کہ وہ (جہنم کے) سامنے کھڑے کیے جائیں گے، مارے ذلت کے جھکے جاتے ہوں گے اور کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے۔''

اور فرمایا:

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۙ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۭ﴾ (الغاشیۃ : 88/ 2 تا 5)

''اس دن بہت سے چہرے جھکے ہوئے (اور ذلیل) ہوں گے، محنت کرنے والے، تھکے ہوئے، وہ دہکتی آگ میں جائیں گے۔ اور انہیں نہایت گرم چشمے کا پانی پلایا جائے گا۔''

المختصر خشوع کے دو معانی میں سے یقیناً یہی راجح ہے۔ ❶ جو نماز میں واجب ہے۔ لہٰذا جو شخص کوے کی طرح نماز میں ٹھونگے مارتے ہوئے سجدے پہ سجدہ کرے وہ کسی صورت ''خاشع'' نہیں ہوسکتا۔ اور ایسے ہی جو رکوع سے پوری طرح سر نہیں اٹھاتا اور اعتدال کے ساتھ کھڑا نہیں ہوتا، سجدے کے بعد بیٹھتا نہیں، وہ بھی سکون اختیار نہیں کرتا اور وہ خاشع نہیں ہے جبکہ سکون و اطمینان ہی عین خشوع ہے۔ اور جو نماز میں اطمینان و اعتدال نہیں کرتا وہ پُر سکون بھی نہیں ہوتا۔ اور جو پُر سکون نہیں ہوتا، اس کے رکوع سجود میں خشوع کہاں سے آئے گا؟ اور جو خشوع اختیار نہیں کرتا وہ گنہگار اور نافرمان ہے۔ جیسے کہ بیان ہوا۔

(ب) نماز میں خشوع واجب ہے!

رب ذوالجلال کا فرمان ہے:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۙ﴾ (البقرۃ : 2/45)

❶ یعنی ظاہری اعضا کا متواضع اور پُر سکون ہونا اور انتقالات میں ٹھہراؤ قائم رکھنا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، اور بلاشبہ یہ بہت بھاری ہے مگر خاشعین کے لیے۔''

اس آیت کریمہ میں ضمناً خشوع اختیار نہ کرنے والوں کی مذمت ہے۔ جیسے کہ تحویل قبلہ والی آیت میں ہے:

﴿وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ﴾ (البقرۃ: 143/2)

''بلاشبہ... اس نئے قبلہ کی پیروی..... لوگوں کے لیے بھاری ہے، مگر وہ جن کو اللہ نے ہدایت دے دی ہے۔''

اور سورہ الشوریٰ میں ہے:

﴿كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ﴾ (الشوریٰ: 13/42)

''مشرکین کے لیے یہ باتیں جن کی آپ دعوت دیتے ہیں، بہت بھاری ہو رہی ہیں۔''

ان آیات کے سیاق میں ایسے لوگوں کی نشان دہی اور مذمت ہے جن کے لیے اللہ تعالیٰ کے محبوب اعمال بھاری ہیں اور یہ چیز دین میں مذموم ہے۔ یہ مذمت اور ناراضی واجب امور کے ترک یا حرام کے ارتکاب کی وجہ ہی سے ہے۔

جب خشوع اختیار نہ کرنے والے مذموم ہیں تو اس کا لازمی مفہوم یہ ہوا کہ خشوع کرنا واجب ہے۔ اور آیت کریمہ: ﴿وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ﴾ میں مذکور خشوع سے لازمی طور پر نماز کے اندر کا خشوع مراد ہے۔ اگر یہ نماز سے باہر کا خشوع سمجھا جائے تو آیت کریمہ کا معنی و مفہوم ہی غلط ہو جائے گا۔ تب اس کا مفہوم یہ ہو جائے گا کہ...... جو لوگ نماز سے علاوہ خارج میں خاشع ہوتے ہیں، ان کے لیے نماز بھاری نہیں ہوتی...... اور جو اس کے اندر خاشع ہوں ان کے لیے بھاری ہوتی ہے...... اور یہ معنی و مفہوم آیت کریمہ کے مدلول کے سراسر خلاف اور منافی ہے۔

الغرض نماز میں خشوع واجب ہے۔ اور اس کے دلائل میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۷﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾﴾

(المؤمنون : 23/1- 11)

”یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی، جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں، جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں، جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے۔ یقیناً یہ ان پر کوئی ملامت نہیں۔ اس کے سوا جو اور ڈھونڈیں وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرنے والے ہیں۔ یہی وارث ہیں، جو فردوس کے وارث ہوں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہاں یہ خبر دی ہے کہ ان اوصاف کے حامل لوگ ہی جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ اس فرمان کا ظاہر یہ ہے کہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے وارث نہ ہوں گے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ عادات و خصائل واجب ہیں۔ اگر یہ مستحب محض ہوتے تو جنت الفردوس کی وراثت ان کے بغیر بھی حاصل ہو سکتی تھی۔ حالاں کہ جنت کا حصول واجبات و فرائض کی ادائیگی ہی سے ممکن ہے، نہ کہ مستحبات سے۔ اسی لیے یہاں ان ہی امور کا ذکر کیا گیا ہے جو واجب ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ ”نماز میں خشوع بھی واجب ہے۔“

خشوع ___ سکینت اور تواضع کی سب ہی کیفیات کو شامل ہے۔ اس معنی میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بھی آتی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنی نماز کے دوران میں اپنی داڑھی سے مشغول تھا، تو آپ نے فرمایا: ((لَوْ خَشَعَ قَلْبُ هٰذَا لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهُ)) ”اگر اس کا دل خاشع ہوتا تو اس کے اعضاء بھی خاشع اور پرسکون ہوتے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نماز میں خشوع کے واجب ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے تارک کو بڑی سخت وعید سنائی ہے۔ مثلاً جو شخص دورانِ نماز میں اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائے اس کی یہ حرکت خشوع کے خلاف فرمائی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ)) ❶

''ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ اپنی نمازوں میں اپنی نظریں (اوپر کو) اٹھاتے ہیں۔''

بلکہ اس سے بھی سخت تر الفاظ میں فرمایا:

((لَیَنْتَهِیَنَّ عَنْ ذَالِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارَهُمْ)) ❷

''یہ لوگ اس کام سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں ہی اچک لی جائیں گی۔''

اور ایک روایت میں ہے:

((أَوْلَا تَرْجِعُ اِلَیْهِمْ اَبْصَارُهُمْ)) ''یا ان کی نظریں ہی ان کی طرف واپس نہیں لوٹیں گی۔ ❸

الغرض نماز کے دوران میں آسمان کی طرف نظریں اٹھانا خشوع کے منافی ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اس عمل کو حرام ٹھہرایا اور اس کے مرتکب کو وعید سنائی ہے۔

(ج) خشوع کے منافی یا غیر منافی حرکات:

1- بلا ضرورتِ شرعی نماز میں ادھر ادھر دیکھنا، خشوع کو کم کر دیتا ہے۔ مگر مجموعی طور پر

❶ بخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصر الی السماء فی الصلوٰۃ، رقم: 750.

❷ بخاری، الاذان، باب رفع البصر الی السماء فی الصلاۃ، رقم 750، مسلم، کتاب الصلاۃ، باب النهی عن رفع البصر الی السماء فی الصلاۃ، رقم: 966- 967.

❸ نیل الاوطار، (جلد 2/210) میں بحوالہ جامع حماد بن سلمہ عن ابی مجلز لکھا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ نظریں اُچک لیے جانے کا سبب وہ انوار ہوں جو نماز کے دوران میں آسمان سے نازل ہوتے ہیں جیسا کہ سیدنا اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ اللہ اعلم بالصواب... بہرحال سبب خواہ کوئی بھی ہو، اس عمل کو رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں خلاف ادب وخلاف خشوع قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خشوع کے منافی بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے ایسے آدمی کی نماز کو.... جو اِدھر اُدھر دیکھے.... ناقص قرار دیا ہے (باطل نہیں ٹھہرایا)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آدمی نماز کے دوران میں اِدھر اُدھر جھانکتا ہے؟ فرمایا:

((هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ))❶

"یہ ایک اُچکنا ہے جو شیطان بندے کی نماز میں سے اُچک لیتا ہے۔"

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ اللّٰهُ مُقْبِلاً عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِيْ صَلَاتِهِ مَالَمْ يَلْتَفِتْ ، فَإِذَا الْتَفَتَ إِنْصَرَفَ عَنْهُ))❷

"جب بندہ نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ مسلسل بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے، بشرطیکہ اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ جب وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ بھی اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔"

ہاں اگر شرعی ضرورت یا شدید حاجت ہو تو دیکھ لینے میں کوئی حرج بھی نہیں۔❸

جناب سہل بن الحنظلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي صَلَاةَ الصُّبْحِ ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ. . . . قَالَ أبوداود . . . . .

---

❶ بخاری، كتاب الاذان، باب الالتفات فی الصلاة، رقم: 751، ابوداود، الصلاة، باب الالتفات فی الصلاة، رقم: 910.

❷ ابوداود، الصلاة، باب الالتفات فی الصلاة، حدیث:909، نسائی، السهو، باب التشديد فی الالتفات فی الصلاة، وقال الألبانی: صحیح۔ رقم:1196.

❸ علماء حدیث یہاں وضاحت کرتے ہیں کہ کن انکھیوں سے دیکھ لینا جائز ہے یعنی منہ یا گردن نہ موڑے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا مقام انتہائی اعلیٰ اور بے نظیر ہے۔ یہ عمل آپ کے خشوع کے لیے کسی طرح بھی نقص کا باعث نہ تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ أَرْسَلَ فَارِساً إِلَى الشِّعْبِ مِنَ اللَّيْلِ يَحْرُسُ)) ❶

"نماز کی تکبیر کہی گئی..... یعنی فجر کی نماز کے لیے..... تو رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے (پڑھانے) لگے اور اس دوران میں آپ گھاٹی کے درے کی طرف بھی نظر اٹھا لیتے تھے۔ امام ابوداؤدؒ نے واضح کیا کہ..... دراصل آپ نے اپنے ایک سوار کو رات کے وقت اس جانب بھیجا ہوا تھا کہ وہ دشمن کی نقل وحرکت پر نظر رکھے۔"

آپ ﷺ کا یہ عمل بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ آپ نے ایک بار اپنی نواسی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھائی تھی۔ یہ ابوالعاصؓ بن الربیع اور سیدہ زینبؓ بنت الرسول کی صاحبزادی تھیں۔ ❷

❀ آپ نے ایک بار نماز کے دوران میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دروازہ بھی کھولا تھا۔ ❸

❀ ایک بار آپ نے تعلیم نماز کے لیے منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور سجدے کے لیے منبر سے نیچے اترے۔

❀ نماز کسوف کے دوران میں آپ پیچھے ہٹے۔ شیطان کو پکڑا اور اس کا گلا بھی دبایا، جب کہ اس نے آپ کی نماز تڑوانے کی کوشش کی تھی۔

❀ اور آپ نے مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ نماز کے دوران میں سانپ بچھو نظر آئے تو اسے قتل کر ڈالو۔ ❹

❀ آپ نے حکم دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نمازی کے آگے سے گزرنے کی کوشش

---

❶ ابوداود، كتاب الصلاة، باب الرخصة في ذلك، حديث:916. وقال الألباني: صحيح۔

❷ صحيح البخاري، الصلاة، باب اذا حمل جارية ، حديث: 516، ابوداود، كتاب الصلاة، باب العمل في الصلاة، حديث 917تا920، وقال الألباني: صحيح۔

❸ سنن أبي داود، الصلاة، العمل في الصلاة، حديث:922۔ وقال الألباني: حسن۔

❹ ابوداود، الصلاة، باب العمل في الصلاة، رقم 921۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے تو اسے روکے۔ اگر وہ نہ رکے اور گزرنے کے لیے بضد ہو تو اس سے لڑائی کرے۔ ❶

* اور خواتین کو تعلیم ہے کہ..... امام کو متنبہ کرنے کے لیے تالی بجائیں۔ ❷
* اور اسی طرح نماز کے دوران میں اشارہ کر دینے کا حکم بھی آتا ہے۔ ❸

الغرض اس طرح کے (معمولی اعمال اور حرکات) جو دوران نماز میں شرعی ضرورت و حاجت کے تحت ہوں تو مباح اور جائز ہیں لیکن بلا ضرورت شرعی کے ہوں تو عبث، اور خشوع کے منافی ہوں گی۔ لہٰذا ان سے گریز کرنا چاہیے

نماز میں رفع الیدین کسی طرح بھی "أسكنوا في الصّلاة" کے منافی نہیں:

دوران نماز کے مسائل اور حرکات سے متعلق ایک اہم مسئلہ مسنون رفع الیدین کا بھی ہے۔ بعض حضرات اسے سکون کے برخلاف سمجھتے ہیں۔ اور یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَالنَّاسُ رَافِعُوْا اَيْدِيْهِمْ- قَالَ الرَّاوِيْ- وَهُوَ زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَأُرَاهُ قَالَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: مَالِيْ أَرَاكُمْ رَافِعِيْ أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ، أُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ)) ❹

"رسول اللہ ﷺ تشریف لائے کہ لوگ اپنے ہاتھ اٹھا رہے تھے۔ راوی زہیر بن معاویہ نے کہا کہ نماز میں ـــــ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں کیا دیکھتا ہوں کہ تم اپنے ہاتھ ایسے اٹھاتے ہو جیسے کہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہوں؟ نماز میں سکون اختیار کیا کرو۔"

❶ أبوداود، كتاب الصلاة، باب مايؤمر المصلّى . . . . حديث:697. وقال الألباني: صحيح-

❷ أبوداود، باب التصفيق في الصلا:، حديث:939 .

❸ ابوداود، الصلاة، باب الاشارة في الصلاة، حديث:925,943. وقال الألباني : صحيح-

❹ مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة، رقم: 430- 431، ابوداود، الصلاة، باب السلام، حديث : 1000، نسائي، الصلاة، باب السلام بالأيدي في الصلاة، حديث : 1185 .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ صحیح مسلم (کی ایک روایت) میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے جب (آخری تشہد میں) سلام کا موقع آتا تو ہم ایک دوسرے کو سلام کہتے اور اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے۔ آپ نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اپنے ہاتھوں سے ایسے اشارے کرتے ہو گویا سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہوں؟ جب تم میں سے کوئی سلام کہنا چاہے تو اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہو، مگر اپنے ہاتھ سے اشارے نہ کرے۔''❶

الغرض آپ ﷺ نے نماز میں پُر سکون رہنے اور اطمینان اختیار کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا اس حدیث کا لازمی تقاضا ہے کہ نمازی کی ساری نماز میں مکمل سکون ہو۔ اور سکون ــــ اطمینان کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ تو جو آدمی نماز اطمینان اور تسلی سے ٹھہر ٹھہر کر نہیں پڑھتا وہ نماز میں سکون بھی نہیں کرتا۔ اور آپ کا یہ فرمان: ''اُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ'' اللہ تعالیٰ کے فرمان خشوع کے عین موافق و مطابق ہے۔ اور اہل الحدیث ہی سب سے بڑھ کر ان تعلیمات نبویہ کے پیروکار ہیں۔ وللہ الحمد والمنة۔

اور جس کا یہ خیال ہے کہ مندرجہ بالا احادیث میں ہاتھ اٹھانے کی جو نہی آئی ہے، اس سے مراد رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کی رفع الیدین ہے تو اس کا اسے معروف مسنون رفع الیدین پر منطبق کرنا غلط ہے۔ کیوں کہ حدیث میں بڑی وضاحت سے آیا ہے کہ صحابہ کرام نماز کے آخری تشہد میں سلام کے وقت اپنے دائیں بائیں جانب کے ساتھیوں کو ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے انھیں اسی سے منع فرمایا۔

یہ وضاحت ان الفاظ گرامی ''مَالِيْ أَرَاكُمْ رَافِعِيْ أَيْدِيْكُمْ كَأَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ'' سے آشکارا ہے۔ لفظ ''الشُّمْس'' شموس کی جمع ہے۔ یہ گھوڑے کی ایسی کیفیت کو کہتے ہیں جس میں اسے کوئی سکون نہیں ہوتا۔

مگر رکوع کی رفع الیدین عین وہی عمل ہے جو نماز شروع کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نماز کے شروع میں رفع الیدین مشروع اور مسنون ہے۔

❶ صحيح مسلم، رقم: 971.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اس حدیث میں رکوع کی رفع الیدین منع کیسے ہو سکتی ہے؟

اور آپ کا فرمان: ''اُسْکُنُوْا فِی الصَّلَاۃِ'' خود رفع الیدین کو بھی متضمن ہے (یعنی رفع الیدین کرتے ہوئے ہاتھ بڑے وقار، سکون اور ٹھہراؤ کے ساتھ اٹھائے جائیں نہ کہ لایعنی طور پر لہرا لہرا کر یا جھٹکے کے ساتھ) لہٰذا یہ رکوع والی رفع الیدین کے منافی نہیں ہے۔

ایک معروف امام نے، جو رفع الیدین کے قائل نہ تھے، عبداللہ بن مبارکؒ کے ساتھ نماز پڑھی۔ ابن مبارکؒ نے رفع الیدین، کی تو انھوں نے کہا: کیا تم اڑنا چاہتے تھے؟ تو ابن مبارکؒ نے کہا: ''اگر میں پہلی بار میں اڑ گیا ہوں تو دوسری بار بھی اڑ سکتا ہوں، اگر پہلی بار نہیں تو...... (دوسری بار کیوں اڑوں گا۔ جیسے کہ پہلی بار تم نے بھی کی ہے)۔ ❶

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رکوع کی رفع الیدین نماز میں سکون کے منافی ہے تو ان کی یہ بات کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ بلکہ رفع الیدین کا عمل رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے تواتر سے ثابت ہے۔ اور حدیث ''اُسْکُنُوْا فِی الصَّلَاۃِ'' کے کسی جہت سے بھی منافی اور معارض نہیں ہے۔ اگر بالفرض معارض ہو بھی تو رفع الیدین کے اثبات کی احادیث زیادہ تعداد میں بلکہ متواتر درجہ کی ہیں۔ جنہیں اس خبر واحد ''اُسْکُنُوْا فِی الصَّلَاۃِ'' پر ترجیح و تقدیم دینا واجب ہوگا۔ (جیسا کہ مانعین رفع الیدین کا اصول وقاعدہ ہے) اور یہ (رفع الیدین) آدابِ نماز کے کسی طرح منافی بھی نہیں ہے۔ جیسے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت کی رفع الیدین یا دیگر افعال جو دورانِ نماز میں ہوتے ہیں۔ بلکہ ''اُسْکُنُوْا فِی الصَّلَاۃِ'' (سکون) کا یہ عمل نماز کے جملہ اعمال میں سے ایک مستقل جزوی عمل ہے۔ جس کا تقاضا ہے کہ رکوع و سجود کے لیے جھکنے بیٹھنے میں بھی سکون و اطمینان سے کام لیا جائے۔ یہ حکم دوران نماز کے علاوہ نماز کے لیے مسجد آنے کے آداب میں بھی ہے فرمایا:

((اِذَا أَتَیْتُمُ الصَّلَاۃَ فَلَا تَأْتُوْھَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوْھَا وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃَ، فَمَا

❶ ملاحظہ ہو ''کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ'' للبخاری روایت : 101. اس واقعہ پر امام وکیع نے کہا: ''ابن مبارک پر اللہ کی رحمتیں ہوں، بڑے ہی حاضر جواب تھے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا)) ❶

''جب تم نماز کے لیے آ ؤ تو دوڑتے ہوئے نہیں بلکہ سکینت کے ساتھ آ ؤ، تو جو پالو وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے اس کی قضا دے لو۔''

دیکھیے ......! نماز کے لیے آنے اور اس کے لیے چلنے کے عمل میں بھی ''سکون اور سکینت'' کا حکم دیا گیا ہے خواہ اقامت سن لی ہو۔ تو پھر نماز کے اندر کی حرکات رکوع وسجود میں سکون کیوں لازم نہ ہوگا۔

اسی طرح سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز کی نیت سے مسجد جارہا ہو تو اپنے ہاتھوں میں تشبیك نہ کرے۔ (یعنی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں نہ ڈالے)۔ تو ایک کام جو نماز کے دوران جائز نہیں اسے نماز کی خاطر چلنے کے دوران میں بھی ناجائز قرار دیا ہے۔ اور یہی حکم سکون اور سکینت کا ہے جو نماز کے دوران واجب ہے، لہٰذا نماز کے لیے آنے کے دوران میں بھی لازم ہے، خواہ کچھ نماز فوت ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اس کے لیے تیزی اور عجلت جائز نہیں، بلکہ جو نماز رہ جائے بعد میں اس کی قضا دے۔ بلکہ اس کے علاوہ بھی عام معمولات میں ایک مسلمان کو سکینت اور میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ﴾ (لقمان : 19/31)

''اپنی چال اور روش میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنی آواز پست رکھا کرو۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ (الفرقان : 63/25)

''اور رحمن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر سکون سے چلتے ہیں۔''

❶ بخاری، الجمعة، باب المشی إلی الجمعة، رقم:907، نسائی، الامامة۔ باب السعی الی الصلاة، رقم:862، مسلم، الصلاة، باب استحباب إتیان الصلاة بوقار......، رقم:602(باختلاف الالفاظ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جناب حسن بصریؒ نے اس کا ترجمہ "سکینت اور وقار" کیا ہے۔ اور اس وصف سے موصوف لوگوں کو "عباد الرحمٰن" کے معزز لقب سے مشرف کیا گیا ہے۔ لہٰذا جب عادت اور معمولات کی حرکات میں سکینت اور وقار مطلوب ہے تو پھر عبادت کے امور میں یہ لازم کیوں نہ ہوگا......؟

الغرض یہ دلائل تقاضا کرتے ہیں کہ نماز اور اس کے انتقالات رکوع، سجود اور اٹھنے بیٹھنے میں کامل سکون و سکینت ہونی چاہیے۔ اور عین رکوع، سجدہ، قیام اور قعدہ میں بھی سکون نماز کا جزو لازم ہے۔ لہٰذا جو شخص نماز میں سکون نہیں کرتا اس نے نماز نہیں پڑھی۔ اس کی مثال تو گویا یوں ہوئی کہ کوئی بیٹھنے کے لیے جھکے مگر بیٹھے نہیں۔ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے مگر کھائے نہیں، یا اپنے منہ پر رکھے اور چکھے نہیں۔

(د) وساوس کی وجہ سے نماز کا اعادہ:

① کچھ خیالات وہ ہوتے ہیں جو بندے کو نماز کے دوران تلاوت تسبیحات و کلمات میں تدبر و تفکر اور نماز کے افعال سے روکتے نہیں اور نہ ان میں کوئی خلل پیدا کرتے ہیں، ایسے خیالات سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ لیکن جو شخص اس قسم کے خیالات سے بھی محفوظ ہو وہ دوسرے کی نسبت افضل ہوتا ہے۔

② جسے خیالات نہیں آتے وہ مقربین کے مشابہ ہے اور جسے خیالات آتے ہیں اس کا حال۔

مُقْتَصِدِيْنَ (متوسط درجے کے لوگوں) کا سا ہے۔ ❶

❶ اشارہ ہے سورہ فاطر کی اس آیت کی طرف ﴿فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ﴾ [الفاطر 32:35] "پھر بعض تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض متوسط درجے کے ہیں اور بعض ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں، یہ بڑا فضل ہے۔"

فائدہ: راقم الحروف مترجم عفا اللہ عنہ کے شیخ مولانا عاکم علی صاحب رحمہ اللہ محدث (جامعہ رحمانیہ کراچی) فرمایا کرتے تھے کہ خیالات کے تین مراتب ہیں: "خواطر، ہواجس اور عزائم۔" خواطر۔ خیالات کی وہ ⇦⇦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⇐⇐ لہریں ہوتی ہیں جو دل و دماغ میں آتی جاتی رہتی ہیں۔ اور جو خیالات کچھ دیر کے لیے اس میں رک جائیں اور پھر زائل ہو جائیں وہ ہواجس کہلاتے ہیں۔ اور جو خیالات ذہن میں جم جائیں اور پھر آدمی ان کو بار بار دہراتا اور ان کے متعلق سوچ بچار کرتا رہے وہ عزائم کہلاتے ہیں۔ پہلے دو معاف ہیں اور عزائم کا محاسبہ ہے۔ اور انہی کے بارے ارشاد باری ہے:

﴿وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾ "لیکن پکڑ اس کی کرے گا جو تمہارے دلوں نے کمایا۔" (البقرہ 2: 225) اور فرمایا: ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ "تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ اس کا تم سے حساب لے گا۔" (البقرۃ 2: 284)

اس آیت کریمہ کے نازل ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا اظہار کیا کہ وساوس پر تو ہمارا اختیار ہی نہیں، اور یہ انسانی طاقت سے ماورا ہوتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم فی الحال "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" ہی کہو۔ چنانچہ صحابہ کے جذبہ سمع و طاعت کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسے آیت ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ "اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا" سے منسوخ فرمادیا۔ (ابن کثیر، فتح القدیر) صحیحین و سنن اربعہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ اَوْتَتَكَلَّمْ" "اللہ تعالیٰ نے میری امت سے ان کے دلوں میں آنے والی باتوں کو معاف کر دیا ہے۔ البتہ گرفت ان پر ہو گی جن پر عمل کیا جائے، یا جن کا اظہار زبان سے کر دیا جائے۔ (بخاری، العتق باب الخطأ والنسیان فی العتاقة، حدیث: 2528۔ مسلم، الایمان، باب تجاوز الله، عن حدیث النفس والخواطر، حدیث:201-127)

اس سے معلوم ہوا کہ دل میں گزرنے والے عام خیالات پر محاسبہ نہیں ہوگا، محاسبہ صرف ان کا ہوگا جو پختہ عزم و ارادہ میں ڈھل جائیں یا عمل کا قالب اختیار کر لیں۔

اس کے برعکس امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ کیوں کہ محاسبہ، معاقبہ کو لازم نہیں ہے۔ یعنی ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کا محاسبہ کرے اس کو سزا بھی ضرور دے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ محاسبہ تو ہر ایک کا کرے گا لیکن بہت سے لوگ ہوں گے کہ محاسبہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دے گا۔ بلکہ بعض کے ساتھ تو یہ معاملہ فرمائے گا کہ اس کا ایک ایک گناہ یاد کرا کے اس سے اعتراف کروائے گا، اور پھر فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں ان پر پردہ ڈالے رکھا تھا، جا! آج بھی میں ان کو معاف کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری، الادب، باب ستر المؤمن علی نفسه، حدیث: 6070۔ مسلم، التوبة، باب قبول توبة القاتل و إن كثر قتله، حدیث:52(2768) اور ⇐⇐

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ اور تیسرے وہ خیالات ہیں جو انسان کو نماز کے فہم اور حضورِ قلب سے مانع ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے آدمی بالکل غافل ہو جاتا ہے۔تو بلاشبہ یہ انسان کے لیے نماز کے ثواب سے مانع ہوتے ہیں جیسے کہ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے:

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ ''آدمی فارغ ہوتا ہے، تو اس کے لیے اس کی نماز آدھی لکھی جاتی ہے، یا تہائی، یا چوتھائی، یا اس کا پانچواں حصہ، یا چھٹا حصہ۔حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں حصے تک کا ذکر فرمایا۔'' ❶

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ بعض اوقات بندے کے لیے اس کی نماز کا صرف دسواں حصہ ہی لکھا جاتا ہے۔

اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ''تمہاری نماز تو بس وہی ہے جو تم نے سوچ سمجھ کر پڑھی ہو۔'' لیکن کیا اس سے نماز باطل ہو جاتی اور اس کا لوٹانا واجب ہوتا ہے......؟ اس میں تفصیل ہے۔

اگر آدمی کی نماز کے دوران میں غفلت اس کی حضورِ قلبی سے کم ہو اور دلجمعی کا پہلو غالب ہو تو اعادہ واجب نہیں ہے، اگرچہ ثواب میں کمی آ جاتی ہے۔نصوصِ احادیث میں تواتر سے ثابت ہے کہ نماز کے دوران میں سہو اور بھول سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض غلطیوں کا سجدہ سہو سے ازالہ ہو جاتا ہے۔لیکن اگر آدمی پر سہو اور غفلت غالب ہو تو اس بارے میں علماء

⇐ بعض علماء نے کہا: یہاں نسخ اصطلاحی معنی میں نہیں ہے۔ بلکہ بعض دفعہ اسے ''وضاحت'' کے معنی میں بھی استعمال کرلیا جاتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام کے دل میں جو شبہ اس آیت کریمہ سے پیدا ہوا تھا، اسے آیت کریمہ 'لا یکلف اللہ نفسا' اور حدیث: 'إن اللہ تجاوز لی عن أمتی'' وغیرہ سے دور کر دیا۔ اس طرح ناسخ منسوخ ماننے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ (افادہ از تفسیر احسن البیان، مولانا صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ، سورۃ البقرہ، آیت: 284) وساوس و خیالات نماز کے دوران اگر کم ہوں تو باتفاقِ علماء ان سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے صرف اجر کم ہوتا ہے، جیسے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: 'لَیْسَ لَکَ مِنْ صَلَاتِکَ اِلَّا مَا عَقَلْتَ مِنْھَا۔' تمہاری نماز بس وہی ہے جو تم نے سوچ سمجھ کر پڑھی ہو۔''

❶ الصلاۃ، باب ما جآء فی نقصان الصلاۃ، حدیث: 796، وقال الألباني: حسن.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے دو قول ہیں:

① باطنی طور پر اس کی نماز صحیح نہیں ہوتی، اگر چہ ظاہر میں صحیح ہوتی ہے۔ اور اس کے کچھ فوائد بھی ہیں مثلاً اس کا خون محفوظ ہو جاتا ہے۔ ❶

اگر چہ ایسے آدمی کی نماز کا اصل مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ اور اس کی نماز اس شخص کی سی ہے جو دکھلاوے کی نماز پڑھتا ہے۔ اس کے متعلق علماء کا اتفاق ہے کہ باطنی طور پر اس کی ذمہ داری ادا نہیں ہوئی اور یہ قول ابو عبداللہ بن حامد اور ابو حامد الغزالی رحمہما اللہ وغیرہ کا ہے۔

② دوسرا قول ہے یہ کہ اس آدمی سے اس کی ذمہ داری ادا ہوگئی اور اس پر اعادہ واجب نہیں ہے، اگر چہ اس کے لیے کوئی اجر و ثواب بھی نہیں ہے، جیسے کہ وہ روزے دار جو اپنے روزے میں جھوٹ اور غلط کام نہیں چھوڑتا تو اس کو ایسے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

امام احمدؒ اور دیگر ائمہ سے یہی منقول ہے۔ اور ان کا استدلال صحیحین میں مروی حدیث سے ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب مؤذن نماز کے لیے اذان کہتا ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا دور بھاگ جاتا ہے حتی کہ اذان نہیں سن پاتا۔ جب اذان ہو چکتی ہے تو واپس آ جاتا ہے۔ اور پھر جب اقامت کہی جاتی ہے تو بھی پیٹھ دے کر بھاگ جاتا ہے، جب اقامت ہو جاتی ہے تو آ جاتا اور آدمی کے دل میں وسوسے ڈالنے لگتا ہے، اسے کہتا ہے: وہ بات یاد کر، وہ بات یاد کر۔ وہ وہ باتیں جو عام حالات میں اسے یاد نہیں ہوتیں، حتیٰ کہ آدمی اس کیفیت میں ہو جاتا ہے کہ اسے خبر ہی نہیں رہتی کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی ہے۔ تو جب تم میں سے کوئی ایسی کیفیت سے دوچار ہو تو اسے چاہیے کہ دو سجدے کر لیا کرے۔'' ❷

❶ یعنی حکومت اسلامیہ میں شرعی قوانین کے تحت نماز پڑھنے والے کے ساتھ قتال نہیں کیا جاتا۔ اور لوگوں کی نظروں میں وہ بے نماز نہیں کہلاتا یا بے نماز ہونے کا گناہ اس سے ٹل جاتا ہے، (تفسیر تیسیر الکریم الرحمن)

❷ مسلم، الصلاة، باب فضل الاذان وهرب الشيطان، حديث: 389.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ شیطان اسے ایسی باتیں یاد کرواتا ہے کہ ان کی وجہ سے اسے اپنی نماز کی خبر بھی نہیں رہتی ہے۔ تو اس پر آپ نے سہو کے دو سجدے کر لینے کا حکم دیا ہے، نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا۔ اور ان خیالات کے کم یا زیادہ ہونے کا بھی آپ نے کوئی فرق نہیں فرمایا۔

یہی قول زیادہ درست اور قرین انصاف ہے۔ یہ احادیث و آثار ثابت کرتے ہیں کہ اجر و ثواب نماز میں دلجمعی اور حاضر قلبی کے ساتھ ہے۔ خیالات کی وجہ سے ظاہراً یا باطناً اعادہ کا وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَيَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاتِهٖ، وَلَمْ يُكْتَبْ لَهٗ مِنْهَا اِلَّا نِصْفُهَا، اِلَّا ثُلُثُهَا، اِلَّا رُبُعُهَا، اِلَّا خُمُسُهَا، اِلَّا سُدُسُهَا، اِلَّا سُبُعُهَا، اِلَّا ثُمُنُهَا، اِلَّا تُسُعُهَا، اِلَّا عُشُرُهَا)) ❶

"بندہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے لیے اس کی نماز سے صرف آدھی نماز لکھی گئی ہوتی ہے، یا تیسرا حصہ، یا چوتھا حصہ، یا پانچواں، یا چھٹا، یا ساتواں، یا آٹھواں، یا نواں، یا دسواں حصہ۔"

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ مِنْ عَمَلِهِ الصَّلَاةُ فَاِنْ أَكْمَلَهَا وَاِلَّا قِيْلَ: اُنْظُرُوْا هَلْ لَهٗ مِنْ تَطَوُّعٍ، فَاِنْ كَانَ لَهٗ تَطَوُّعٌ اُكْمِلَتْ بِهِ الْفَرِيْضَةُ ثُمَّ يُصْنَعُ بِسَائِرِ اَعْمَالِهٖ)) ❷

"سب سے پہلے بندے کے اعمال میں سے اس کی نماز کا محاسبہ ہوگا، اگر وہ کامل ہوئی تو بہتر ورنہ کہا جائے گا کہ دیکھو آیا اس کے کوئی نوافل بھی ہیں؟ اگر اس کے نوافل ہوئے تو ان سے

❶ سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی نقصان الصلاة، حدیث:796۔

❷ سنن ابن ماجه، الصلاة، باب ماجاء فی اول ما يحاسب ...... ، حديث : 1427، سنن ابی داود، الصلاة، باب قول النبیﷺ كل صلاة لايتمها صاحبها، حديث:864۔ باختلاف الفاظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے فرائض پورے کر دیے جائیں گے۔ پھر اسی طرح باقی اعمال کے ساتھ کیا جائے گا۔"
اور یہ تکمیل نقصِ مطلق کے لیے ہے۔ (خواہ کسی قسم کا ہو)

(ہ) وساوس کا ازالہ:

اللہ تعالیٰ کا فرمان (اور وعدہ) یقیناً سچا ہے:

﴿ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَٰنِ كَانَ ضَعِيفًا ﴾ (النساء : 76/4)

"بلاشبہ شیطان کا مکر (شروع ہی سے) ضعیف ہے۔"

واقعہ یہ ہے کہ جب بھی بندہ دل لگا کر اللہ کی طرف متوجہ ہونے لگتا ہے تو کوئی نہ کوئی خیال اور وسوسہ اسے آ ہی جاتا ہے۔ اور شیطان کی مثال رستے کے ڈاکو کی طرح ہے۔ بندہ جب بھی اللہ کی طرف چلنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کی راہ روکنے اور کاٹنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ اسی لیے بعض سلف کا قول ہے کہ یہود و نصاریٰ جو کہتے ہیں کہ ہمیں وسوسے نہیں آتے، تو سچ کہتے ہیں۔ بھلا شیطان کسی ویران اجاڑ گھر میں جا کر کیا کرے گا؟ جبکہ سالکین الی اللہ کے احوال کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ وساوس اور برے خیالات کے ازالہ کے لیے دو چیزیں مددگار ہو سکتی ہیں:

① قوة المقتضى (عبادت و نماز کی اہمیت اور اس کی رفعت شان کا یقین)۔

② ضعف الشاغل (توجہ منتشر کرنے والے اسباب کا کمزور کرنا)۔

پہلی بات یوں ہے کہ بندہ اپنے عمل نماز کے بارے میں خوب سوچے اور جو زبان سے اور اپنے اعضاء و جوارح سے بالفعل کر رہا ہے، ان کے بارے میں خوب غور کرے (کہ یہ کیا بول ہیں اور حرکات کیسی ہیں؟) قراءتِ قرآن، ذکرِ الٰہی اور دعا کے الفاظ میں تدبر کرے اور اپنے ذہن میں یہ حقیقت مستحضر رکھے کہ وہ اپنے اللہ کے ساتھ مناجات اور سرگوشی میں ہے گویا اس کو دیکھ رہا ہے۔ نمازی یقیناً حالت قیام میں اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔
اور عبادت میں مطلوب "احسان" بھی یہی ہے کہ:

"أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تو عبادت اس تصور سے کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، یہ نہیں تو کم از کم یہ تصور ضرور رکھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

اس طرح جب بندے کو نماز کی حلاوت حاصل ہوگی تو اس کی طرف کشش بھی بڑھ جائے گی اور یہ مقام بھی قوتِ ایمان کے مطابق ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

اور ایمان کو مضبوط بنانے والے اسباب بھی بہت زیادہ ہیں۔ اسی قوتِ ایمانی ہی کے تحت نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَا كُمُ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِيْ الصَّلَاةِ)) ❶

''مجھے تمہاری دنیا میں سے عورتوں اور خوشبو سے الفت دی گئی ہے، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

ایک حدیث میں ہے: ((أَرِحْنَا يَا بِلَالُ بِالصَّلَاةِ)) ❷ ''اے بلال! ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچاؤ۔''

یہ نہیں فرمایا: أَرِحْنَا مِنْهَا ''کہ ہمیں اس سے (ہٹا کر یا بچا کر) راحت پہنچاؤ۔''

اور ایک اثر ان الفاظ میں آتا ہے:

((لَيْسَ بِمُسْتَكْمِلٍ لِلْإِيْمَانِ مَنْ لَمْ يَزَلْ مَهْمُوْمًا حَتَّى يَقُوْمَ إِلَى الصَّلَاةِ))

''وہ آدمی کامل ایمان نہیں ہوسکتا جو نماز کے لیے فکر مند نہ ہو حتی کہ نماز کے لیے کھڑا ہو جائے۔'' اور یہ ایک وسیع موضوع کا میدان ہے۔

دلوں میں اللہ کی معرفت، محبت، خشیت، اخلاصِ طاعت، خوف، امید اور اس کے فرامین کی تصدیق، ایسے امور ہیں کہ لوگوں کے ایمان کے اعتبار سے درجات مختلف ہیں اور ان میں بہت زیادہ فرق بھی ہوتا ہے، جوں جوں بندہ قرآنِ کریم میں فہم و تدبر کرتا جاتا ہے، اللہ کے اسماء و صفات کی اسے معرفت حاصل ہوتی جاتی ہے اور ان کا شعور حاصل ہوتا جاتا

❶ نسائي۔ عشرة النسا، حديث: 3939.

❷ أبو داود، الأدب، حديث: 4985.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ میں اس کی عبادت کا محتاج ہوں اور مجھے یہ کام کرنا ہی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اس کا اپنے معبود حقیقی کی طرف اضطرار اور اس سے استغاثہ، کھانے پینے سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور اسے گہرا یقین ہو جاتا ہے کہ میرے دین و دنیا کی بھلائی صرف اور صرف اسی میں ہے کہ اللہ ہی کو اپنا معبود جانوں اور پھر اسی میں اسے اطمینان ملتا ہے۔ اس کے ذکر سے اسے اُنس ملتا ہے، اسی میں اسے لذت آتی اور راحت ملتی ہے اور یہ مقامات بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں مل سکتے۔

لیکن اگر دل کا منظورِ نظر کوئی اور ہو تو اس کا سارے کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور ایسا بگڑتا ہے کہ اس کی اور کہیں اصلاح نہیں ہو سکتی۔ (ولا حول ولا قوّة إلا باللّٰه۔) اللہ کے علاوہ کہیں کوئی جائے پناہ اور جائے نجات نہیں۔ اسی معنی میں ہے جو بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار آسمانی کتابیں نازل کی ہیں، جن کے علوم ان چار کتابوں میں، اور ان چار کے علوم قرآن کریم میں، اور قرآن کریم کے علوم جزء المفصل میں اور جزء المفصل کے علوم فاتحۃ الکتاب میں اور فاتحہ کے علوم ”إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ میں جمع فرما دیے ہے۔ ❶

اس کی نظیر درج ذیل آیات کریمہ بھی ہیں، مثلاً

﴿فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ﴾ (هود: 123/11)

”پس اسی کی عبادت کر اور اسی پر توکل بھی۔“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ۝﴾ (الرعد: 30/13)

”اسی پر میرا توکل اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ

❶ یعنی سورۃ الحجرات سے لے کر آخر قرآن تک کہ ان سورتوں میں بسم اللہ سے فرق و فصل بہت زیادہ ہے۔ اس لیے اس حصہ کو ”المفصّل“ کہا جاتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ﴾ (الطلاق : 2/65۔3)

"جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے لیے (مشکلات میں سے) نکلنے کی راہ بھی بنا دے گا۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کا وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔ اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہی اسے کافی ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ (الذاریات : 56/51)

"میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔"

اسی طرح نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) ❶

"اس معاملہ دین کا اصل سرا اسلام، اس کا عمود وستون اسلام، اور اس کے کوہان کی چوٹی اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔" مگر اس موضوع کی تفصیل کا یہ موقع ومحل نہیں۔

اس سلسلے میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ انسان کو لایعنی تفکرات و خیالات سے پیچھا چھڑانے کے لیے مجاہدہ اور محنت کرنی چاہیے جو اس کے دل کو خواہ مخواہ مشغول کیے رکھتے ہیں۔ اور سوچنا چاہیے کہ وہ کون سے امور ہیں جو اس کے دل کو نماز سے دور کرنے والے ہیں اور یہ امور ہر بندے میں مختلف ہوتے ہیں۔ وساوس کی کثرت، شبہات کی کثرت لحاظ سے ہوتی ہے اور دل اپنی من پسند چیزوں کے ساتھ اٹکا ہوتا ہے اور اس پر ان کے حصول کی رغبت غالب رہتی ہے یا کچھ پریشانیاں ہوتی ہیں جن کے دور کرنے کی اسے فکر دامن گیر رہتی ہے۔

وساوس کا تعلق ہمیشہ انسان کی محبوب ومرغوب چیزوں سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ امور ایسے ہوتے ہیں جو ماضی میں گزر چکے ہوتے ہیں، دل ان کے ساتھ اٹکا رہتا ہے یا آئندہ مستقبل میں ان کے حصول کا وہ خواہش مند ہوتا ہے۔

❶ ترمذی، ابواب، الایمان، حدیث: 2616۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کئی وساوس کفر و نفاق کے پہلو سے بھی ہوتے ہیں۔ جو ایک مومن کے لیے انتہائی اذیت ناک ہوتے ہیں۔ جیسے کہ صحابہ کرام کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کوئی بعض اوقات اپنے دل میں ایسی بات پاتا ہے کہ اسے زبان پر لانے کی بجائے بندہ آسمان سے گر پڑے تو بہت آسان رہے۔" آپ نے فرمایا: "کیا تم یہ کیفیت پاتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: "یہ تو صریح ایمان کی علامت ہے۔"

دوسرے الفاظ کا مفہوم یہ ہے: بعض اوقات ہم میں سے کوئی ایک اپنے دل میں ایسی بات پاتا ہے کہ اسے اپنی زبان پر لانا بہت بھاری سمجھتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ كَيْدَهٗ اِلَى الْوَسْوَسَةِ)) ❶

"تعریف اس ذات کی کہ اس نے شیطان کے مکروفریب کو وسوسہ تک ہی رہنے دیا۔"

اہل علم کا کہنا ہے کہ ایسے خیالات کو برا جاننا، ان سے نفرت کرنا اور دل کا ان سے بچنے کی کوشش کرنا، صریح ایمان کی علامت ہے۔ اور تعریف اللہ کی کہ شیطان کے مکروفریب کی انتہا وسوسہ تک ہی رہی۔

بعض اوقات کوئی جن، شیطان جب غلبہ پاتا ہے تو وسوسے ڈالتا ہے، اور جھوٹ بھی بولتا ہے۔ اور وسوسے ہر اس انسان کو آتے رہتے ہیں بالخصوص اُسے جو ذِکر وغیرہ کی صورت میں اللہ کی طرف متوجہ ہو۔ لہٰذا بندے کو چاہیے کہ اپنے ذِکر وفکر اور عبادت پر ثابت قدم رہے اور استقامت دکھائے۔ اور جرأت سے شیطان کا مقابلہ کرے۔ نماز اور اذکار کی پابندی نہ چھوڑے اور کسی طرح تنگ دل بھی نہ ہو اِن شاء اللہ ان اعمال کی پابندی سے اس کا مکرو فریب اور وساوس جاتے رہیں گے۔ نبی ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ کو بھی نماز میں خیالات آجاتے تھے بغیر اس فرق کے کہ وہ قلیل ہوتے یا کثیر۔

(و) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا معاملہ:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ "میں (بعض اوقات) دورانِ

❶ ابو داود، الأدب، حدیث: 5112,5111.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز میں اپنا لشکر تیار کر رہا ہوتا ہوں۔" یہ اس لیے ہوتا تھا کہ وہ امورِ جہاد کے مامور اور ذمہ دار تھے، امیر المؤمنین تھے، امیر الجہاد تھے۔ اس لحاظ سے وہ کئی اعتبار سے اس نمازی کی طرح ہوتے تھے جو دشمن کو دیکھتے ہوئے نمازِ خوف پڑھتا ہو۔ اور مجاہد کے لیے قتال کی حالت بھی ہوتی ہے اور غیر قتال کی بھی، اور ان سب حالات میں وہ نماز کا مامور ہوتا ہے اور جہاد کا بھی۔ لہٰذا اسے حکم ہے کہ ایک ہی وقت میں جیسے بھی بن پڑے دونوں واجب ادا کرے (یعنی قتال اور نماز)۔ اور اللہ تعالیٰ کا بھی یہی فرمان ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ ﴾ (الانفال : 45/8)

"اے ایمان والو! جب تمہارا کسی جماعت (کفار) سے مقابلہ ہو تو ثابت قدمی دکھاؤ، اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔"

واضح رہے کہ بحالت جہاد و قتال دل کا اطمینان (اور خشوع) اس طرح کا نہیں ہو سکتا جو حالتِ امن میں ہوتا ہے۔ بالفرض اگر یہ سمجھا جائے کہ اس سے نماز میں نقص آتا ہے تو یہ اس موقع پر بندے کے کامل ایمان اور کمال طاعت میں کوئی عیب نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مقامِ امن کے مقابلے میں نمازِ خوف میں بہت زیادہ تخفیف رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نمازِ خوف کی تعلیمات کے بعد فرمایا ہے:

﴿ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ ۚ إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا ۝ ﴾ (النساء : 103/4)

"جب تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے تو نماز (معمول و معروف طریقے سے) قائم کرو، بلاشبہ نماز اہل ایمان پر اپنے وقت پر فرض کی گئی ہے۔"

حالتِ امن میں اقامت نماز کی جو کیفیت مطلوب ہے، حالتِ خوف میں اس کا حکم یقیناً نہیں ہے۔

بہرحال لوگوں کے اس معاملہ میں مختلف درجات ہیں۔ جب کوئی قوی الایمان ہو تو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز میں حاضر دماغ ہوگا، اسی میں تدبر و تفکر کرتا ہوگا۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت تو ایسی تھی کہ اللہ نے حق ان کی زبان اور دل پر جاری فرمایا تھا، اور وہ ایک مُحدَّث اور مُلْہَم شخصیت کے مالک تھے۔ ❶ ان کے لیے اس قسم کی باتوں کا کوئی عیب نہیں ہوسکتا۔ عین ممکن ہے کہ انہیں نماز کے دوران میں تدبیر لشکر کے ساتھ ساتھ حضور فی الصلوٰۃ کا مقام و مرتبہ بھی حاصل ہو جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ لیکن پھر بھی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان خیالات کے بغیر ان کا حضور یقیناً بہت زیادہ قوی ہوتا تھا۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ حالتِ امن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز حالتِ خوف کے مقابلہ میں ظاہری افعال کے اعتبار سے بہت کامل ہوتی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حالتِ خوف میں بعض ظاہری واجبات معاف فرما دیے ہیں تو باطنی معاملات کا کیا حال ہوگا......؟ (یقیناً وہ بھی معاف ہی ہوں گے!)

مختصر یہ کہ نمازی کے وہ تفکرات جن کا تعلق واجبی امور سے ہو اور ان کے لیے وقت بھی تنگ ہو تو وہ ایسے تفکرات کی مانند نہیں ہو سکتے جو کسی طرح واجب نہیں ہیں، یا جن کے لیے وقت کی کوئی تنگی نہ ہو، ہوسکتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے جیش کی تدبیر اسی حالت میں ممکن ہوتی ہو۔ کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ امت کے قائد اور امام تھے اور انہیں بے شمار قسم کے خیالات و تفکرات کا سامنا رہتا تھا۔ اس طرح کی صورت حال ہر شخص کو اپنے مرتبہ و مقام کے لحاظ سے ہوسکتی ہے۔ اور انسان بسا اوقات نماز میں وہ چیزیں سوچتا ہے (اسے یاد آ جاتی ہیں) جو وہ نماز سے خارج میں نہیں سوچتا۔ اور کبھی وہ بھی ہوتی ہیں جو شیطان کی طرف آتی ہیں۔

صالحین کے متعلق آتا ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ میں اپنا مال کہیں دفن کر کے

---

❶ نہایۃ ابن الاثیر میں اس کی شرح یوں ہے: احادیث میں آیا ہے کہ ((قَدْ كَانَ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِيْ أَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) ''سابقہ امتوں میں محدث لوگ ہوتے تھے، اگر میری امت میں ایسا کوئی ہے تو وہ عمر بن خطاب ہے۔'' اس کی شرح یہ ہے کہ انهم يُلْهَمُوْنَ ''یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہیں الہام ہوتا ہے۔'' یعنی ان کے دل میں اللہ کی طرف سے کچھ ڈال دیا جاتا ہے تو پھر وہ اپنی فراست و ذکاوت سے بیان کرتا ہے، یہ ایک خاص صفت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص چنیدہ بندوں ہی کو عطا کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھول گیا ہوں (تو کیا کروں؟) انہوں نے اس سے کہا: اٹھ اور نماز پڑھ۔ چنانچہ اس نے نماز پڑھی، تو اسے وہ جگہ یاد آ گئی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اسے یہ تدبیر کیوں کر بتائی؟ انہوں نے کہا: مجھے علم تھا کہ شیطان اسے نماز میں نہیں چھوڑے گا، حتیٰ کہ اسے وہ جگہ یاد آ جائے گی، جس سے وہ نماز سے غافل اور مشغول ہو جائے، اور اس آدمی کے لیے اس جگہ کی یاد سے بڑھ کر اور کوئی بات زیادہ اہم بھی نہ تھی۔ لیکن ایک دانا آدمی بہرحال کوشش کرتا ہے کہ اسے نماز میں کامل حضور حاصل رہے۔

(ز) نماز میں حضوریٔ قلب کی فضیلت:

بلاشبہ نماز میں خیالات جتنے کم ہوں وہ اتنی ہی کامل اور افضل ہوگی۔ جیسے کہ صحیحین میں ہے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَوُضُوْءِ ی هَذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُحَدِّثْ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❶

"بلاشبہ جس نے میرے اس وضو کی طرح کا وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، اس طرح کہ وہ ان میں اپنے جی سے باتیں نہ کرتا ہو تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

اور فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِوَجْهِهِ وَقَلْبِهِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❷

"جس نے بہترین وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں وہ اپنے چہرے اور اپنے دل کے ساتھ (خوب) متوجہ رہا، تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

---

❶ صحيح مسلم، الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، حديث: 538باختلاف بعض الالفاظ.

❷ سنن ابی داود، الصلاة، باب كراهية الوسوسة وحديث النفس حديث: 905- 906- باختلاف الالفاظ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلف صالحین کی نمازیں:

سلف میں ہمیشہ ایسے لوگ رہے ہیں جو کامل حضوریٔ قلب سے نمازیں پڑھتے تھے اس بارے میں چند واقعات درج ذیل ہیں:

* سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ میں تین باتیں ہیں، میں اپنے کیسے ہی کاموں میں کیوں نہ ہوں مجھے یہ صفات حاصل رہتی ہیں، اور میں میں ہی ہوتا ہوں:

① میں جب نماز میں ہوتا ہوں تو پھر اس کے علاوہ کچھ اور نہیں سوچتا۔

② میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان سن لیتا ہوں تو پھر میرے دل میں اس کے حق ہونے کے متعلق کوئی شک و شبہ نہیں رہتا۔

③ اور میں جب کسی جنازہ میں ہوتا ہوں تو اپنے جی سے کوئی باتیں نہیں کرتا سوائے اس کے جو وہ جنازہ بول رہا ہوتا ہے یا اسے کہا جا رہا ہوتا ہے۔

* جناب مسلمہ بن یسار رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک مسجد کی ایک جانب منہدم ہو گئی اور لوگ اٹھ کر بھاگ نکلے، مگر وہ نماز ہی میں مشغول رہے اور انہیں اس کی کوئی خبر نہ تھی۔

* ایک بار سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مسجد الحرام میں نماز پڑھ رہے تھے اور منجنیق کا ایک پتھر ان کے کپڑوں کو بھی آ لگا مگر انہوں نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا۔

* جناب عامر بن قیس رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا: کیا آپ کو نماز کے دوران میں کوئی خیالات آتے ہیں؟ انہوں نے کہا. بھلا میرے لیے نماز سے بڑھ کر بھی اور کوئی چیز محبوب و مرغوب ہو سکتی ہے کہ میں اس دوران میں اس کے متعلق سوچوں؟

لوگوں نے کہا: ہمیں تو نماز میں خیالات آتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا: کیا جنت یا حوروں وغیرہ کے خیالات آتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں ہمیں اپنے اہل و عیال اور اموال ہی کے خیال آتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: اس طرح کے خیالات کی بجائے اگر مجھے نیزے چبھوئے جائیں تو وہ مجھے زیادہ محبوب ہوں گے۔ الغرض اس طرح کے کئی واقعات اور مثالیں ہیں۔

..... إنتھی .....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز، آفاتِ نماز اور ان کا علاج

اقتباس از ''تزکیۂ نفس'' جناب مولانا امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ

خدا سے غفلت کو دور کرنے کا سب سے زیادہ کارگر اور مؤثر نسخہ نماز ہے۔ یہ نسخہ خود اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا ہے۔ اس نے خود فرمایا ہے کہ مجھے یاد رکھنا چاہو تو نماز قائم کرو۔

﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ (طٰهٰ: 14/20)

''اور میری یاد کے لیے نماز کا اہتمام رکھیو۔''

نماز کی شرائط، نماز کے اوقات، نماز کی صورت و ہیئت، نماز کی دعائیں، غرض اس کی ایک ایک چیز انسان کو بیدار کرنے والی اور جھنجھوڑنے والی ہے۔ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص نماز کا اس کے تمام شرائط و آداب کے ساتھ اہتمام کرے اور اس کے دل پر غفلت کا میل کچیل باقی رہ سکے۔ نفس انسانی پر اس کا جو اثر پڑتا ہے اور جس طرح آدمی کو پاک اور بیدار رکھتی ہے، اس کی حقیقت خود نبی ﷺ نے ایک حدیث میں نہایت عمدہ تمثیل کے ذریعہ سمجھا دی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَاتَقُوْلُ: ذَالِكَ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِه؟ قَالُوْا! لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْئًا۔ قَالَ: فَذَالِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهَا الْخَطَايَا)) [1]

''انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ نہاتا ہو تو کیا ایسے شخص پر میل کچیل کا کوئی اثر باقی رہے گا؟ لوگوں نے کہا: نہیں، یا رسول اللہ! ایسے شخص پر میل کچیل کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا۔ آپ نے

[1] صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة باب الصلوات الخمس کفارہ، حدیث: 528.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے۔ ان کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ بندے کے گناہوں کو دھوتا رہتا ہے۔"

انہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت ہے:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَنَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ۔ فَإِنْ تَوَضَّأَ اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ۔ فَإِنْ صَلّٰى اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ)) [1]

"نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سو جاتا ہے تو شیطان اس کے سر کے پچھلے حصے میں تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ پھونک مار دیتا ہے کہ ابھی بڑی رات پڑی ہے، سوتے رہو۔ پھر اگر وہ جاگ جاتا ہے اور اللہ کو یاد کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر وہ وضو کر ڈالتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ نماز پڑھ ڈالتا ہے تو ساری گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ بالکل ہشاش بشاش اور چاق چوبند ہو جاتا ہے، ورنہ بالکل پژمردہ اور سست رہتا ہے۔"

نماز کی شرائط:

نماز کی یہ تاثیر کسی ایک ہی چیز کا نتیجہ نہیں بلکہ، جیسا کہ ہم نے عرض کیا، ان تمام چیزوں کو اس تاثیر میں دخل ہے جن سے نماز عبارت ہے۔ ان شرائط میں سے پاکی اور وضو بھی ہے۔ ان کے اہتمام سے آدمی کو تازگی اور نشاط حاصل ہوتا ہے، طبیعت پر سے کسل کا گرد و غبار دھل جاتا ہے اور آدمی کا عضو عضو، خدا کی بندگی سے سرشار ہو جاتا ہے اور بندگانِ خدا کے ساتھ آدمی کا ربط بڑھتا ہے اور دعا و عبادت میں ان کا تعاون حاصل ہوتا ہے، جس سے دعا و عبادت میں برکت ہوتی ہے کیونکہ انفرادی دعا کے مقابل میں جماعت کی دعا خدا کی

[1] صحيح البخاري: كتاب التهجد حديث: 1142، مسلم، صلاة المسافرين، حديث: 776.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمت کو زیادہ متوجہ کرنے والی ہے۔

نماز کے اوقات:

اس کے لیے جو اوقات مقرر ہیں، یہ بھی عبادت کے لیے موزوں، قبولیتِ دعا کے لیے سازگار، بندہ کے ذہن کے لیے سکون بخش، عناصر کائنات کے اوقاتِ تسبیح و تہلیل سے مطابق اور شمس و قمر اور شجر و حجر کے اوقاتِ رکوع و سجود سے ہم آہنگ ہیں۔ فجر، چاشت، ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور تہجد کے اوقات پر غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے کوئی وقت بھی ایسا نہیں ہے جو مذکورہ بالا کسی اعتبار سے ایک خاص اہمیت نہ رکھتا ہو۔

"فجر" کا وقت فراغِ خاطر اور سکونِ قلب کا خاص وقت ہے۔ آدمی شب میں آرام کرنے کے بعد جب اٹھتا ہے تو اس کا دل پوری طرح مطمئن ہوتا ہے۔ عبادت کے لیے ایک نئی حرکت کا آغاز ہوتا ہے، زندگی ایک نئے عزم کی محتاج ہوتی ہے اور یہ نیا عزم خدا کی طرف سے تازہ توفیق اور تازہ ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے۔

"ظہر" کا وقت ایک دوسری حقیقت کا اعلان کرتا ہے۔ اگر کوئی آدمی دیدۂ بینا رکھتا ہو تو اس وقت ایک اور حقیقت نظر آتی ہے اور وہ بھی آدمی کو رکوع و سجود کی دعوت دیتی ہے۔ وہ یہ کہ اس وقت سورج جس کو نادانوں نے معبود کا درجہ دے کر مسجود بنایا، خود اپنے خالق کے آگے اپنی کمر خم کرتا ہے اور اپنے عمل سے یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ خالق نہیں بلکہ مخلوق اور معبود نہیں بلکہ عابد ہے۔

"عصر" کا وقت ایک نئی حقیقت کی منادی کرتا ہے۔ وہ یہ کہ ہر عروج کے لیے زوال، ہر جوانی کے لیے بڑھاپا اور ہر مَد کے لیے جزر مقدر ہے۔ کائنات کی کوئی چیز بھی اس قانون سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ صرف ایک ہی ذات ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، اس کے سوا کسی کے لیے بھی بقا نہیں۔ جس طرح دن چمکا، اس کی دوپہر ہوئی اور اب غروب کے کنارے کھڑا ہے، اسی طرح یہ دنیا بھی پیدا ہوئی، شباب کو پہنچی اور ایک دن خاتمہ کے قریب جا لگے گی۔ عصر کے وقت یہ خاموش تذکیر بندہ کو اس بات پر اکساتی ہے کہ وہ آخرت کو یاد کرے اور توبہ و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استغفار کے لیے اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو۔

"مغرب" کے وقت زندگی ایک نئے دروازے میں داخل ہوتی ہے۔ یہ دروازہ حیات کے بعد موت اور زندگی کے بعد برزخ کے دروازہ سے مشابہ ہے۔ مُصرِّف کائنات دن کی نشانی کے بعد رات کی نشانی اور سورج کی تابانی کے بعد چاند کی چاندنی دکھاتا ہے۔ دن کے ہنگامے سرد پڑتے ہیں اور ستاروں کی بزم آراستہ ہوتی ہے، گرمی، لُو اور دن کی شوراشوری کی تلخیاں کم ہوتی ہیں اور دن بھر کا تھکا ہارا انسان رات کی خنک لوریوں میں ایک نئی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ بے حس اور بلید لوگ ممکن ہے کائنات کے اتنے بڑے الٹ پھیر کو کچھ نہ محسوس کرتے ہوں، جس کے اندر حِس موجود ہوگی وہ اس سے بے خبر کیسے گزر سکتا ہے؟ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ آدمی اتنی بڑی قدرت وحکمت کا مشاہدہ کرے اور جس قدیر وحکیم نے یہ قدرت وحکمت دکھائی ہے، اس سے بالکل بے پروا اور بے نیاز رہ سکے! اگر اس کے دل کے اندر زندگی کی کوئی رمق ہے تو وہ اس موقع پر ضرور متنبہ ہوگا اور اپنے اس خالق و مالک کے آگے اپنا سر نیاز جھکائے گا جس کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ اس نے آن کی آن میں پوری دنیا کو شب کی چادر میں چھپا دیا۔

"عشاء" کا وقت ایک احتساب کا وقت ہے۔ رات کی تاریکی بڑھ کر حرکت وعمل کے آخری آثار کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ آدمی ہر چیز سے کنارہ کش ہو کر سکون اور آرام کا طالب ہوتا ہے تاکہ آنے والی منزل کے سفر کے لیے تازہ دَم ہو سکے۔ یہ وقت اس بات کے لیے نہایت موزوں ہوتا ہے کہ آدمی بستر پر جانے سے پہلے ایک مرتبہ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری دے لے۔ ممکن ہے یہ فرصت، آخری فرصت ہی ہو اور آج کے سونے کے بعد اس کو جاگنا نصیب نہ ہو!

"تہجد" کا وقت راز و نیاز اور سرگوشی و مناجات کا وقت ہے۔ پرسکون اور سکون بخش ہونے کے لحاظ سے شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی وقت بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ آسمان سے لے کر زمین تک سکون ہی سکون ہوتا ہے۔ اس وقت سب سو رہے ہوتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاید شیطان بھی سو رہا ہوتا ہے۔ صرف وہ رب غفار و کریم جاگتا ہے جو کبھی نہیں سوتا یا پھر وہ جاگتا ہے جس کا بخت بیدار ہوتا ہے۔ اٹھیے اور ستاروں کی چھاؤں میں کھڑے ہو جایئے، تو فی الواقع محسوس ہوگا کہ آسمان کے دریچے کھلے ہوئے ہیں اور سمائے دنیا سے توبہ اور رحمت کی منادی ہو رہی ہے۔ اس وقت کی کیفیات ایسی واضح ہیں کہ اس کو دنیا دار اور دیندار، رند اور زاہد دونوں ہی جانتے ہیں۔ سونے والے اس کو سونے کے لیے بہترین وقت سمجھتے ہیں اور جاگنے والے اس کو جاگنے کے لیے سب سے بہترین وقت سمجھتے ہیں اور فی الحقیقت ان دونوں کا سمجھنا صحیح ہے۔ جو وقت سونے کے لیے سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہوگا، وہی جاگنے کے لیے بھی سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہوگا۔ قربانی تو عزیز و محبوب ہی کی مقبول ہوتی ہے۔ چنانچہ اس وقت کو اللہ تعالیٰ نے بھی مقربین کی نماز کے لیے خاص کیا ہے۔ جن کے پہلو اس وقت بستر کی لذت کو چھوڑتے ہیں ان کی التجائیں اور دعائیں سننے کے لیے وہ خود سمائے دنیا پر نازل ہوتا اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی میری رحمت کا طالب کہ میں اس کو اپنی رحمت کے دامن میں چھپا لوں؟

یہ اوقات ہیں جو نماز کے لیے مقرر ہیں۔ غور کیجیے کہ ان میں سے ایک ایک وقت اپنے اندر کتنی معنویت اور کتنی تاثیر رکھتا ہے۔

نماز کی ہیئت:

اب آیئے نماز کی ہیئت و صورت پر ایک نظر ڈالیے۔ نماز کے لیے جب بندہ کھڑا ہوتا ہے تو عجز و نیاز مندی کی تصویر بن کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہاتھ باندھے ہوئے، نگاہ نیچی کیے ہوئے، گردن جھکائے ہوئے، پاؤں برابر کیے ہوئے، دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے بالکل بے تعلق، سنجیدگی اور خاموشی کی تصویر، ادب اور وقار کا مجسمہ، کبھی اپنے خالق و مالک کے آگے سر جھکا دیتا ہے، کبھی اپنی ناک اور پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے، کبھی ہاتھ پھیلا کر اس سے دعا اور التجا کرتا ہے۔ غرض عاجزی اور تذلل کی جتنی شکلیں اختیار کی جا سکتی ہیں، ادب اور وقار کے ساتھ ان ساری ہی شکلوں کو اختیار کرتا ہے۔ اس طرح ایک نماز پڑھنے والے کی جو تصویر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے آتی ہے وہ صاف گواہی دیتی ہے کہ بندہ اپنے مالک و مولیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر وہ دیکھ نہیں رہا ہے، تو یہ یقین تو وہ ضرور رکھے کہ اس کا مالک و مولیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔ یہی نماز ہے جس کو "احسان کی نماز" کہتے ہیں۔ یہ نماز فقہی نماز سے مختلف مزاج رکھتی ہے۔ تزکیۂ نفس کے نقطۂ نظر سے معتبر نماز یہی ہے۔ یہ نماز، نماز پڑھنے والے کے باطن کا عکس ہوتی ہے۔ اس نماز میں نمازی کے دل کا خضوع و خشوع جھلکتا ہے۔ اس میں خدا کے آگے بندہ کی صرف کمر ہی نہیں جھکتی بلکہ اس کا دل بھی جھک جاتا ہے۔ صرف اس کی پیشانی ہی خاک آلود نہیں ہوتی بلکہ اس کی روح بھی سجدہ ریز ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جو شخص نفاق کی نماز پڑھتا ہے، اس کی کسل مندی، اس کی جمائیاں، اس کا بدن کو توڑنا مروڑنا، انگلیوں کا چٹخانا، سر کو کھجلانا، دامن اور گریبان سے کھیلنا، داڑھی کے بالوں سے شغل کرنا اور اس طرح کی دوسری حرکتیں صاف گواہی دیتی ہیں کہ اس کا جسم حاضر ہے لیکن اس کا دل موجود نہیں ہے۔ یہ آیا نہیں بلکہ لایا گیا ہے۔ اس کا بدن مسجد میں ہے لیکن اس کی روح بازار میں گردش کر رہی ہے اور گو دوسروں کی دیکھا دیکھی یا رسم کی پابندی کی خاطر اپنی گردن یہ بھی جھکا دیتا ہے لیکن اس کا دل بدستور اکڑا ہی رہتا ہے۔

نماز کی دعائیں:

اب ذرا ایک اجمالی نظر نماز کی دعاؤں پر ڈالیے: نماز کا آغاز ابراہیمی دعا سے ہوتا ہے۔ یعنی ﴿إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (الانعام: 79/6) "میں نے اپنا رخ بالکل یکسو ہو کر اس کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔" جس میں بندہ سب سے کٹ کر اور بالکل یکسو ہو کر اپنے رب سے جڑنے کے عزم کا اظہار کرتا ہے جس میں وہ اپنی نماز اور اپنی قربانی اور اپنی زندگی اور اپنی موت، ہر چیز کو صرف خدا ہی کے لیے مخصوص کرنے کا اقرار کرتا ہے۔ وہ اس خدا کی خدائی میں آسمان و زمین میں سے کسی کی شرکت تسلیم نہیں کرتا اور پورے عزم کے ساتھ شرک سے اپنی براءت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ یہ صرف ایک کلمہ نہیں بلکہ اس کے پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس یادگار اعلانِ حق کی ایک پوری تاریخ ہے جو انہوں نے اپنی قوم کے سامنے کیا ہے اور ہر قسم کی دشمنیوں اور دوستیوں، ہر قسم کے فوائد و مصالح اور ہر قسم کے خطرات، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اس کی بہت بھاری قیمت بھی چکانی پڑی۔ اس میں انہوں نے خدا کے لیے ہر چیز سے جس بےتبرداری کا اظہار فرمایا تھا، اس کی سچائی ثابت کرنے کے لیے ان کو فی الواقع ہر چیز سے دامن جھاڑ کر اٹھنا پڑا اور وہ دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کو محض استعارہ کی زبان میں نہیں بلکہ واقعات کی دنیا میں زندگی اور موت کی بازیاں بھی کھیلنی پڑیں اور وہ ان بازیوں میں بھی سو فی صد کامیاب رہے۔

یہ یادگار کلمہ زبان سے ادا کر کے جب بندہ نماز میں داخل ہوتا ہے تو اس کی عظیم معنویت اور اس کی عظیم تاریخ، اس کی روح کو ابراہیمی اخلاص اور ابراہیمی حنیفیت سے لبریز کر دیتی ہے۔ وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ میں صرف ایک نمازی ہی نہیں ہوں بلکہ ایک صف شکن مجاہد بھی ہوں۔ وہ اپنے رب کے آگے اس کے ساتھ اپنی وفاداری کا عہد کرتا ہے لیکن یہ صرف وفاداری کا عہد نہیں ہوتا بلکہ دنیا کے ہر باطل سے بغاوت کا اعلان بھی ہوتا ہے اور اس راہ میں سب کچھ قربان کر دینے کا غیر متزلزل عزم بھی۔

اس دعا کے بعد بندہ خدا کی بڑائی کی گواہی دیتے ہوئے نماز میں داخل ہوتا ہے۔ یہ گواہی وہ ڈرتے اور سہمے ہوئے نہیں دیتا بلکہ دونوں ہاتھ اٹھا کر گواہی دیتا ہے جس سے اس کے عزم کا اظہار اور اس کے یقین کا اعلان ہوتا ہے۔

پھر وہ سورہ فاتحہ پڑھتا ہے۔ یہ دعا وہ دعا ہے جس سے بڑھ کر اس آسمان کے نیچے کوئی اور دعا نہیں۔ یہ دعا خود خداوند عالم کی سکھائی ہوئی ہے۔ اس میں بندہ جس طریقہ سے اپنے رب سے مانگتا ہے اس سے بہتر طریقہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور جو کچھ مانگنا ہے اس سے بہتر کوئی دوسری چیز مانگنے کی ہو ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی بتا دیا ہے کہ اس سے مانگنے کا طریقہ کیا ہے اور اسی نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اصلی مانگنے کی چیز کیا ہے؟ جب سوال کی تمہید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ٹھیک ہو، جو چیز مانگی گئی ہے وہ بھی مانگنے کی ہو اور تنہا اسی سے مانگنے کی ہو جس سے مانگی جا رہی ہے اور دینے والا بھی تمام کریموں سے بڑھ کر کریم ہو تو پھر اس کی قبولیت میں کیا شک ہو سکتا ہے! چنانچہ ایک حدیث میں نبی ﷺ نے خبر دی کیا ہے کہ بندہ جب یہ دعا پڑھتا ہے تو رب کریم اس کے ایک ایک لفظ کو کس طرح شرف قبولیت بخشتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ۔ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تعالٰى: حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ۔ وَإِذَا قَالَ: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰه تعالٰى: اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ۔ وَإِذَا قَالَ: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ قَالَ: مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ۔ فَإِذَا قَالَ: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قال: هٰذا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ۔ فَإِذَا قَالَ: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قال: هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ)) [1]

”میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کی دعا کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا ہے۔ اور میرا بندہ جو کچھ مانگتا ہے وہ پاتا ہے۔ جب بندہ (شکر کا سزاوار حقیقی اللہ ہے، کائنات کا رب) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرا شکر ادا کیا۔ جب بندے (رحمان اور رحیم) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری تعریف کی۔ جب وہ (جزا اور سزا کے دن کا مالک) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی۔ جب وہ (ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ حصہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میں نے اپنے بندہ کو وہ دیا جو اس نے مانگا۔ پھر جب بندہ (ہمیں سیدھے رستے کی ہدایت بخش، ان لوگوں کے رستے کی جن پر تو نے اپنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضل فرمایا، جو نہ مغضوب ہوئے اور نہ گمراہ) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خاص میرے بندے کا حصہ ہے اور میں نے اس کو بخشا جو اس نے مانگا۔"

آدمی نماز میں جب اس دعا کو پڑھتا ہے اور ساتھ ہی یہ خیال کرتا جاتا ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ کو مالک الملک کس طرح قبول فرما رہا ہے جس سے یہ دعا کی جا رہی ہے تو اس کی روح وجد میں آ جاتی ہے۔ یہ خیال اس دعا کے ایک ایک لفظ کو لعل و گہر سے بھی زیادہ قیمتی بنا دیتا ہے اور وہ ان کلمات کو اونگھتے ہوئے زبان سے نہیں ادا کرتا بلکہ وہ اس جوہری کی طرح ان کو آسمان و زمین کے بادشاہ کے سامنے پیش کرتا ہے جس کو اس کے ایک ایک گہر کے بدلے ان کے حقیقی قدردان کے ہاتھوں دولت کے خزانے ملنے والے ہوں۔

سورہ فاتحہ کے بعد بندہ قرآن مجید کی کوئی سورت یا اس کا کوئی حصہ پڑھتا ہے۔ قرآن مجید کا کوئی حصہ بھی پڑھا جائے، یہ اس کتاب کا اعجاز ہے کہ اس کے ہر حصہ میں وہ اصل جوہر موجود ہوتا ہے جس کی تعلیم و دعوت کے لیے قرآن اترا ہے۔ خدا کی صحیح تعریف، زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ، آخرت کا بیان اور جزا و سزا کا ذکر اس کے ہر مقام میں ملے گا جبکہ اسلوب اور انداز بیان بدلے ہوئے ہوں گے۔ کہیں ایک بات قانون کی شکل میں ہوگی، کہیں موعظت کی شکل میں، کہیں قصہ کی شکل میں، کہیں تمثیل کے پیرایہ میں، کہیں دھمکی کا انداز ہو گا، کہیں پیار و محبت کا، لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ قرآن مجید کا کوئی حصہ پڑھا یا سنا جائے خواہ تین آیتوں کے بقدر ہی سہی، اور آدمی کے سامنے نہایت مؤثر اور دل نشین انداز میں اس حقیقت کی یاددہانی نہ ہو جائے جو اس کی زندگی کے رخ کو صحیح رکھنے کے لیے ضروری ہے۔

اس کے بعد رکوع و سجود کی تسبیحات ہیں۔ ان تسبیحات میں بندہ اپنے رب کا ہر عیب سے پاک ہونا اور اس کا سب سے بڑا ہونا اور اس پاکی اور بڑائی کا عملی اعتراف و اظہار اس طرح کرتا ہے کہ پہلے اس کے آگے زمین کے قریب تک جھک جاتا ہے اور پھر اپنی پیشانی اور اپنی ناک اس کے سامنے زمین پر رکھ دیتا ہے۔

❶ صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ باب: 11، حدیث: 878.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتمۂ نماز پر بیٹھ کر بالعموم تین دعائیں پڑھی جاتی ہیں: التحیات، درود شریف اور استغفار۔ ان تینوں میں بندہ تین سب سے بڑے حقوق کو ادا کرتا ہے۔ بندے پر سب سے بڑا حق اس کے رب کا ہے، اس لیے پہلے التحیات میں وہ اس کی بارگاہ میں سلامی اور نیاز کا تحفہ پیش کرتا ہے اور ساتھ ہی نبی ﷺ اور اس کے نیک بندوں پر بھی سلام و رحمت بھیجتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا حق نبی ﷺ کا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد نبی ﷺ اور آپ کے ازواج وآل واولاد پر درود وسلام بھیجتا ہے۔

اس کے بعد ماں باپ، قرابت مندوں اور دوسرے دینی بھائیوں بہنوں کے حقوق ہیں۔ چنانچہ آخر میں ان سب کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے اور اس کے بعد سلام پر اپنی نماز ختم کرتا ہے۔

یہ نماز کی وہ خصوصیات بیان ہوئی ہیں جن کا ملحوظ رکھنا نماز کی صحت اور اس کی افادیت کے لیے ضروری ہے۔ ایسی نماز اگر ایک شخص دن رات میں کم از کم پانچ مرتبہ پڑھتا ہے تو یہ ایک نہایت مؤثر واعظ اور زاجر ہے اس کو بے حیائی اور برائی سے روکنے کے لیے۔ چنانچہ اسی بنیاد پر قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: ﴿إِنَّ الصَّلَوٰةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنكَرِ ۗ﴾ (العنکبوت: 45/29) ''نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے''۔ روکتی ہے، کا مطلب یہ ہے کہ چوبیس گھنٹوں میں کم از کم پانچ مرتبہ آدمی کی زندگی کے رخ کو صحیح کرنے کے لیے یاددہانی کراتی رہتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ یاددہانی نہایت مؤثر یاددہانی ہے۔ بشرطیکہ آدمی نماز کو نماز کی طرح پڑھے اور نماز جو تذکیر کرتی ہے آدمی اس کو قبول کرے۔ اگر وہ نماز کو محض ایک رسم بنا کے رکھ دے، اس کے اندر اٹھنا بیٹھنا محض ضابطہ کی خانہ پُری رہ جائے اور اس کی دعائیں بے سمجھے بوجھے منتر کی طرح پڑھی جانے لگیں تو پھر نماز ایک بالکل بے معنی اور بے مقصد چیز بن کے رہ جائے گی۔

نماز کی آفات:

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی ہے کہ تزکیۂ نفس کے نقطۂ نظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نماز کی کیا اہمیت ہے اور وہ کون سی نماز ہے جو آدمی کو درست رکھتی ہے؟ لیکن یہ بحث نامکمل رہے گی اگر ہم یہ نہ بتائیں کہ نماز کے وہ کون سے مفاسد ہیں جو اس کو بالکل بے مقصد اور بے معنی بنا کے رکھ دیتے ہیں اور ان بیماریوں کا علاج کیا ہے......؟ اب ہم مناسب ترتیب کے ساتھ نماز کی چند معروف بیماریوں کا ذکر کرتے ہیں اور ساتھ ہی، اپنے علم کی حد تک ان کے طریقہ ہائے علاج بھی بیان کریں گے۔

کسل:

نماز کو برباد کرنے والی سب سے عام آفت کسل اور سستی ہے۔ یہ بیماری جب کسی شخص کو لاحق ہو جاتی ہے تو نہ وہ وقت کی پابندی برقرار رکھ سکتا ہے، نہ جماعت کا اہتمام قائم رکھ سکتا ہے اور نہ نماز میں حضورِ قلب کی کیفیت پیدا کر سکتا ہے۔ ایسا شخص اول تو رفتہ رفتہ نماز غائب ہی کر دیتا ہے یعنی پڑھتا ہے تو ہے لیکن اس کی نماز ان تمام اوصاف سے خالی ہونے کے سبب سے، جو نماز میں اثر پیدا کرتے ہیں بالکل بے جان اور بے روح ہوتی ہے۔ اس کسل مندی کا سبب ظاہر میں کئی چیزیں ہوتی ہیں: کبھی نیند ہوتی ہے، کبھی مشغولیت ہوتی ہے اور کبھی بعض دنیوی دلچسپیاں ہوتی ہیں۔ لیکن اگر معاملہ کی تہہ میں اتر کو غور کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ اسباب محض ظاہری اسباب ہیں، اس کا حقیقی سبب درحقیقت ان ظواہر میں نہیں بلکہ دل کے اندر ہے۔

ایک قسم کا کسل تو وہ ہے جو طبیعتِ انسانی کا خاصہ ہے۔ نیند، تکان اور مشقت طلب مشغولیتیں مستعد سے مستعد آدمی کے اندر بھی کچھ نہ کچھ سستی پیدا کر دیتی ہیں۔ اس سستی پر ارادہ کی تھوڑی سی تربیت سے انسان آسانی سے قابو پالیتا ہے۔ لیکن ایک سستی وہ ہوتی ہے جو نفاق کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اس کا علاج مشکل اور دیر طلب ہوتا ہے۔ قرآن نے سورہ نساء اسی کا ذکر کیا ہے:

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ۙ

(النساء : 142/4)

"منافقین خدا سے چالبازی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ چال وہ ان سے چل رہا ہے۔ اور جب یہ نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو الکسائے ہوئے اٹھتے ہیں محض لوگوں کے دکھانے کے لیے اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔"

جہاں تک نفاق کا تعلق ہے تو اس کا ذکر آگے اپنی جگہ پر آئے گا، لیکن نماز کے سلسلہ میں عام طور پر کسل کو دور کرنے کے چند اسباب مفید ہیں۔ ان کا ذکر ہم یہاں کرتے ہیں۔

① پہلا سبب یہ ہے کہ نماز کی دین میں جو اہمیت ہے، آدمی اپنے دل میں اس کو اچھی طرح جمائے، نماز ایمان کا پہلا مظہر ہے۔ ایمان سے پہلی چیز جو پیدا ہوتی ہے وہ نماز ہے اور پھر نماز ہی سے سارا دین متفرع ہوتا ہے۔ دین جن ستونوں پر قائم ہے ان میں ایمان کے بعد سب سے پہلا ستون نماز ہی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اس ستون کو ڈھا دے تو اس نے درحقیقت پورے دین کو ڈھا دیا۔ صحابہ کرام کفر و ایمان کے درمیان نماز ہی کو حدِ فاصل سمجھتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں اور عمال کو یہ ہدایت جاری کی تھی کہ تمہاری سب سے بڑی ذمہ داری نماز کا قیام و اہتمام ہے۔ جو شخص نماز کو ضائع کر دے گا، وہ بقیہ دین کو بدرجہ اولیٰ ضائع کر دے گا۔ دین کا منبع اور سرچشمہ چونکہ نماز ہی ہے، اس وجہ سے دین کی حفاظت میں اس کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اسی کے اہتمام سے آدمی اپنے پورے دین کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر اس میں سست پڑ جائے یا اس کو ضائع کر دے تو پھر وہ دین کی ساری حدیں توڑ کے رہتا ہے اور اپنی باگ شہوات کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ اہل کتاب کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور شہوات میں پڑ گئے۔

اسی کے ذیل یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ دین میں ہر چیز کا ایک مقام ہے اور یہ مقام خود اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ جو چیز ستونِ دین کی حیثیت رکھتی ہے وہ بہر حال ستونِ دین ہے۔ جب تک اس کو قائم نہ کیا جائے گا دین کو قائم نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص نماز کو قائم نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے اور بزعم خویش دن رات اسلام کی خدمت میں لگا رہے تو اقامتِ دین کے نقطۂ نظر سے اس کی ساری کوشش لا حاصل رہے گی کیوں کہ وہ ایک عمارت بغیر بنیاد کے بنا رہا ہے۔ جس طرح ایک عمارت میں بنیاد کا بدل کوئی دوسری چیز نہیں ہوسکتی، اس طرح دین میں نماز کا بدل کوئی دوسری چیز نہیں ہوسکتی۔ اسی حقیقت کو حدیث میں یوں سمجھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کے نوافل کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک وہ فرائض نہ ادا کرے۔

② دوسری چیز جو اس کسل کو توڑنے کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو سَعْی اِلٰی ذکر اللّٰہ کا عادی بنائے۔ سعی اِلٰی ذکر اللّٰہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اذان کو خدا کی پکار سمجھے اور جونہی کانوں میں اذان کی پکار پڑے، سارے کام چھوڑ کر نماز کے اہتمام اور مسجد جانے کی تیاریوں میں لگ جائے۔ اس اہتمام اور تیاری کا انداز کسل مندانہ نہ ہو بلکہ ایک مستعد اور چاق و چوبند آدمی کا ہو۔ جس طرح ایک فرمانبردار غلام آقا کے حکم کے لیے گوش بآواز رہتا ہے اور اس کی پکار سنتے ہی دوسرے سارے دھندے چھوڑ چھاڑ کر تعمیل حکم کے لیے حاضر ہو جاتا ہے، اسی طرح آدمی کو چاہیے کہ اذان کی آواز سنتے ہی نماز کے لیے اٹھ کھڑا ہو۔ یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے کہ نماز کے وقت سب سے زیادہ ضروری، سب پر مقدم اور سب سے اہم فرض اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز ہی ہے۔ اضطرار اور مجبوری کے حالات کے سوا کوئی دوسرا کام، خواہ وہ دین ہی کا کام ہو، اس پر مقدم نہیں ہوسکتا۔ آدمی اگر کچھ عرصہ اذان کے سنتے ہی دوسرے سارے دھندوں کو چھوڑ کر نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہونے کی عادت ڈال لے تو عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو اس کی ایک محبوب عادت بنا دے اور نماز کے معاملہ میں اس کی یہ کسل کی بیماری دور ہو جائے۔

نیند سے جو کسل پیدا ہوتا ہے اس کا بہترین علاج نبی کریم ﷺ نے بیان فرما دیا ہے اور مضمون کے آغاز میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ہم اس کو بیان کر آئے ہیں۔ نیند اس وقت تک تو بلاشبہ بہت بھاری چیز ہے جب تک آدمی بستر پر پڑا اینڈتا رہے لیکن جب ایک مرتبہ ہمت کر کے بستر چھوڑ دے، کچھ اللہ کو یاد کرے، پھر وضو کرے اور نماز پڑھ لے تو درجہ بدرجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ سستی کی بددلی اور بدحالی سے نکل کر خوشی و نشاط کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کو سونے کی حسرت نہیں رہ جاتی بلکہ اگر حسرت ہوتی ہے تو اس بات کی ہوتی ہے کہ وہ جاگنے کی یہ لذت و راحت اس سے پہلے کیوں نہ حاصل کر سکا۔ یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ آدمی نماز کے لیے اپنی نیند قربان کر کے کبھی پچھتائے گا نہیں۔ تھوڑے ہی عرصہ کی مشق کے بعد جاگنے کے بعد کی لذت کی یاد طبیعت پر اس قدر غالب ہو جاتی ہے کہ وہ گہری سے گہری نیند سے بھی آدمی کو اٹھا کھڑا کرتی ہے۔

وسوسہ:

نماز کی دوسری عام آفت وسوسہ ہے۔ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہی آدمی کے ذہن پر وسوسوں اور پراگندہ خیالات کا ہجوم ہوتا ہے جس طرح برسات کی بھیگی ہوئی راتوں میں کسی لیمپ پر پتنگوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ جو بات کبھی بھی یاد آنے والی نہ ہو وہ بھی نماز میں یاد آ جائے گی اور پھر اسی ایک بات سے سینکڑوں باتیں پیدا ہو جائیں گی۔ بعض لوگ اس صورت حال سے بہت بددل اور پریشان ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ خاص ان کے اپنے دل کی خرابی ہے کہ اس طرح کے وسوسے پیدا ہو رہے ہیں ورنہ نماز میں یہ بات نہیں ہونی چاہیے۔ ہمارے نزدیک یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ جہاں تک نماز میں وسوسہ پیدا ہونے کا تعلق ہے اس سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی نماز سے جتنی محبت ہے شیطان کو اس نماز سے اتنی ہی دشمنی ہے۔ اس وجہ سے آدمی جب نماز شروع کرتا ہے تو ابلیس کے کارندوں اور ایجنٹوں کی وسوسہ اندازی کا حملہ سب سے زیادہ سخت انہی لوگوں پر ہوتا ہے جو اس کے مقابلہ میں قوت ایمان کا ثبوت دیتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے شیطان کو کچھ زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی جو ان وسوسوں ہی کو غذائے روحانی سمجھتے ہیں۔ اگر شیطان ایک وسوسہ پیدا کرتا ہے تو وہ خود اپنے واہمہ کی خلّاقی سے اس میں دس کا اور اضافہ کر لیتے ہیں۔

ان وسوسوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے تین باتیں مفید ہیں:

① ایک عام بات تو یہ ہے کہ آدمی جس وقت یہ حالت محسوس کرے، شیطان سے اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اس آدمی کی طرح اپنی نماز کی حفاظت اور تکمیل کے لیے مستعد ہو جائے جس کو دشمن کے حملہ کی اطلاع ہو چکی ہو اور اس نے یہ عزم کر لیا ہو کہ وہ دشمن کے علی الرغم اپنی نماز پوری کر کے رہے گا اور ان وسوسہ اندازیوں کی کوئی پروا نہیں کرے گا۔ آدمی کی یہ مستعدی ہی بسا اوقات شیطان کے سارے طلسم کو باطل کر دیتی ہے۔

② دوسری بات یہ ہے کہ نماز کے کلمات صرف اپنے جی ہی میں نہ پڑھے بلکہ اس طرح پڑھے کہ وہ خود ان کو سن سکے اور ان کے معانی پر دھیان کر سکے۔ احتیاط ضروری ہے کہ اس سے دوسرے پاس کھڑے ہونے والے کی نماز میں خلل واقع نہ ہو۔ یہ چیز وسوسہ کو دور کرنے میں بہت مددگار ہوتی ہے۔ جب آدمی کا ذہن معانی کے پیچھے لگ جاتا ہے تو وسوسوں کی وادیوں میں بھٹکنے سے بہت بڑی حد تک محفوظ ہو جاتا ہے۔

③ تیسری چیز، جو سب سے زیادہ مفید اور کارگر ہے، یہ ہے کہ آدمی اپنی عام زندگی میں اپنے خیالات کو زیادہ سے زیادہ پاکیزہ اور بلند رکھنے کی کوشش کرے۔ وہ ہمیشہ ایسی چیزیں سوچے جو اس کے لیے دین و دنیا میں نافع ہوں اور دوسروں کو بھی نفع پہنچانے والی اور ترقی دینے والی ہوں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ انسان کے ذہن کی چکی ہمیشہ چلتی رہتی ہے۔ اگر آدمی اس میں صاف ستھرا غلہ ڈالتا رہتا ہے تو وہ اس صاف ستھرے غلہ کو پیستی رہتی ہے اور اس سے نہایت عمدہ آٹا برآمد ہوتا رہتا ہے۔ اس کے برعکس شیطان کی وسوسہ اندازیاں ہیں۔ وہ موقع پاتے ہی اپنے کنکر پتھر کی مٹھی بھر کر اس میں جھونک دیتا ہے اور یہ چکی اس کو دَلنا شروع کر دیتی ہے۔ یہ چیز چکی کے نظام کو بالکل درہم برہم کر دیتی ہے۔ یہ حادثہ اگر بار بار پیش آنے لگے تو چکی اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ اس میں اچھا آٹا تیار کرنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہ جاتی۔ عمدہ سے عمدہ گندم بھی اس میں ڈالیے تو بھی آٹا کرکرا ہی نکلے گا۔

جو آدمی اپنے ذہن میں اچھے خیالات کی پرورش کا عادی ہو جاتا ہے، نماز میں اس کو وسوسے کم لاحق ہوتے ہیں کیونکہ وہ جس طرح کے خیالات سے مانوس ہوتا ہے اسی طرح کی روحانی غذا اس کو نماز میں بھی مل جاتی ہے اور اگر کچھ خیالات پیدا ہوتے ہیں تو وہ ایسے پست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتے کہ نماز کے بلند مقصد سے بالکل بے جوڑ ہو جائیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے صاحبِ حضور و شہود کی نماز میں بھی کبھی کبھی خارجی حالات خلل انداز ہو ہی جاتے تھے۔ کبھی کبھی عین حالتِ نماز میں ان کا ذہن ایران و شام میں لڑنے والی فوجوں کی ترتیب میں مشغول ہو جاتا تھا۔ ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ بھی تو ایک قسم کا کھو جانا ہی ہے......! اس میں شبہ نہیں کہ یہ بھی ایک قسم کا کھو جانا ہی ہے لیکن بڑا فرق ہے اس کھو جانے میں جو کسی غیر کی گلی میں ہو اور اس کھو جانے میں جو اسی کے کوچے میں ہو جس کے دَر کی تلاش ہے۔

اس وسوسہ ہی کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ بعض لوگوں کو نہ اپنی طہارت پر اعتماد ہوتا ہے، نہ وضو پر اور نہ نماز پر۔ وضو کے لیے بیٹھیں گے تو ہاتھ دھونے ہی پر لوٹے کے لوٹے پانی بہا دیں گے لیکن ان کا اطمینان نہیں ہو گا کہ ہاتھ دھویا گیا۔ نماز کے لیے کھڑے ہوں گے تو بار بار نیت باندھیں گے اور توڑیں گے لیکن ان کی نیت ہے کہ کسی طرح بندھنے ہی میں نہیں آتی۔ ❶

یہ ایک سخت قسم کی ذہنی بیماری ہے۔ جس کا علاج یہ ہے کہ آدمی اس کو بیماری سمجھے اور اپنی طبیعت کی اصلاح کی فکر کرے۔ بعض لوگوں کو یہ بیماری شک کے راستہ سے لاحق ہوتی ہے، ان کو اپنا ہر کام مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اسلامی شریعت کا یہ اصول اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہیے کہ دین کے معاملات میں گمان غالب کافی ہے۔ اگر ایک کام کے متعلق ہمارا گمان یہ ہے کہ یہ ٹھیک ہو گیا تو اِنْ شاءَ اللہ وہ ٹھیک ہو گیا۔ اس سے زیادہ اس کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

---

❶ اور یہی مفہوم ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا جس میں وہ کہتے ہیں کہ: 'ألا أصلي بكم صلاة رسولِ اللهﷺ قال فَصَلّى فَلَمْ يَرْفَعْ يديه إلا مرّةً' (ابوداود، حدیث: 748، ترمذی، حدیث: 258، نسائی: 1058)۔ یعنی کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ چنانچہ انھوں نے نماز پڑھی اور پھر اپنے ہاتھ صرف ایک ہی بار اٹھائے۔'' اسنادی مباحث سے ہٹ کر اس کا ایک مفہوم یہی ہے جو جناب اصلاحی صاحب نے ذکر کیا ہے کہ بعض لوگ وہم کی وجہ سے اپنی نیت باندھتے اور توڑتے ہیں اور بار بار ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ تو جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی تردید کی کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کے موقع پر صرف ایک ہی بار ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب۔ السعیدی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگوں کو یہ بیماری احتیاط اور تقویٰ میں غلو کے سبب سے لاحق ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اسلامی شریعت کے مزاج سے واقف کرنا چاہیے کہ یہ شریعت سہل ہے اور اللہ اور رسول ﷺ کو یہ بات پسند ہے کہ بندہ تشدد پسندی سے بچے اور اپنے لیے معتدل راہ کا انتخاب کرے۔ جو شخص اپنی تشدد پسندی کی وجہ سے دین سے دھینگا مشتی شروع کر دیتا ہے، بالآخر وہ شکست کھا جاتا ہے۔

مُدّعا سے بے خبری:

تیسری آفت مدعا سے بے خبری ہے۔ اس زمانہ میں عوام کا بہت بڑا طبقہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے سرے سے جانتے ہی نہیں کہ وہ نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں اس میں کس بات کا اقرار اور کس بات کا انکار کرتے ہیں۔ وہ نماز کے الفاظ کو منتروں کی طرح پڑھتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں خواہ ہم ان کے معنی مطلب سمجھیں یا نہ سمجھیں یہ منتر کارگر ہو کے رہیں گے۔ ان کے نزدیک سارا جادو بس ان الفاظ میں ہے۔ اگر الفاظ الٹے سیدھے زبان سے ادا ہو گئے تو تیر نشانہ پر لگ گیا۔

دوسرے بہت سارے لوگ ہیں جو ان الفاظ کے معنی سے تو بے خبر نہیں ہیں لیکن یا تو غفلت کے سبب سے دھیان نہیں کرتے یا دھیان کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کرتے۔ یہ جس طرح قرآن کی تلاوت محض بطور تبرک کرتے ہیں اسی طرح نماز میں اس کی دعائیں بطور تبرک پڑھ لیتے ہیں۔

یہ صورت حال خواہ جہالت کے سبب سے ہو یا غفلت اور غلط فہمی کے سبب سے، نماز کو بالکل بے اثر اور بے مقصد بنا کر رکھ دیتی ہے۔ کم از کم تزکیۂ نفس کے نصب العین کو تو اس نماز سے مشکل ہی سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جو لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں، وہ کم از کم ان سورتوں اور دعاؤں کے معنی مطلب تو ضرور سیکھ لیں جو عموماً نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ کام تھوڑی سی محنت اور بہت معمولی اہتمام سے ہر شخص کر سکتا ہے۔ اور جو لوگ اتنا بھی نہیں کر سکتے، نہ وہ نماز کی اہمیت سے واقف ہیں نہ دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اہمیت ہے۔ ❶

رہے وہ لوگ جو عربی زبان سے واقف ہیں یا کم از کم نماز کی دعاؤں کے حد تک واقف ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز میں جو کچھ سنیں یا پڑھیں اس کے لفظ لفظ کے معنی پر دھیان کریں۔ آدمی کا ذہن اگر کسی چیز پر جمنے اور غور کرنے کا عادی نہ ہو تو شروع شروع میں وہ اس میں مشقت اور اجنبیت محسوس کرتا ہے لیکن یہ محض عادت کی خرابی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذہن کو سوچنے اور سمجھنے کے لیے بنایا ہے، ہرزہ گردی کے لیے نہیں بنایا ہے۔ اس وجہ سے اگر وہ اس راہ پر لگایا جائے تو تھوڑی سی محنت سے لگ جاتا ہے اور جب لگ جاتا ہے تو پھر اس سے الگ ہو کر وہ زندگی میں کوئی لذت ہی محسوس نہیں کرتا۔

یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ جب ایک ہی طرح کی دعائیں اور سورتیں ہر نماز میں پڑھی جاتی ہیں اور وہ معلوم ہیں تو پھر ان پر ہر روز اور ہر وقت غور کرنے کی کیا ضرورت ہے، ایک مرتبہ جب اس کو سمجھ لیا تو یہ کافی ہے؟ جو لوگ یہ بات کہتے ہیں، وہ نماز کی اور نماز کی دعاؤں کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ نماز معلومات کے اضافہ کے لیے نہیں پڑھی جاتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے عہد کی تجدید، اس سے رہنمائی اور استعانت کی طلب اور توبہ و استغفار کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ یہ مقصد آخر بے سمجھے بوجھے الفاظ دہرا دینے سے کس طرح حاصل ہو سکتا ہے جبکہ آدمی کا ذہن اور دماغ حاضر نہ ہو؟ پھر یہ گمان بھی صحیح نہیں ہے کہ نماز میں ایک ہر طرح

❶ (ناقل مقالہ عمر فاروق السعیدی عرض کرتا ہے کہ) ایسے حضرات و خواتین جن کے لیے ترجمہ معانی کا حصول مشکل ہے انھیں کسی طرح مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ان کے بارے میں عبدالرؤف صاحب داناپوریؒ نے اپنی کتاب "اصح السیر" میں کیا خوب لکھا ہے کہ "نماز میں اگر آیات قرآنی کو سمجھ کر پڑھے تو اس کے بہتری میں کلام نہیں۔ لیکن نہ سمجھے تو نفس نماز میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی۔ نماز ایک عبادت ہے اور اس سے مقصودِ اصلی خشوع و خضوع پیدا کرنا ہے اور وہ ان آیات کا مطلب سمجھنے سے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ ایک بے علم جو آیات کو کلام اللہ سمجھ کر پڑھ لیتا ہے، دل سے خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے، خشوع و خضوع اس پر غالب رہتا ہے، اس کی نماز اس عالم کی نماز سے ہزار گونہ بہتر ہے جو آیات کو پڑھ کر معانی کی تحقیق اور مسائل کے استخراج میں پھنس جاتا ہے اور عبادت کے وقت علمی تحقیقات کرنے لگتا ہے۔" (اصح السیر۔ مقدمہ (قرآن شریف)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی چیزوں کا بار بار اعادہ ہے۔ نماز میں نئے نئے انکشافات بھی ہیں اور ان انکشافات کی کوئی حد و نہایت بھی نہیں ہے۔ لیکن یہ انکشافات تہجد کی نماز میں ہوتے ہیں بشرطیکہ آدمی تہجد، اس کے شرائط کے ساتھ ادا کرے اور اس کو قرآن مجید یاد ہو۔

چوری:

نماز میں ایک حادثہ چوری کا بھی پیش آیا کرتا ہے۔ یہ چوری شیطان نہیں کرتا بلکہ بسا اوقات نماز پڑھنے والا خود کرتا ہے اور کہیں باہر جا کر نہیں کرتا بلکہ خود اپنی نماز کے اندر کرتا ہے۔ آپ متعجب ہوں گے کہ وہ کس طرح؟ وہ اس طرح کہ بعض لوگ وضو اور نماز میں اتنی جلد بازی کرتے ہیں کہ وہ ان کے کسی رکن کا بھی حق ادا نہیں کر پاتے۔ ہاتھ دھوئیں گے تو کہنیاں چھوڑ جائیں گے۔ پاؤں دھوئیں گے تو ایڑیاں خشک رہ جائیں گے۔ نماز میں کھڑے ہوں گے تو اس طرح کہ ابھی برابر کھڑے بھی نہیں ہوئے کہ رکوع کے لیے جھک پڑے۔ رکوع میں گئے تو سر ابھی کمر کے برابر ہوا بھی نہیں کہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ رکوع سے اٹھ کر ابھی کمر سیدھی بھی نہ ہونے پائی کہ سجدے کے لیے جھک گئے۔ قعدہ میں بیٹھیں گے تو معلوم ہوگا کہ جلتے توے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ غرض وہ اپنی نماز کے ہر حصہ میں سے کچھ نہ کچھ دبالیں گے۔

اس بیماری کے عموماً دو سبب ہوتے ہیں: ایک تو یہ کہ بعض لوگ فطری طور پر جلد باز ہوتے ہیں۔ وہ ہر کام کو جلدی جلدی کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں اور تربیت سے محروم ہونے کے باعث یہی طریقہ وہ نماز میں بھی اختیار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو یہ بتانا چاہیے کہ نماز کے ہر کام میں وقار اور متانت شرط ہے۔ اس کے بغیر نماز بالکل بے برکت ہو جاتی ہے۔ عام طور پر بچپنے میں جو غلط عادت پڑ جایا کرتی ہے وہ آخر دم تک قائم رہتی ہے، اس وجہ سے بچوں کی ابتدائی تربیت ہی میں اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ نہ تو وہ زندگی کے عام حالات میں جلد باز ہوں اور نہ نماز میں۔ خصوصاً نماز میں جلد بازی کی خرابیاں اچھی طرح ان کے ذہن نشین کی جائیں۔

اس کا دوسرا سبب دل کی خرابی ہے۔ بعض لوگ مارے بندھے مسجد میں آتے ہیں۔ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے مسجد ایک قید خانہ ہوتی ہے۔ وہ آتے ہی یہ چاہتے ہیں کہ کب اس جیل سے چھوٹیں اور اپنے ذوق کی دلچسپیوں میں منہمک ہوں۔ اس بدذوقی کی وجہ سے نماز ان کے لیے ایک مصیبت بن جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کا علاج مشکل اور دیر طلب ہوتا ہے۔ جب تک ان کے ذہن تبدیل نہ ہوں، جب تک یہ دین کی اہمیت اور دین کے اندر نماز کے مرتبہ اور مقام کے قائل نہ بنیں، اس وقت تک محض تعدیلِ ارکان کی تاکید سے ان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچے گا۔ نماز پیدا ہوتی ہے ایمان سے۔ اگر کوئی شخص ایمان کی لذت ہی سے آشنا نہ ہو تو وہ اس نماز کے لیے بھلا کیا اہتمام کرے گا جو اس نے محض اوپر سے چپکا لی ہو یا اس کے اوپر چپکا دی گئی ہو۔

رِیا:

نماز کی سب سے زیادہ عام اور سب سے زیادہ خطرناک آفت رِیا ہے۔ عام اس وجہ سے کہ اس کی اتنی مخفی قسمیں ہیں کہ محتاط سے محتاط آدمی بھی بعض اوقات اس کی بعض قسموں کے حملہ سے اپنی نماز کو بچا نہیں سکتا۔ اور خطرناک اس وجہ سے کہ نماز کے لیے اخلاص شرط ہے اور رِیا اخلاص کے منافی ہے۔ ان دو باتوں کے سبب سے جو شخص اپنی نماز کو رِیا سے پاک رکھنا چاہے اس کو مسلسل ریاضت کرنی پڑتی ہے۔

میرے نزدیک اس بیماری کے علاج کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں:

ایک یہ کہ آدمی رِیا کی مختلف شکلوں سے اچھی طرح واقف ہو۔ امام غزالیؒ کی احیاء العلوم اور اسی طرح کی بعض دوسری کتابوں کا مطالعہ رِیا کی اقسام سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔ ❶ ایک چیز سے اچھی طرح واقف ہونے کے بعد ہی یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ آدمی اس کو پکڑ سکے اور اگر چاہے تو اس کی اصلاح کر سکے۔ یہ واقفیت عام لوگوں کے لیے جس قدر ضروری ہے اس سے کہیں زیادہ ضروری علمائے دین اور اہلِ تقویٰ کے لیے ہے کیونکہ رِیا دنیاداری کے بھیس میں کم آتی ہے، یہ دینداری کے جامہ میں زیادہ آتی ہے۔ اور ایسی ایسی پُرفریب شکلوں میں آتی ہے کہ بڑے بڑے عالمانِ دین اور بڑے بڑے مشائخ

❶ علامہ ابن جوزیؒ کی "تلبیس ابلیس" بھی نہایت مفید کتاب ہے۔ (س)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت اس کے چکمے میں آ جاتے ہیں اور اس کے پیچھے بسا اوقات اپنے زہد و ریاضت کی زندگی کی پونجی گنوا بیٹھتے ہیں۔

دوسری چیز جو اس کے لیے مفید ہے وہ تہجد کی نماز ہے۔ یہ نماز شب کی تنہائی میں پڑھی جاتی ہے اور نفس کے لیے نہایت سخت ہے اور اس کو مخفی رکھنے کی بھی تاکید ہے۔ اس وجہ سے جو لوگ محض دکھاوے کی نمازیں پڑھتے ہیں وہ اس کی ہمت نہیں کر سکتے۔ اس کی ہمت وہی لوگ کر سکتے ہیں جو یا تو بے ریا ہوں یا ریا کے فتنوں سے واقف ہوں اور اس سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے تہجد کے گوشۂ خلوت میں آ چکے ہوں۔ یہ نماز ریا کا سب سے زیادہ مفید علاج ہے۔ بشرطیکہ آدمی اس کی رازداری کو قائم رکھ سکے۔ بعض لوگ اس سلسلہ میں بھی ریا میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ وہ یا تو خود مختلف پردوں میں اپنی شب بیداری اور تہجد خوانی کا اشتہار دیتے ہیں یا ان کے شاگرد اور مرید حضرات یہ خدمت انجام دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ نماز اس مقصد کے لیے نہ صرف یہ کہ کچھ مفید نہیں رہ جاتی بلکہ کچھ مزید ریا پرور بن جاتی ہے۔

نماز کے فتنوں میں سے یہ چند بڑے بڑے فتنے بیان ہوئے ہیں۔ اگر آدمی ان سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے تو دوسرے فتنوں پر قابو پانے کے لیے صلاحیت بھی اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی نماز فی الواقع اس کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کی طمانیت اور روح کا سرور بن جاتی ہے۔

هذا آخر ما أردنا جمعه۔ وبالله التوفيق.

اللّٰهم طَهِّرْ قلوبنا من النفاق وأعمَالَنا مِنَ الرِياء وألْسِنَتَنَا مِنَ الكَذِب وأَعيُنَنا من الخِيانَةَ فإنّكَ تَعلَمُ خَائِنَةَ الأعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُور

وصلّى الله على النّبى محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

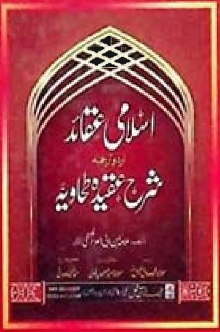

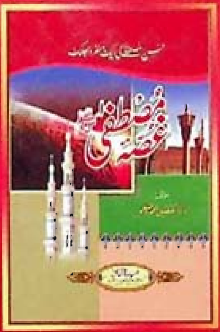

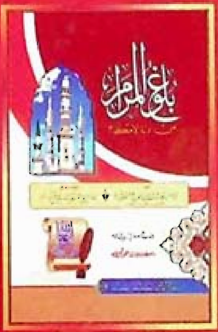

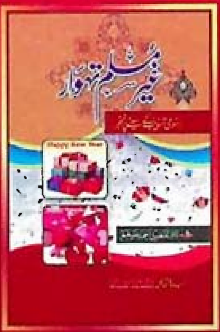

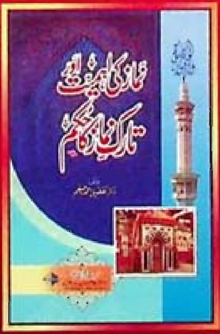

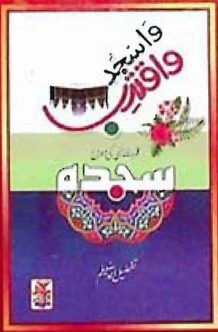

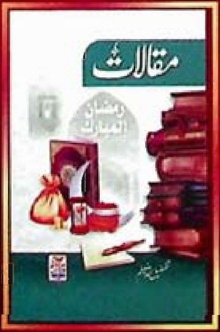

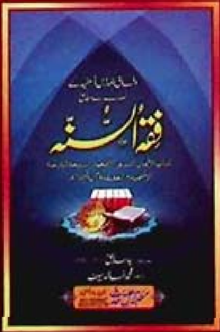

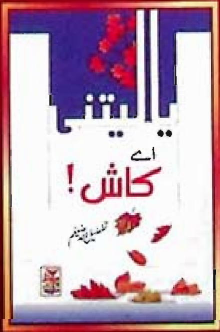

طیبہ قرآن محل
مکہ سنٹر گلی نمبر 5 منشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد
041-2624007, 0300-6628021